

کیونکہ دونوں کا روزانہ دورہ تقریباً یکساں ہے۔ جب بھی ان دونوں
 استیارات کا نسبت اور استیارات کے تقریباً برابر ہے اور بلحاظ اسکے
 کہ مریخ کے دونوں قطبوں پر برف کے پہاڑ دکھائی دیتے ہیں یہ بات
 دورینین ہے کہ اُس جگہ جو روشنی دکھائی دیتی ہے وہ شعاع آفتاب
 انکاس سے ہے بعض اجزا اُن پر فانی پہاڑوں کے جو بعض اوقات
 ہر سال میں غائب ہو جاتا کرتے ہیں اُسکا سبب بعض حصہ برف کا آفتاب کی
 متازت سے پگھلنا ہے۔ علامہ ہرشل کی یہ بھی رائے ہے کہ مریخ قطبوں کے
 نزدیک سطح پر مثل ہمارے کرہ زمین کے کہ ریچی قطبوں کے نزدیک
 چٹا ہے لیکن مریخ کی سطح کس قدر کم ہے حتیٰ کہ بعضوں نے تو مریخ
 کی سطح سے انکار ہی کیا ہے۔ اہل ہیئت گمان کرتے ہیں کہ مریخ کا
 جو بھی زمین کے جو سے مشابہ ہے۔ مریخ کا ایک نقشہ اُنہوں نے تیار
 کیا ہے جس میں قطبوں اور سرد مقامات دکھائے ہیں۔ اور ہر ایک خطہ کا
 ایک علمہ نام رکھا ہے از انجملہ وریاے ایچار سے ہے جسکا ذکر
 ہم نے اوپر کیا۔

اہل یونان مریخ کو ستارہ روشن کہتے تھے کیونکہ وہ شدت سے
 چمکدار ہے اور جب طرح بذریعہ دوربین شدت سے روشن اور سرخ
 دکھائی دیتا ہے اُسی طرح اُسکی روشنی کی شدت کی وجہ سے بلادوربین

ہو گئی ہے کہ سطحِ مریخ پر ایسے مواقع منتظمہ شکل فکمی جاتی ہیں کہ اُنکے باقاعدہ
 ہونیکا سبب عقلِ انسانی کے سوا کچھ اور ہونا بعید از قیاس ہے۔ اس رائے
 کا بڑا مآدِون ایک عالمِ فلکی ہے جسکا نام برسیغال لولیف ہے۔ اُس نے
 اس موضوع خاص پر بہت بڑی کتاب تالیف کی ہے۔ اثباتِ وجودِ سیارے
 مریخ کے باب میں اُسکی رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ مریخ کے لئے ایک جو
 سما ہے مثلِ چارے جو کے اور مریخ میں دریا ہیں مثلِ ہمارے دریاؤں کے
 اور یہ دونوں چیزیں یعنی جو اور پانی جائدارون کے حق میں دو نہایت
 ضروری عنصر ہیں۔ اور یہ کہ مریخ کے سطح پر جو باقاعدہ شکل کے مقامات
 دکھائی دیتے ہیں مثلِ سبز کہیتوں کے ہیں کوئی سبب اُنکے موجود ہونیکا
 بجز اسکے کہ عقلِ بشری کی مداخلت اُنکی ترتیب میں نہیں ہو سکتا۔ گو مریخ
 کے کہیت ہزاروں میل طویل دکھائی دیتے ہیں لیکن اُسکی رائے میں
 اُن طولانی کہیتوں کا کوونا آسان ہے کیونکہ اُسکے زعم میں مریخ کا مواد
 بہ نسبتِ زمینی مواد کے نہایت خفیف ہے یعنی (۱/۳) گنا خفیف ہے
 اور ایک دن میں تین آدمی یہاں زمین کو جس قدر کہو دسکتے ہیں وہاں
 ایک آدمی اُتنا کہو دسکتا ہے۔ اس لئے جو بڑے کہو یہ کہتا ہے کہ اپنے
 وجود میں مریخ زمین سے زیادہ قدیم ہے لہذا وہاں کے لوگ تہذیب
 زیادہ کامل اور بڑے اعمال کے نہایت مشاق ہونگے۔

آنکھ سے دیکھنے کے کو بھی اُسکی روشنی چکا چوندین ڈالتی ہے یہی سبب
ہو کہ اہل عرب نے اُسکو نارمنقہ کے نام سے یاد کیا ہے چنانچہ مشہور
شاعر ابوالعلا کا قول ہے کہ

زحل است بفلکواکب دارا	عن لقاء الردی علی میاد
ولنار المریخ من ہیجان	الدہر مطفیان وان علت با نقاد
والشریار منہ بامستراق	اشمل حتمہ نقد بالآحاد

کیا مریخ میں جاندار ہیں اور اگر ہیں تو کیسے ہیں؟ اس مسئلہ پر علماء
بین بڑے اختلاف ہیں بعضوں نے تو مریخ کے اندر باشندوں کے
وجود پر یقین کر لیا ہے اور اُنکی شکلین بھی معین کر دے ہیں اور اُنکے
اخلاق سے بھی بحث کی ہے اور اُنکے قواسم جسمانی کا بھی قیاس کر لیا ہے
اور دوسرے فریق نے مریخ کے اندر جان داروں کے ہونے سے
بالکل انکار کر دیا ہے اور ایک گروہ ان دونوں فریقوں کے درمیان
میں ایسا ہے کہ دونوں فریقوں کے دعویٰ کو غیر قطعی خیال کرتا ہے۔
کیونکہ جو لوگ ساکنین مریخ کے قائل ہیں اُنکی دلیل قیاسی قطعی ہے
اور اس زعم پر اُنکو ایسا بات نے آمادہ کیا ہے کہ اُنہوں نے کہ مریخ
اور کرہ زمین کے مابین اُنکے جرم میں اور جو میں اور روزانہ گردش
میں سبب حد مشابہت پائی ہے اور اس زعم کی تائید اس امر سے اور زیادہ

نقولا تسلا مشہور عالم کربائی آخر شخص ہے جس نے خواہت اہل مسیح کے
 باہر میں بے حد سعی کی ہو اسکا ارادہ ہے کہ بذریعہ کربائی ٹیلیگراف کے
 جو حال میں ایجاد ہوا ہے اور اسکو بلا سٹاک کا ٹیلیگراف بھی کہتے ہیں
 یہ کام لیا جائے اسکا قول ہے کہ کربائی ٹیلیگراف کے تجربہ کے اثناء
 میں جبکہ یہ اور یہ مین کو لورا و و نامی پہاڑ کی چوٹیوں پر کر رہا تھا اسکے
 زخم میں اسکو ایک ایسی قوت کا علم ہوا ہے جو نہ تو زمین سے پیدا ہوئی
 نہ آفتاب سے بلکہ ایک اور سیارہ سے پیدا ہوئی تھی کیونکہ کربائی
 ٹیلیگراف کے آلہ میں وہاں پر اسکو مین باہر صلیف سی حرکت محسوس ہوتی تھی
 اب یہ واضح اسرا کہ کو ٹیگا کر رہے ہیں اور کافی قوت جمع کر رہے ہیں
 تاکہ قوت کربائی کو مسیح تک پہنچا دیں انکا زعم ہے کہ قریب میں ایک
 ایسا سیارہ ہے کہ بذریعہ اس کے اہل مسیح سے گفتگو کیا جائے گی
 اور یہ زمین کو یہ کام دے رہا ہے۔

نے اور ایک عجیب بات یہ ہے کہ ایک مالدار بڑے یا فرانس کی ریاستہالی
 میٹرم گوسمان نامی ایک لاکھ فنانک کا چندہ ایک فرنسادی بنے۔
 میں چور کر رہا ہے اور یہ ریاست کی ہے کہ جو شخص کسی سیارہ سے
 گفتگو کرنے کا وسیلہ ایجاد کرے اسکو یہ سدا دیا جائے لیکن اسنے
 مسیح کو اس سے مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ اسنے خیال میں اہل مسیح سے

دوسرے بے ہمتیاء نے تو اس سے بھی زیادہ مبالغہ کیا ہے اور انہوں نے اُن وسائل اور ذرائع کی بھی تلاش شروع کر دی ہے جو باستاندگان مریخ کے ساتھ محابرت اور مکالمات کے لئے ضرور ہیں کیونکہ قریب میں وہ لوگ گویا وہاں کا سفر کر نیوالے ہیں۔ از اجمال ایک شخص شارل کروس نامے تیس سال سے اس بحث میں مشغول ہے کہ محابرت کے لئے کون سے وسائل عمدہ ہیں اُسکی رائے میں کوئی واسطہ اب تک نور سے زیادہ بہتر نہیں قرار پایا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ دنیا کی نہایت تاریک مقامات سے ایک مقام پر مثلاً قطبین سے ایک قطب کے قریب اگر ایک بہت بڑی آگ روشن کی جائے تو بعید نہیں ہے کہ کُتھان مریخ اُسکو دیکھیں گے اور اُسی طرح اپنے ہاں آگ سُلگا کر اُسکا جواب دینگے اس خیال نے اُسکو اس حد تک انخودرفہ بنا دیا کہ اُس نے ایک لغت کی ایجاد بھی شروع کر رکھی ہے جس میں بذریعہ اشارات کے مثل (الکھیلوگراف) کے شعاع شمسی سے نام لیا جاتا ہے۔ ان صاحب کا ارادہ ہے کہ بذریعہ اس لغت کے ماکینیت کرہ ارض اپنے حریف سکان مریخ اور نیز دوسرے کرونائن کے مابین گفتگو کا سلسلہ جاری کرینگے یہ خیال ایسا ہے کہ اسکو خواب یا اصغاث اعلام سے زیادہ وقت نہیں ہو سکتی۔

ہوں۔ اور عجب نہیں کہ وہ خطوط پگھلا ہوا مواد ہو جو بور کو منجھ ہو گیا ہو۔
 (دیکھو چار مستنوں، قلوب، نکوین، تالم، جیمین جیا بوجیہ سے بھرت کی گئی ہے۔
 اور رو بد بہ آصفی کے کسی گزشتہ پرچہ میں چہا سہ ۱۲ اور شگاف ہو کر
 اشکال ہندسی پکڑ لیا ہو۔ یہ بھی بعض علماء ہدیت کی رائے ہے۔ یا وہ
 آفتاب کی شعاع ہوں جنکا انعکاس اُس پانی یا شبنم سے ہوتا ہو جو اُن
 شگافوں میں موجود ہو۔

ہم اجہرا اسکے قائل ہو آئے ہیں کہ سائنسین متوجہ کا وجود ممکن ہے گو نظائر
 انکا وجود مستبعد معلوم ہوتا ہے۔ پس جب اُنکا وجود ممکن ہے تو اُنکے
 ساتھ مخبرت کرنا بھی ممکن ہے یا بواسطہ نور کے جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا
 یا کوئی اور وسیلے سے جسکا اختراع اور ایجاد آئندہ انکشافات جدیدہ
 کے ذریعہ سے ہو۔ اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے گزشتہ قرن کے وسائل
 اخبار رسائی پر غور کریں تو معلوم ہو جائیگا کہ علوم جدیدہ اور تجارتی مفیدہ
 نے اسوقت فوت کربالی سے ٹیلیگراف اور ٹیلیفون وغیرہ کیسے کیسے
 عمدہ وسائل پیدا کر دیے ہیں تو کیا بعید ہے کہ گنگان منیج کے ساتھ بھی کوئی ایسی
 مکالمت کا نکل آوے۔ اگر اٹھارہویں صدی کے دورہ میں کوئی شخص یہ
 کہتا کہ ملک چین اور سلطنت انگلینڈ کے درمیان میں چند لفظوں
 کے اندر خبر رسائی ہو سکتی ہے تو اسوقت لوگ اُسکو مجنون کہتے۔

گفتگو کرنا بہت آسان اور قریب الوقوع ہی اگر ہم ایسے ادھام کی ایک فرست
 لکھیں تو ہمارے مضمون بہت طویل ہو جائیگا۔ لیکن اگر کوئی اس آرزو سے
 پورے کرپٹی کو شش کرنا چاہے تو اس کو ماست نہ کرنا چاہیے بلکہ ہم سب
 پہلے یہ آرزو رکھتے ہیں۔ کہ آگے بڑھ کر ساکنین منہج سے ہاتھ دھوئیں اس
 شیک ہنڈ (مصافحہ) میں اگر ہم کو مذہب سے ٹھکی محسوس ہو جائے تو اس وقت
 ہماری خوشی کا کیا پوچھنا ہے۔ پہلے تو ہم نے ہاتھ دھونے کے ساتھ ہی ہمارے
 حریف ساکنین منہج کی مذہب و شائستگی کا پتہ لگا لیا۔ اور ہم وہاں پہنچاؤ
 موجود ہونا بھی محال نہیں خیال کرتے ہیں۔ اگرچہ بادی النظر میں یہ بات
 بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ رہا ان کے ساتھ محابرت کا سلسلہ جاری
 کرنا یہ بھی دائرہ امکان سے خارج نہیں ہے لیکن کسی امر کے ممکن ہونیکے
 قائل ہونا اس بات کا مستلزم نہیں ہے کہ وہ قریب الوقوع بھی ہے کیونکہ
 قبائلی شکلیں وغیرہ جو منہج کے اندر دکھائی دیتی ہیں ہو سکتا ہے
 کہ درحقیقت ہماری بصارت کا مغالطہ ہو کیونکہ فی الواقع اس سیارہ
 رصد کرنا بڑے بڑے راہدین اور ماہرین پر بھی نہایت دشوار ہے اسلئے
 کہ منہج کو اب ہمیشہ گمیرے رہتا ہے اور اس کا جو نادر طور پر کبھی صاف رہتا ہے
 کیا عجیب ہے کہ جو خطوط مستقیمہ دکھائی دیتے ہیں (اگر ان کا وجود صحیح ہو تو) وہ
 شقوق اور شگاف ہوں جو منہج کے چمکے کے اوپر آنے سے پیدا ہوں

ایک شعاع ایسی بھی ہے کہ موجودہ ظہانی اجسام کے پار نکلتی ہے اور اس شباب و جامد کے اندر سے ہو کر ارم پار کی چیزیں بذریعہ اس شعاع کے دکھائی دیتے ہیں اور پیش کے اندر کے اعضاء اور اجزاء کا حال معلوم ہو جاتا ہے اس روشنی کو ایجاد ہو سے ابھی زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے۔ زبانہ اس سے عجیب تر باتیں ہمارے سامنے لانے والا ہے جو اس وقت ہمارے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آسکتیں۔ اس صورت میں کیا دوسرے کہ آئندہ صدیوں میں ایسی قوتوں کا ایجاد اور انکشاف ہو چکے ذریعہ سے اجسام فلکی پنچنا سمل ہو جائے۔

بعض علماء فلکیین نے عجیب عجیب خیالات اس بارہ میں ظاہر کئے ہیں۔ اگر بیان کیقدر اوں خیالات کا اظہار بطریق فنون و دلچسپی کیا جائے تو لطف سے خالی ہوگا۔ ایک صاحب فرائض کہ ممکن ہے کہ آئندہ چل کر ایک ایسے مواد کا انکشاف ہو جو قوت جاذبہ کا مانع ہو کیونکہ بہت سے ایسے مواد موجود ہیں جو دوسرے مواد کے قوتوں کے حاجب مانع ہیں بعض اوقات قوت کهربائی کے اور بعض حرارت کے روکنے والے موجود ہیں مثلاً کارچ اور مکشی سے قوت کهربائی کا اثر منتقل نہیں ہوتا ہر جس طرح

اور ہم آجکے علوم اس سے زیادہ دوبر کے مقامات پریلیفون کے واسطے سے بات چیت کر نیکو کوئی تجربہ کیا بات نہیں خیال کرتے ہیں۔
 مینج یا کسی اور سیارے تک سفر کرنا اور جا پہنچنا بھی دائرہ امکان سے خارج نہیں ہے ہمارے دلیل اس باب میں وہ اشیاء ہیں جنکو علم نے قوت بخاری اور قوت کمرائی سے ایجاد کیے ہیں۔ ہر دور و ہر دور جو سماں ہوئی ہوئی اُڑا کر اب کے ذریعہ سے سفر کیا جاتا ہے گو ہوئی مگر لب کی صفت ابھی آیام طفولیت اور نمونین ہے۔

ہم بہت سے حکایات پرانے زمانے کے سنتے تھے کہ جن اور عفریت ہو امین یون اُڑتے تھے اور انسان کو اس طرح اُڑا لیتے تھے اور ان باتوں کو خرافات سمجھتے تھے اور ان پر ہنستے تھے آجکے روز اگر ہم سے کوئی کہے کہ ریل سے بہت زیادہ وسیع سفر ہو امین کرنے کے لئے کوئی آلہ ایجاد کیا گیا ہے تو ہم انکو متبعہ نہیں خیال کریں گے کیا دوسرے کہ اس صدی کے یا آئندہ صدیوں کے علم اور ایسی ایک قوت کا اکتشاف کریں جو اس سے پہلے اُکشاف کسی نے نہ کیا ہو بطرح و دیگر شے صدیوں کے لوگوں نے قوت کمرائی کا اکتشاف کیا اور اس سے پہلے زمانے کے لوگوں نے اُسکو خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔ لیا آجین کی شعاعیں ایک بار ہونے سے پہلے کسی ہمارے دل میں یہ گزرا تھا کہ عالم طبیعت، دین

تمام اشیاء اور مکے - اقد ہونگے اور اس مکان کے چاروں طرف
 کھڑکیاں ہوں گی جب اومنین سے کوئی کھڑکی کھولی جاوے گی تو مانع
 جاذبہ کا مادہ اس طرف سے زائل ہو جائیگا اور یہ مکان اوسى
 جہت کی طرف ہر کو کھڑکی کھلی ہے کھینچا ہوا پیدا جاوے گا۔ یعنی یوں
 خیال کرو کہ حیوت اس مکان کے چہت سے مانع جاذبہ الکیا جائیگا
 مکان سیدھا اوپر کی طرف چلا جاوے گا اب اگر ہم اوسکو کسی اور جانب
 مثلاً شمال کے جانب ٹیڑھا لیجانا چاہیں تو شمالی کھڑکی کھول دینگے اور
 اگر جنوب کے جانب لیجانا چاہیں تو جنوبی دریا کھول دینگے اس طرح
 جس جہم پر ہم کو پہنچنا مقصود ہے وہاں پہنچ جاوے گے۔ یہ خیالات اگرچہ
 محض فرضی ہیں لیکن استقدر باور کرنے لئے کافی ہیں کہ آئندہ چل کر
 عجب نہیں ہے کہ جدید اختراعات اور نئے اکتشافات انکی تصدیق
 کر دیں۔

ہاں اگر کوئی اعتراض کرے کہ اعلیٰ جو سما ہیں تو ہوا آکسیجن
 دینے غصہ حیات سے خالی ہے پہرے اوسکے انسان کا گزیر طرح
 ممکن ہے وہاں پہنچ کر انسان زندہ ہی نہ بیگا تو ہم جواب دینگے کہ ممکن ہے
 کہ آکسیجن کو ہم اوسى مکان ہوائی میں جمع کر رکھیں گے جس طرح غواص
 پانی کے اندر ہوائے حیات کو تنفس کے لئے اپنے ساتھ رکھ لیا کرتے ہیں

دوسرے معدنیات اور کوئلے سے منتقل ہوتا ہے اسی طرح نور بھی ایک مواد ہے جسکا اثر لکڑی اور پتھر وغیرہ مواد ظلمانی غیر شفاف سے منتقل نہیں ہوتا۔ اور یہ بات مشہور ہے کہ قوائے نور اور حرارت اور کربائیہ اور جاذبیہ دراصل یہ سب ایک ہی قوت ہے لیکن اسکے مظاہر مختلف ہیں پس ان میں سے ایک کا مانع اگر موجود ہو تو دوسرے کا مانع بھی موجود ہو سکتا ہے الغرض اس قیاس پر ایک ایسے مواد کا ہاتھ آنا ممکن ہے جو قوت جاذبیہ کا مانع ہو اور فرض کرو کہ ایسا مواد ہاتھ لگ گیا اور ایک مکان بنا کر ہر طرف سے یہ مواد اوس پر بندھ دیا گیا تو اب اوس مکان کے لئے کوئی ثقل باقی نہیں رہا کیونکہ ثقل کی علت قوت جاذبیہ ہے پس اس قوت کے باطل ہونے سے ثقل بھی باطل ہو گیا لیکن یہ مکان ابھی زمین ہی پر باقی رہے گا کیونکہ ہوا کا وزن اسکے اوپر موجود ہے اور اوسکو دبا رکھا ہے جب ہم مکان مذکور کے اوپر کے جانب سے اوس نشیب ہوئے مواد کو دور کرینگے تو اجرام سماویہ کے قوت جاذبیہ کا اثر اوس پر پڑے گا یعنی اجرام سماویہ اوسکو اپنے طرف کھینچنے کی قوت جاذبیہ کا تو کچھ اثر اوس پر ہے نہیں اسلئے وہ مکان جو مابین آسانی سے چڑھ نکلیگا اوسکے اندر چند آدمی ہوں گے اور ضروریات زندگی کے

اگک ہوگی کیا، اونکی گفتگو بذریعہ لغات کے ہوگی یا بواسطہ اشارت یا بغیر ان دونوں طریقوں کے کوئی اور طریقہ ایک سرے کے حال پر مطلع ہونے کا ہوگا۔ کیا اونکی ہان بھی بنجار اور کمر بانیہ کا اکتشاف ہوا ہے یا اونوں نے اسرارِ طبیعیہ کوئی اور قسم کا درس حاصل کیا ہے جو ہکواؤسکا علم نہیں ہے کیا اونکے تمدن کا طریقہ بھی وہی ہے جو ہماری دنیا والوں نے اختیار کیا ہے یا اونکے ذہن کی رسائی ماورائے افلاک تک ہے اور اونوں نے ازلیتہ کے معنی سمجھے ہیں اور بادیتہ اور لاناہیت کا بھی تصور کیا ہے یا وہ ترقی کے درجات میں مثل بادینہ نشین اقوام کے متفاوت ہیں اور بلحاظ اپنی سیارات کے اعمار کے ابھی تمدن کے درجات طے کر رہے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو بعض سیاروں کے باشندے ایسے ہونگے کہ اونکے جسموں پر قدرتی بال ہی اونکے پوشاک کا کام دیتے ہونگے اور بلحاظ چوپایوں کے پہاڑوں و دروں میں رہتے اور پتے پالے پر گزر کرتے ہونگے اور بعض سیاروں میں اون سے زیادہ ترقی یافتہ اقوام ہونگے اور بعض میں ہم سے بھی زیادہ ترقی یافتہ ہونگے۔

لیکن ابھی ہکویہ بھی نہیں معلوم ہے کہ آیا اونکے اعضاء مثل ہمارے اعضاء کے اور اونکے جسم مانند ہمارے جسم کے ہیں یا اونکے تشکیلین ہی دوسرے ہیں یا اونکے دماغ سینے میں ہیں اور آنکھیں ہاتھوں میں ہیں

باکری اور ذریعہ نفس کا انکشافات آئندہ بین پیدا ہو جائے۔
 حاصل کلام علم ہو کر بتاتا ہے کہ یہ سب ممکن ہے اگرچہ اس وقت
 یہ باتیں ہم سے بہت بعید ہیں۔ اگر ہمارے یہ خواب آگے چل کر
 صحیح نکلیں تو کیا مری کی بات ہو پھر تو احرام سماوی میں ہمارے
 گڑی کے لوگ سفر کیا کریں گے اور جس طرح جزیروں اور آباروں کو
 بھیجنے کے لئے دریائی سامان درست کئے گئے ہیں اسی طرح
 مہوائی سفر کے سامان بھی مہیا ہو جائیں گے۔ پھر تو ہم اپنے حریف
 ساکنین کو اکب سے ملاقات کی ہڑاؤیں گے اور وہ ان کے
 عجائب المخلوقات کو دیکھیں گے اور ان کے ادیان و معتقدات کو
 سنیں گے اور ان کے اخلاق و عادات کو جانچیں گے اور ان کے
 طرز حکومت اور ریاستوں کے باہمی پولیٹیکل فواید پر غور کریں گے
 اور وہ ان کے حاکم و محکوم کے تعلقات پر نظر ڈالیں گے کیا وہ ان بھی
 ایک قوم دوسرے قوم کی تابع اور محکوم ہوگی؟ کیا ان میں بھی
 بڑے بڑے الوالعزم گزرتے ہوئے جنہوں نے اپنی قوائد و داعی کی
 واسطے سے عمدہ عمدہ تصانیف کئے ہوں گے یا قوائی جسمانی کے
 ذریعے سے بڑے بڑے نمایان کام کر دکھائے ہوں گے کیا وہ ان بھی
 اجتہاد اور تقلید کا جھگڑا ہو گا کیا وہ ان بھی گروہ گروہ اور قوم قوم

۲۳ بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

بیبیو اس کو گوشت پوست گودی سے پاک کر دیا اور کہتی کی طرح
 ہوا پورا کاٹ لیا یا چر گیا تو شام کے انتقام کے لئے کمائین چلے پڑہائین
 ورتنا لشکر ہمراہ لیا کہ اگر اوسا جو رادنتشرے تشبیر دیجئے تو ڈی دل
 وسکے اعوان سے ہے۔ اگر سیل منہر سے استعارہ کیجئے تو خون کی
 سیل اوسکی تلوار کی دہار اور نیرون کی سنان سے جاری ہے۔
 لرشل پروانوں کے کہئے کہ پیلا ہوا ہے تو پڑوانے اوسکے تیروں کے
 وڑنے سے جلجاتے ہیں اگر موسل دہار منہ بتلائے تو منہ کی جھڑپیں
 وسکی فوج کے عبار سے پس پا اور مضحل ہو جاتی ہیں اوس شکرین
 زبان کے پیدل ایران کے پہلوان ترکستان کے چیتے بدشتان کے
 نیر بہر دشت خطا کے شکرے مغول کے کرگس جتا کے عقاب
 بند کے افغی ایسکان کے اڑو ہے خوارزم کے ہوام جہان کے
 لکار ضغانیان کے عقاب حصار شادمان کے شکار می کتے۔
 ارس کے سوار خراسان کے شیر حیل کے سو سمار نازندان کے
 بیٹ پہاڑوں کے درندے رستہ دار طالقان کوٹا کو قبائل خوزو
 ریان کی ناگین اصہسان کے قوم طیا لہ کے خاکی بھیڑے رمی غزنی
 ہزان کے ذب ہندو سندو ملتان کے ہاتھی ولایات لور کے
 بند ہے جبل غور کی چوٹیوں کے بیل شہر زور کے معمولی بچھو عسکر کرم

بگتے چلتے ہیں یا اوچکتے پرتے ہیں۔ کھانا چبا کر کھاتے ہیں یا ویسا ہی نکل لیتے ہیں
برونخیرہ بسبب سیسے باتین ہیں کہ دائرہ احتمال کے اندر نہ درج ہیں اور احتمال کا
یہ حمایت وسیع ہے۔

یہ سب احتمالات عقلی ہیں لیکن ہکویہ بھی دیکھنا چاہئے کہ یہ خیال یعنی سیارات کے
رجا نندارون کا ہونا مذہب کے خلاف تو نہیں ہے میری رائے میں اس میں شک
مخلاف نہیں ہے بلکہ مذہب کے اسکے تائید نکلتی ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں آیا ہے
قُلِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَبَيْنَهُمَا سِدْرٌ مِّنْ دُحٰنٍ سُبُوٰرٌ شُوٰدِیْ ؕ مِّنْ زَمٰنٍ اَوَّلِ
وَاتٍ وَدُوْنِ مِّنْ جَانَدَارُوْنَ کَاھُوْنَ اَثَابَتِہٖ ؕ اَوَّلِ عِضِّ فَلَاسَفَ اِسْلَامِ نَفِی
بنے مراقبات و مشاہدات میں بعض سیارات کے اندر جانداروں اور
نات وغیرہ کی سیر بھی کی ہے غرض کہ حسب طرح عقل سیاروں کے اندر
ی الارواح کی موجود ہو۔ نیکی مانع نہیں ہے اسی طرح مذہب بھی خیال کا
ہمین ہے بلکہ آیت فوق الذکر سے سموات میں جانداروں کا ہونا ثابت
ہے عِزِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

غلام محمد تنظیم کتب کوئٹہ

ایک لشکر تیار کر کے ماہ صفر سنہ ۳۸۰ میں حلب کو روانہ کیا تیمور پستنا
 دہ ایک شہر مشہور ہے، پہنچا اور اسکو بڑے مضافات استقدر لوٹا کہ
 اندھیر ہو گیا۔ اور ۲۳ روز قلعہ پستنا کا محاصرہ کیا پھر اسے لیا مگر یہ
 لوئی ارادہ ربانی تھا کہ تیمور اسکی خرابی اور ہلاکت سے دست کش رہا۔
 پھر تیمور نے شہر ملطیہ کو ہمال اور ہلاک کیا اور اسکی پہاڑوں
 دیامکانات بلند یا عالیشان لوگوں کو ہمیں ڈانٹا۔

پھر تیمور کا قدم منحوس قلعہ روم میں داخل ہوا۔ اسوقت تک قلعہ
 ناصر محمد بن موسیٰ بن شہری تھا۔ جو تیمور و ناصر محمد میں ملاقات
 ہوئے ہم انکو مفداً عنقریب ذکر کریں گے کہ سقدر کوشش لڑائی میں کی
 تیمور ایک روز بٹرا اور کوئی نتیجہ سفر نہ معلوم ہوا تو نہ لڑا نہ محاصرہ کیا
 بلکہ کہا کہ یہ میرے نزدیک اوس سے زیادہ بہتر ہے کہ تباہ
 حاج بن یوسف کے نزدیک۔ بعینہ تیمور کا قول قلعہ روم کو دور سے
 دیکھ کر ایسا تھا جیسا اوس شخص کا قول جس نے انکور کے اوس
 فوشہ کو دیکھ کر دسترس سے دوڑا کہا دقت یہ ہے کہ ایک شخص باغین
 بنجا دیکھا کہ انکور نہایت عمدہ پختہ آویزان ہیں مگر ہاتھ سے دور نو
 کتنے لگا کہ میں انکو نہ کھاؤں گا۔ اسطرح تیمور نے بحالت بے بسی یہ کہا
 حقیقت امر یہ ہے کہ جب تیمور نے قلعہ روم کو دیکھا تو کہا کہ اللہ نے

دور بند ساپور کے عتقارب جہارہ -

ترجمہ شعر

یہ قوم وہ ہے لڑائی دکھائے جسم دانت
تو اوڑے کے جائیں کٹھی۔ الگ لکت جوان

اور لشکر کے ساتھ مین خاومو کے حمار وحشی اوباش واقارب
ترجمہ کے سوسمار بچے کتے بیوقوفان عرب کے عجم کی کھٹیاں پرتو نہیں
ذیل مجوس گروہ متفرقہ کے نجس اور اسقدر کہ نہ دفتر میں سمائیں نہ
ساب میں آئیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تیمور و جال اور عسا کر یا جوج
جوج اور ہوائیں عظیمہ چوکی -

اب تیمور متوجہ ہوا فتح پیش روندہ اور بالفرت ایچی قضا
وافق قدر مساعد مشیت ایزدی لئے جاتی ہے اور ارادہ اطمینانی
باد و بلا کی ہلاکی میں سابق ہے۔

تیمور کی خبر بلا دشام میں پہنچی اور وہاں سے دیار مصر میں گئی
اب شام اور دیگر صوبہ داران و پہلوانان اسلام و غایان دین کو
نرمان جاری ہوا کہ حلب کی طرف متوجہ ہوں اور اسکو قیام گاہ
بنا کر تیمور کے دفع کرنے کی کوشش کریں -

نائب شام نے زیر کمان سید سودون بھیت دیگر صوبہ داران

ہائیم کیا ہے وہ خلیفہ اور امام ہے۔ اور میں یہی لایق ہوں کہ متبوع و مطاع ہوں اور تمام خلقت اور سلاطین میرے تابع اور خادم ہوں۔ اور میرے سوا کسی میں کیا لیاقت ریاست کے ہو سکتی ہے اور چراگسہ سیاست کو کیا سمجھ سکتے ہیں اور اس تحریر کو نہایت طوالت کیساتھ لیا اور سہیت اور خوفناک لفظوں کا استعمال کیا حالانکہ تیمور خوب پانتا تھا کہ امر محال کی طلب ہے اور یہ وہ دباؤ ہے کہ جس کا حصول شوار بلکہ دشوار بھی نہیں مگر مقصد تیمور کا یہ تھا کہ درجنگ کی زنجیر ہائے اور دروازہ حرب کھٹکڑائے۔

انہوں نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ قول کا جواب بالفصل دیا سیردون نے احد کی کوئی بات کان لگا کر نہ سنی اور فوراً قاصد کی گردن زدنی کا حکم ربار عام میں دیا جسکی تعمیل ہو گئی اور دستور جنگ ہوا۔

سب صوبہ داران، حلیب کا حلیب، بین جمع ہو کر مشورہ کرنا اور تیمور کا عین تابین ٹھہرنا

جملہ صوبہ داران و امرا و افسران فوج اور روساء نے باہم مشورہ کیا کہ تیمور سے لڑنے کی کیا تدبیر کی جائے اور کس میدان میں او سکے اہمال کیا جائے۔

بعضوں نے کہا کہ رائے مستحکم یہ ہے کہ شہر میں قلعہ بند ہوں

ن قلعہ کو اپنے لئے بنایا ہے۔ پھر تیمور کا لشکر بعد قطع منازل شل
 باب عین تاب پہنچا۔ حاکم عین تاب اس ساس تہا نہایت لڑنے والا
 یں نے نہایت استقلال اور مضبوطی سے جنگ کی مگر تاب مقابلہ
 لایا اور حلب کو ہاگ گیا۔ تیمور نے پیچا نکلیا۔

عین تاب حلب کے حاکم کو ایک مراسلہ ڈانٹ کے لکھا
 پھر تیمور نے اپنا قاصد مقام عین تاب سے صوبہ داران حلب کے
 س پہنچا۔ فرمانہائے تیموری میں بعد تفہیم و تحویف خلاصہ یہ ہوتا کہ
 طاعت قبول کرو لڑائی سے باز آؤ اور محمود خان اور امیر تیمور
 رگانی کے نام کا خطبہ پڑھو۔ اور فوراً اٹلا میش کو جس نے
 مارے بیان خیانت کی اور ترکمان نے اس کو چپا کر سلطان مصر کے
 س بھیجا دیا ہماری خدمت میں پہنچا دو۔

اطلا میش تیمور کی باباچی کا خاوند ہے۔ یہ شخص فیادات سے
 شتر شام میں آیا اور اس درمیان میں بہت سی باتیں ہوئیں کہ جو
 سے کچھ ہو گئیں یہ شخص اول مصر میں قید تھا بہت تکلیف اور غلہ میں
 معظّم و مکرم اور سربر آوردہ ہو گیا۔ تیمور بگڑا ہوا تھا یہ موقع ملا۔

تیمور نے اپنی تحریر کے جوش و خروش اور حملہ آوری میں لکھا
 میں خلق اللہ کی نگہبانی کے لئے سب سے بہتر ہوں اور جس نے مجھے

یعنی چوڑی ہے ذرا ہوش میں آؤ عقل سے کام لو لطایف الحیل اور
حسن تدبیر سے ٹالو۔ دیکھو تیرے جو کام کرتی ہے وہاں تلوار ہونہ کی
لہاتی ہے اور سمجھو کہ عقلمند کا مشورہ فکر کی چمٹاق ہے اور جاننے والوں کا
مباحثہ مقدمہ ہے نظر کا۔

یاد رکھو کہ تیرا کاشکرا ایک سمندر ہے کہ جنگل میں نہیں سماتا
اور اس قدر فوج ہے کہ مینہ کی بوندیں اور ریت کے ذرے۔ اور
ساتھ ہی یہ بھی سمجھ لینا کہ اگرچہ اس کا شکر موصول دھارمینہ کو قطروں سے
زائد ہو مگر وہ انداز ہے اس ملک کی راہ گھاٹ سے بچرؤ آمد ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ ہم شہر کو ہر جانب سے قلعہ بنا دیں اور
ہم شہر سے باہر ایک جانب میں جمع رہیں اور اس کی نگہبانی کریں
اور گروہ میں خندق تیار کریں اور چار دیواری کی دیواروں پر پیون
نستہ برہنہ شمشیر مستعد رہیں۔ اور ہم ہر چار طرف خریطوں کے کبوتہ
اڑائیں، غار بٹہ گرد شرکان اور قرب جوار کی بستیوں کی قبائل کی طرف
وہ لوگ ہر طرف سے تیمور پر مسلط ہونگے اور حملہ کرے گا ہر میدان
اور سوار کسی نے مارا کسی نے لوٹا کوئی کچھ اور چکر لگیا کسی نے کچھ
جھپٹ لیا اگر اس پر بھی تیمور جا اور یہ کیسے ممکن ہے تو یہ سمجھو کہ بڑا
ہوگی اور اگر ہمارے طرفت بننا تو ہم مصداقہ کرینگے سنانوں کے

ر شہر نپاہ کی دیوار سے اس طرح حفاظت کیا ہے جیسے فرشتے ہر وجہ
مانی کی گہائی کرتے ہیں۔

جب ہم کسی شہطان کو شباطین تیموری سے گرو شہر کے ویکہین
بطرح فرشتے شباطین پر شہاب ثاقب پہنکتے ہیں ہم تیرون اور
پیون کے شہاب برساتیں۔

دوسروں نے کہا سہران اللہ یہ توحید ہو جانا ہے اور شکست
رہنجز کی عداست ہے بلکہ مناسب ہے کہ ہم گرو شہر کے شہر نپاہ سے
ہر اہل شہر کا کرین اور جواسطرف بڑ ہے او سکوروکین اسطرح
اپنے پرست اور لڑنے کو نہایت وسیع میدان ملے گا۔

جو جسکی عقل بن آیا وہ اسنے ظاہر کیا اسمین کمزور اور شجاعون
رویسر اور نزلون کی رائے سے غلط بحث ہو گیا۔

تب ملک مویشیچ خاصکی نے کہ جو مشہور اہل الرائے تھا اور
ہو وقت طرابلس کی صوبہ داری پر مامور تھا سب کے طرف
المطب ہو کر کھا۔

اسے میرے ساتیو جنگ گاہ کے شیر و حرب کے شہسوار و قہم سمجھلو
یہ بڑا حادثہ ہے اور تمہارا دشمن تیمور بخوس مفسد و فاسق بلاؤ ناگہانی
و آفت آسمانی ہے۔ فوج بے انتہا منصوبہ بد معاشی اور جنگ

اور جلدی کرو اور باہم سنا زعت نہ کرو ورنہ نامرد ہو جاؤ گے اور
تیار ہو کر قتال پر آمادہ ہو اور صبر سے کام لو اور صبر میں مقابل سے
بڑھ جاؤ تم مجھ اللہ اہل جنگ ہو اور سخت لڑنے والے ہو اور
ہر اک تمہارا تیر اندازی کے فقہین مغنی اور مختار ہے یہ دونوں
فقہ کی کتابیں ہیں، اور ہر اک کا علم اعدا کی خونریزی میں سناوہر
تم فن جنگ میں آزمودہ کار ہو اور دوسرے نو آموز ہر شخص
تمہارا مجمع اسلام میں اک خزانہ ہے۔ تمہاری تلواروں کی زبانیں
اور تمہارے ہاتھوں کے دانت دشمن کے لئے کافی ہیں۔

اگر مجھے شکست دی تو عین مقصد اور اللہ حامی ہر مومن کی
لڑائی کا یہ اللہ کی مدد ہے۔ اور ہم کو عسا کر مصری کی تکلیف دہی
ضرورت نہوگی اور یہ ہمارے اعلیٰ درجہ کی حرمت کا سامان ہے
اور ہماری شوکت فتح کا قوی موقع ہے اور ہمارے فتح کی پہلی
بند نیک سامان ہے اور تیمور کی آنکھ جو بخوت سے گرم ہے
اوسکے رولانیکا وقت ہے اور اگر خدا نخواستہ امر گروں ہوا تو
ہمیر اتنی کوشش کے بعد الزام نہیں اور ہمارا خدوم بدل لینے کو
موجود ہے اور ہمارے آثار کو زندہ کرنے والا ہے اب اللہ کا
نام لیکر ان بد معاشوں سے لڑو اور جب تم اون سے کلمہ بکہو جاؤ تو

نچون سے اور ڈھالوں کی تیلیوں سے اور تیروں کی اونگلیوں سے اگر
ٹکٹ کیا اور یہی مقصد ہے تو سمجھو کہ لیکیا چوٹا سا حصہ جنگ کا جنگ کا
ڈا حصہ فتح ہے اور چوٹا فرار ہے، اور ہمارے سلطان کے پاس
ابرور لگئی اور ہمارے میت کا سکے بیٹھ گیا اور اگر خدا نخواستہ ہم
ن پڑا تو ہمارے ملجا و ماوا حضرت سلطان ہین -

کم سے کم فائدہ یہ ہوگا کہ اس تدبیر میں حسب قدر خرچہ ہوا اور
رت دراز ہو ہم ایک لشکر جمع کر لیں اور شاید اللہ فتح دے
اور جو کچھ اللہ چاہے کرے -

یہی بعینہ رائے دستور شاہ منصور اسد کی تھی -

اب مدینہ طلب قرواش نے کہا یہ تمام رائیں رکیک ہین اور
افکار لایینی بلکہ لڑائی بہتر ہے ڈھیل دینے سے اور مقابلہ ان
واقعہ میں محاصرہ سے پہلے چاہئے اور بمقابلہ ہل من صبا من من
ماشقانہ شعریڑ ہنے بیکار ہین - ہر مقام کی علیحدہ گفتگو ہے اور ہر
میدان کی نئی لڑائی ہے - اسوقت تیمور ایسا ہے جیسے جانور پنجہ زمین
اشکار شکار گاہ میں اسوقت فرصت کو غنیمت سمجھو اور لڑو اور
مبقت کر طعن و ضرب میں تاک نہ وہم ہو مخالف کو ضعف کا اور
ہوا ہمارے فتح کی چٹیک کی طرح نہ نکل جائے سب متفق ہو جائو

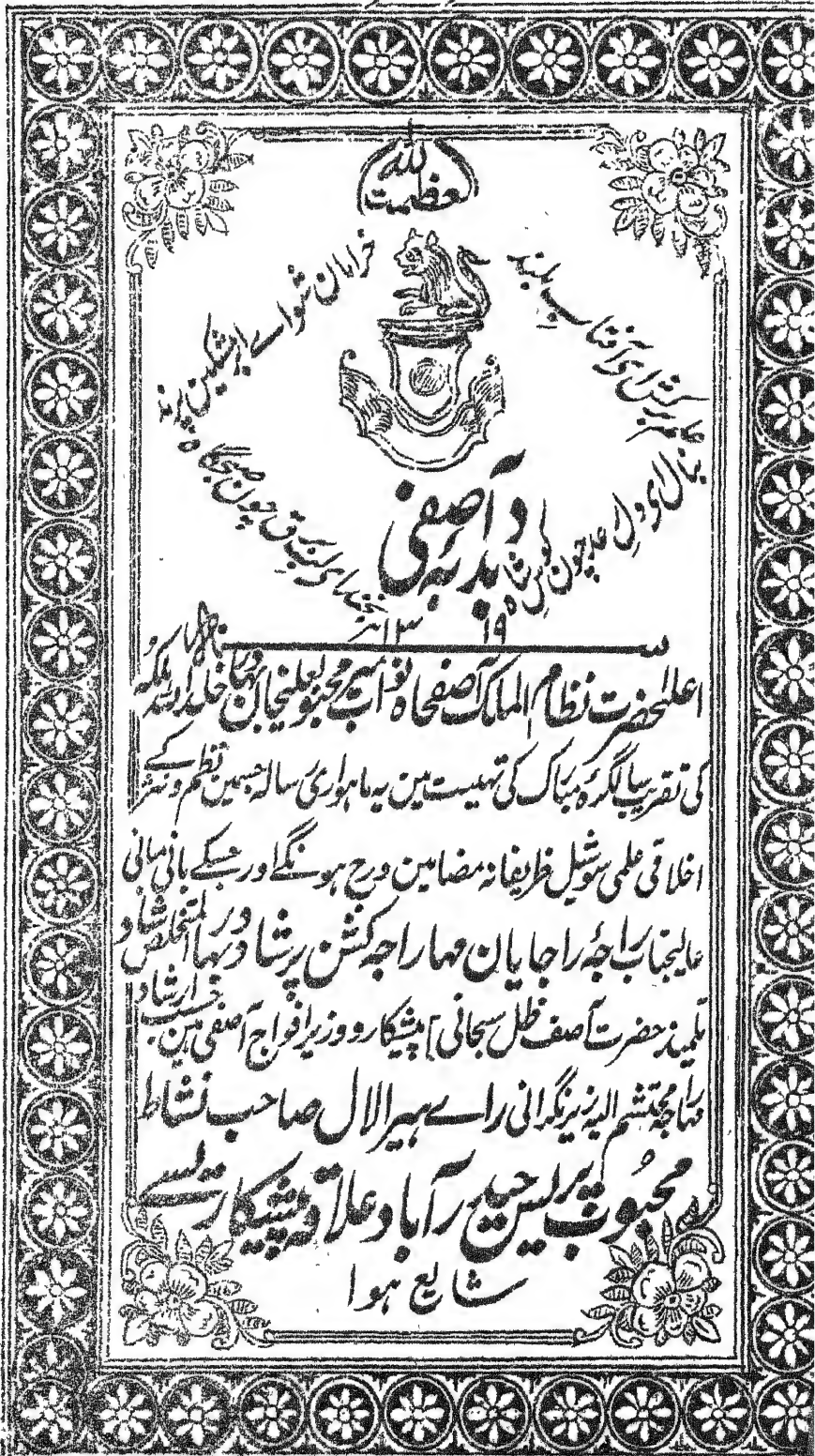
ججے رہی پیٹ مت پھر و۔

تمہارا دل ہر وقت اس رائے کی تحسین اور خوبی قبل آتا رہا۔
حالانکہ یہ رائے نہایت پوچھ تھی یہاں تک کہ سب اس رائے پر
جیم گئے اور لڑنے کے نکلنے پر اتفاق کیا کیونکہ تمہارا دل صاحب
مذہب تھا اور اس کے کلام پر سب کا اتفاق تھا۔

تمہارا دل نے جمہور کی مخالفت کی اور درپردہ تیمور سے
موافق ہو گیا یہ اس کی عادت تھی اور مخاصمت جہلت اور طینت تھی
جیسے بکری عائرہ کہی اور ہر جاتی ہے کہی اور ہر عورت زانیہ
غیرت دار عادت زنا پر مستعد کرتی ہے اور غیرت روکتی ہے
جب دولشکر باہم لڑتے ہیں تو کہی بوجہ جانت اور ہر جہکتا کہی
اور ہر ایک جگہ بزدلی اور مکر کی وجہ سے مین لڑتا تھا۔

ہر چند تمہارا دل صورت بلا معنی اور لفظ بلا فحونے تھا مگر شیور نے
سب کاروبار اس کے اعتماد پر چھوڑ دیے اور اس کی سیطرہ شکاریاں
اور جنود اسلام نے۔

پہر اہل حلب نے شہر کی مضبوطی کی اور دروازے بند کر دیے
رہگزار اور میدان اور پیش افتادہ زمینیں مکانات کی تنگ روین
اور ہر محلہ اور ہر دیوڑھی کی حفاظت اہل محلہ اور دیوڑھی والوں کی سرپرستی
مولوی محمد حبیب الرحمن علی



الحمد لله

خزان شواس ایشکین پند

مکتبہ اشرفیہ

بنال و دل عیدون

دواصفی

۱۹۰۵

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفیہ فاضلہ امیر محبہ علی بن محمد خاں

کی تقریباً لکڑہ بیک کی تہیست میں یہ ماہواری سالہ حسین نظم و شعر کے

اخلاقی علمی شوق خلیفہ مضامین ورج ہو نگار ورج کے بانی سانی

عالیجا بجاہ راجایان ہمارا جہ کشن پر شا و رہا اخلص

تلمیذ حضرت آصف ظل سجانی آپشکار و وزیر فواج آصفی ہیں

ہما مجتہد البزینگیانی راے ہیرالال صاحب نشاط

محبت میر حسین رابا و علا و شیکار

شایع ہوا

نوش

یہ رسالہ ہر مہینہ کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا۔
 حقوق بحق میرالام صاحب نشاۃ محفوظ ہیں اسکا منافع عالیجناب
 ہماراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور
 نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ ابراہیم علیہ السلام

[Handwritten scribbles]

۳۳۔ یا ہر والون سے اسکے علاوہ محصول ڈاک۔

فل جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ واد فرمائیگی
انکو ایک اشرفی پیش کیا جائیگی۔

فلـ ناپسند مضمون نہ طبع ہو گا نہ واپس۔

اطلاع میضامین و تقویت درخواست خریداری بنام

راستی سیرالال صفا نشا ط محبوبین پر علی قضا بہا

شکار و وزیر افواج آصفی

پہنچائی جائے



مقام عالیہ سائنس و ٹیکنالوجی
حکومت پاکستان

فہرست مضامین بدیعہ آصفی نمبر (۱۱) جلد (۴)

نمبر	نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ وید -	عالمیاجیاب راجہ بہا پیشکار وزیر افواج آصفی
۲	۲	اہلیا بائی ہو لکر -	جناب محمد حسن الدین صاحب قریشی -
۳	۱۱	بقیہ تاریخ تیموری -	جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحبیدل -

بیتیم وید

سلسلہ کے لئے دیکھئے وید یہ اصفیٰ نمبر ۱۰، جلد ۲،
ہو این تیز چل رہی ہیں بجلی چمک رہی ہے۔ پلووے زمین سے
نکل رہے ہیں۔

اور زمین تروتازہ ہوتی ہے کل مخلوق کے لئے اب
پر جہنا منہ کا دو نگار برسا دیتا ہے۔

اے پر خا تو ہمیں جشن کرنے دے۔ تجھی سے زمین سرسبز ہے
موشی تیرے ہی سبب سے خوش رہتے ہیں اور پلووے
مختلف ایوان پیدا کرتے ہیں۔

آو پر جہنا اور گر جتے ہوئے رعد سے منہ برسا دو۔
مندرجہ بالا فقروں سے پڑتا ہے کہ وید پانی آریا لوگ
جب قدرت کی مختلف قوتوں کی تعریف کرتے تھے تو خدای پاک کا

آتش۔ اندر ایسے ہوا وغیرہ وغیرہ ان سب کو مثل ذات و صفات
خدا پوجتے تھے نہ کہ مثل خداے برحق۔ وہ چاہے انہیں سے
کیکی پرستش کرتے مگر خاص واجب الوجود نہیں سمجھتے تھے۔
انہیں سے کہیں کو بھی اپنا پریشیر نہیں مانتے تھے کہیں کو قادیان
یعنی سرب شکست یا سرب گیان یعنی عقل کل نہیں مانتے تھے۔
وہ یہ سمجھتے تھے کہ خداے برحق کی مختلف صفتیں ہیں اور ان کے
مختلف نام ہیں جنکا اوپر ذکر کیا گیا جب وہ لوگ ان قوتوں یعنی
صفات جناب باری کی پرستش یا اطاعت کرتے تھے تو بہ منزلہ
پرستش و اطاعت قادیان برحق تھی جس نے اپنی قدرت کاملہ اور
صفت بالغہ سے انسان ضعیف البیان اُسکی روزمرہ کی ضروری
چیزیں عطا فرمائیں۔ جس شے کی اُنکو ضرورت ہوتی تھی۔ اُسکے
مستعلق جو صفت جناب باری تھی اُس سے التجا کرتے تھے
کہ ہم کو ہماری ضرورت کی فلان شے عطا فرما جب اُنکو بار
کی ضرورت ہوتی تھی تو پیار جہا سے دعا مانگتے تھے اور پیار جہا
کو وہ صفت ذات جناب باری جہا نہ سمجھتے تھے وہاں سے مستعلق تھی

کشن پرشا و عفی عنہ

ذکر اُمین ضرور لاتے تھے۔ وہ منہ یا بجلی کی پرستش نہیں کرتے تھے بلکہ جس نے اُنکو پیدا کیا ہے اُسکی پرستش کرتے تھے اور اُسکا نام وید یا پانی رشیوں نے پر خیار کہا تھا۔

آگ جو انسان کے ہزاروں کام نکالتی ہے اُسکی پرستش رشی نہیں کرتے تھے بلکہ اگنی کے نام سے اسکے خلاق کی پرستش کرتے تھے اور اگنی جنگل میں لکڑی سے متھج جاتی تھی۔ قدرتی طور پر آریا لوگوں کے دلون پر آگ کا اثر بہت پڑتا تھا۔ خواہ وہ کسی صورت میں ہو بجلی میں جلوہ فگن ہو۔ یا دخت کی شاخون کے رگڑے سے یا چھاق پتھری سے نکلے جب آگ کا وجود اُنکو پہلے پہل معلوم ہوا تو بہت متحیر ہوئے یہ تو سمجھے کہ یہ بڑی فائدہ بخش چیز ہے مگر خالی از خطر نہیں۔ اُنھون نے غور کیا کہ اصل میں یہ کس قسم کا عنصر ہے اور جب اُنکو یقین ہوا کہ یہ فیض بخش و فیض رسان عنصر ہے تو مثل خدا کے اُسکی پرستش کرنے لگے۔

ان امور سے اس بات کا اثبات ہوتا ہے کہ وید یا پانی آریا علما قدرت کے عجیب و غریب واقفون کی پرستش اصل میں نہیں کرتے تھے بلکہ اُسکی جو اُنکا خالق ہے یعنی خدا سے تعالیٰ مگر مختلف نامون سے ملا کر سوری یا یعنی کرہ شمس۔ اگنی یعنی

اور سادگی کا سبق حاصل کر سکتا ہے۔

اہلیا بانی۔ کہندے راو فرزند ملہاراو ہولکر کی زوجہ تھی جسکو اکیسویں سال میں بیوہ بن نصیب ہوا۔ اسی سال یعنی ۱۶۶۷ء میں تخت نشین ہوئی۔ شوہر مرتے ہوئے ایک فرزند ناخلف مسمے مالے راو کو چھوڑ گیا۔ مالے راو ایک برتن میں تھوڑے پیسے اور پھوڑا لٹا اور فقیروں کو (پیسے) لینے کو کہتا جب وہ ہاتھ ڈالتے تو بھپو ڈنگ مارتے جس سے بیچاروں کو ایذا پہنچتی اسوقت وہ مسخرہ ہنستا اور تماشادیکھتا۔ اہلیا بانی اسے آدمیوں کی آدھکت کو مانتی تھی۔ اپنے بیٹے کو بسبب اُسکے افعال کے خبیث بولتی بقول شخصے کہ از فرزند ناخلف و ختر بہتر۔ یہ لڑکا بہت دن زندہ نہ رہا۔

پہلے پہل اندورا ایک قریہ تھا اہلیا بانی نے بڑا شہر بنایا۔ اہلیان شہر پر بڑی مہربان تھی اور انکو اپنے بچوں کم نہ سمجھتی تھی دیومی چند نامی ایک دولتمند کا انتقال ہوا اسوقت اہلیا بانی کا نامزد بیٹا ونگوجی (جو قریب قریب بتی کے ہوتا ہوا) مرحوم دولتمند کی دولت کے کسی جزو پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا یہ خبر اہلیا بانی کو معلوم ہوئی فوراً ونگوجی مذکور کو کھلا بھیجی کہ

اہلیا بانی ہولکر

اہلیا بانی ہولکر تمام ہندوستان میں مشہور رانی ہے۔
 کوئی ایسا شخص نہوگا جو اس باعصمت لیڈی کے نام سے ناوا
 ہو اور ہند میں کوئی ایسا قصہ نہوگا جہاں اسکی فیاضی۔ ہمدردی سخاوت
 کے آثار نمایاں نہوں۔ اس کماری سے لیکر کوہ ہمالیہ تک
 جو مشہور و معروف۔ معزز اور مقدس مقامات ہیں وہاں اہلیا بانی کا
 کوئی نہ کوئی کام یا عطا کردہ زمین بالضرورت پائی جائیگی۔ کہیں بول
 عبادت خانے بنوائے کہیں تالاب کدوائے۔ کہیں
 محتاج خانے قائم کئے کہیں مسجدوں کے لئے انعام
 عطا فرمائے۔ ایسی نامی گرامی رانی کے اوصاف کا بیان کرنا
 نامناسب نہوگا (بلکہ ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ انصاف۔ ہمدردی قائم فرمائی)

جملہ کو کہ ”انصاف کرنا ہمارا فرض منصبی ہے اور بے انصافی کا مظلمہ ہماری گردن پر رہیگا“ سمجھ کر اپنے مد نظر رکھتا اور ہمیشہ اُسپر کاربند تھی۔

انتظام امور سلطنت ختم ہونے کے بعد جو وقت ہاتھ آتا اُسکی عبادت الہی اور کارِ صواب میں صرف کرتی۔ وہ اکثر کہا کرتی تھی کہ میں جو کام حکومت کے بل کرتی ہوں اُسکا حساب مجھے خداوند تعالیٰ کے پاس دینا ہوگا۔ اگر وزیر کسی مجرم کو سزاؤ قتل کے لئے پیش کرتے تو نہایت رقت سے فرماتی کہ حضرات! ہم بھی انسان ہیں۔ ہمیں بھی مرنا برحق ہر خدا کی مخلوق کو یکساں کیونکر قتل کرنا چاہئے۔

اہلیا بانی علی الصباح شہد سے بیدار ہو کر حمد پڑھتی۔ حجام کرنے کے بعد عبادت کرنے اور سنسکرت پران دھین پند و نصاب ہوئے ہیں ہنسی بڑھی مستحقین کو خیر خیرات دینے کے بعد کھانا کھاتی۔

اہلیا بانی اگرچہ مذہب شہد و رسی تھی مگر شراب اور گوشت خیار نہ تھی طعام تناول کرنے کے بعد چند اشعار مدحیہ پڑھتی (اور تھوڑی دیر قیلولہ کر کے کپڑے پہن کر دربار میں رونق افروز ہوتی۔

آپ میرے شہر کے لوگوں کی دولت پر نظر نہ رکھئے۔
ایک وقت کا ذکر ہے کہ راگھو بابا واد (پشوا) اہلیا بانی
والی اندور کی بہو کو ایک متنی لڑکا رکھنے کے لئے مصر ہوا (اس
معاملہ سے اہلیا بانی ناراض تھی) اسی وجہ سے پشوا سے مذکور نے
اہلیا بانی پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اور اس ارادے کا علم
اس کو ہوا۔ چونکہ یہ ایک عالی ہمت اور مستقل مزاج عورت تھی
یہ پیام کہنا بھیجی کہ۔

آپ مجھ سے مکہ بڑھونے کے پہلے سوچ بچار کر لیجئے چڑھائی
کرنے کے بعد اگر میں مغلوب ہو جاؤں تو مجھے ذرا بھی ناگوار
نہ گذرے گا اس لئے کہ میں بادی النظر میں عورت ذات ہوں۔
آپ جیسے بہادر سردار کے لئے عورت کو شکست دینی ناموزون
ہوگا لیکن اگر تقدیر کی یاوری سے میری فوج آپ کو پسپا کر دے
تو تب لوگ کیا کہیں گے؟ اس پر خیال فرمائے۔

اہلیا بانی رعایا سے مقررہ محصول لیا کرتی اور وطنداروں کے
حقوق محفوظ رکھتی اگرچہ فیصلہ کرنے کا کام بچوں کے سپرد کیا گیا تھا
تاہم مظلوموں کی فریاد و بذات خود سنا کرتی تھی۔ اس محترمہ لیڈی
سے ملاقات کرنے کی کسکو کوئی روک ٹوک نہ تھی اس نے اس

اگرچہ حسین نہ تھی برین ہم اُس کا چہرہ منور اور مجلی و کمائی دیتا تھا۔ اس کا لباس بالکل سیاہ اور ابھرتا تھا۔ سفید لباس پہنتا شروع کیا اُس وقت سے رنگین لباس نہ کر سکے۔ تھے جب کبھی غصہ ہوتا تو اُس کے سامنے کسی کو آگاہ نہ تھا اور اُس کی مجال نہ ہوتی تھی۔

سینکڑوں پیرانہ زمینیں پند و نصائح ہوتے ہیں، پڑھنے اور سمجھنے کی قابلیت رکھتی تھی۔ اگر کوئی اُس کی تعریف کرتا تو اس کو نابینہ مانتا۔ بہر حال بیست چار دولت و حکومت حاصل ہوئے اور خاوند کے انتقال کرنے پر بھی اُس کی عفت میں سرفروغ نہ آیا۔ اسے نیک طینت اور شریف بیگم کی جسدِ تعریف کی جائے کم ہے۔

اولاد دنیا میں نیک نفس لوگ کم ہوتے ہیں خصوصاً عالی خاندانوں میں بہت ہی کم۔ تواضع و یکبھی جائے تو ظالم۔ فاجر۔ بدچلن۔ حاسد اور حریصوں کے گروہ کے گروہ و کمائی دیتے

ہیں جیسا کہ سمت در کے کالے ریتلے میدان میں پانچ چار موتی رکھتے دیکھتے، و کمائی دین۔ ایسے ہی دنیا میں نیکو کار اور شریف کہیں کہیں پائے جاتے ہیں انہیں دیکھ کر ایک سواتی (الہیا بانی) خداوند کریم کی

آفتاب کے غروب ہونے تک کام کیا کرتی۔ شام کے پہلے
پہر ہی مین کمانا کھاتی اور بچن سے فارغ ہو کر آدھی رات تک نگلی
معاملات کے توڑ جوڑ اور انتظام میں مشغول رہتی اسکے بعد آرام کرتی
اُس نے اس خوش اسلوبی سے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا تیس سال
گزارے۔

نیک کام جیسے صوم و صلوٰۃ۔ اعتکاف اور ایسے ہی کام
کرتی تھی اسکے ہی دربار میں گوینہ پٹہہ گا نو نہایت ہوشیار
اور ایما ندار وزیر تھا۔

اہلیا بانی کو متواتر پنج و الم کے صدقات برداشت کرنے
پڑے تھے۔ کم عمر میں زوج کا انتقال ہوا۔ دو سال بعد بیٹے کا۔
اور ایسی ہی باتوں کا ذکر پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ اسکی ایک بیٹی تھی
جسکا نام منچا بانی۔ یہ بیچاری بھی ایک بچہ جنکر بیوہ کے لقب سے
ملقب ہوئی۔ اس وقت منچا بانی سستی جانا چاہی۔ اہلیا بانی نے اُسے
ستی جانے سے روکا لیکن وہ کسی طرح سے باز نہ آئی آخر تیس سوہر
کی ساتھی ہوئی۔

اہلیا بانی ساٹھ سالہ عمر ۹۵ء میں اس دار فانی سے
عالم بقا کو کوچ کی یہ رانی اہلیا بانی قوی الجثہ نہ تھی بلکہ متوسط۔

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

اور باب النصر۔ باب الفرج۔ باب القناہ۔ جو تیمور
کے مقابل تھے قبول دئے۔

تیمور کے اہل خود و دوع نے جو بھلیاں عساکر شائستہ
حلب پہونچ کر اس میں

پہر تیمور نے عین تاب سے کوچ کیا اور سات روز میں
حلب پہونچا۔ برقع الاول کے ۹ روز پنجشنبہ لشکر تیموری داخل
حلب ہوا۔

لشکر تیموری سے دو ہزار جمعیت میدان جنگ میں آئی جسکے
مقابل شامی لشکر کے تین سو شیر ہر میدان میں آئے اور دانتے
ڈال دئے تلواروں سے اور کھک کے ٹیکے لگا دئے کینرو
اور ترتر کر دیا اور زخموں پر شیر مارے اور پین تیرہ کر دیا۔

پہر بیوم جمعہ پانچ ہزار فوج تیموری میدان جنگ میں آئی۔
انکے مقابلہ میں دوسرا گروہ وقعتہ واحدہ اور یکے بعد دیگرے
آیا ہم نیزہ بازی ہوئی اور انگلیاں نیزوں کی باہم گتگیں۔

جانبین سے خوب گھسان اور کھٹے ہوئے۔ بازار خطر یہ ایک
موضع ہے جہاں نیزے فروخت ہوتے ہیں، کے قلم سینوں کی
تختیوں پر خط کینیتے تھے اور تلواریں تیز شرفا اور روساء کے

ہریانہ سے ہندوستان میں پیدا ہوا تھا جس کے نام نے
ہمارے ملکی تاریخ کو مزین کیا فقط

محمد حسن الدین ٹریشی

جملہ کیا اور جو طرح اُستریہ بالوں کو مونڈتا ہے لشکر کو تیغ کیا اور جیسے
 ٹڈی سبز کھیت پر پڑتی ہو طرح گرے اور یہ میدان قریہ جیلان میں ہوا۔
 جب لوگوں کا کام غلط ہو گیا اور شیر تک گئے اور مینڈ ہے
 سنگ مارنے لگے مینہ میں کمان قمر و اش کی تھی مینہ ہسا گا
 اُسکے ہما گئے ہی لشکر لوٹ گیا اور چہرہ ہو گئی اور دہشت سے
 پہلوان کا پنے لگے اور حیرہ چاگئی اور سانس پھول گئی نہ ایک لخت
 لشکر بڑا نہ ایک ساعت دن بڑا سب نے پیٹھ دی اور نیزہ کی
 قلموں کے واسطے اُنکی کمر میں تختیاں بنگین وہ آگے آگے ہما گئے
 اور لشکر تیموری پیچھے سے بلاتا ہا جیسا میں نے شعر کہا۔

ترجمہ شعر

کیا جنگ دشمن میں بیٹھو نکو منہ | لکھا ہے نیزون سینہ آنکہ بہون

اب قوم نے دروازہ کی طرف رخ کیا کوئی لولا کوئی لنگڑا کوئی
 زخمی تلواریں چرکے دیتی جاتی ہیں اور نیزے کوٹتے ہیں خون کی
 وادی بہنے لگی رعد اور خوار جانوروں نے گوشت کا تگہ تگہ
 کر دیا ایک دم سے دروازہ پر جا پڑے دروازہ اٹ گیا۔
 ایک دوسرے کو کندلے لگا یہاں تک کہ دہلیز زمین کے برابر
 ہو گئی اور دروازہ نشون سے پٹ گیا جانے کا راستہ نہ رہا

سروں پر قطا لگاتے ہیں اور خدنگ کے نشتر و ساء کو شل
 و ملون کئے چیرتے تھے۔ زمین بھی جنگ کے پہاڑوں سے
 چرچر آنے لگی یہاں تک کہ اندھیاری ہو گئیں و دونوں راتیں ایک
 اصل رات و دوسری عبا کی رات جب خوب اندھیرا مہر گیا تو
 کوسٹے لشکر فریقین کو افوج دی اللہ تعالیٰ نے جسکو چاہا اور
 خون عدو سے جدا جدا و نہرین جاری ہوئیں اور لشکر اسلامی
 سے و دشمن گم ہو گئے۔ پہر گیارہ تاریخ میں بروز شنبہ لشکر شامی
 اور فوج اسلامی بڑے سامان اور زور و شور سے اُمنڈ پڑی۔
 گھوڑے نشانداز نیزہ سیدھے علم کے پہر نیزہ اُڑتے ہوئے
 ان روساء نے سوا ذری سی فتح و نصرت کو کچھ نہ چھوڑا اور تیمور
 کی طرف بڑھے بقصد رو کرنے اور روکنے کے اور سامنے
 سے لشکر تیموری نمودار ہوا نصیباً سعد و مہمون قضا معاون قدر
 مددگار لشکر مذکورہ مقررہ منصورہ آگے آگے روساء اور جنگ
 کے فیل۔ تیمور کے ساتھ ہلاکی مضمر تھی۔ اور تیمور نے رات ہی
 لشکر کو متیا کر کے اُمنین پہلا دیا اور سیدیا اور مقدمتہ الجیش
 سے مقابلہ کیا اور انکو اس شکل میں لگایا اور باقی فوج نے چرچار
 طرف سے گھیر لیا اور سامنے سے

ایک چبوترہ تیار کیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ جس قاصد کو حلب بھیجا تھا اور نائب شام نے اُسکو مروا ڈالا تھا اُس قاصد کے کسی قرا بتدار نے وہ قصہ تیمور کو یاد دلایا اور خواہشمند ہوا کہ اہل حلب سے قصاص میرے عزیز کا لیا جائے تیمور نے یہ خواہش منظور کی اور اختیار دیا کہ جسکو جو کچھ چاہے سزا دے اُسے ایک گروہ کو قتل کر کے چبوترہ بنایا۔

اس واقعہ کے زیادہ مصائب جو تاریخ ابن
شحنہ سے نقل کئے

ابن شحنہ کہتا ہے کہ مجھ کو حافظ خوارزمی نے بتلایا کہ لشکر تیمور میں قلعہ آٹھ لاکھ آدمی تھے۔

تاریخ ابن شحنہ میں لکھا ہے کہ تیمور نے قلعہ سلیمان آباد کو دیکھا وہاں کا حاکم ناصری محمد بن موسیٰ بن شہیری می رہتا تھا اسے یہ خبر ہوئی کہ تیمور نے کوئٹہ کو نکلتا تھا۔

جب تیمور بسنامین مقیم تھا ناصری محمد بن موسیٰ بن شہیری نے افواج تیموری اور جماعتوں سے قمرنگ سپاہیں بنائیں اور وہاں واقعات کئے اور ایک جماعت کو قتل کر کے اُنکے سر حلب بھیجے اور دس ہزار آدمی جو تیمور کی بیٹی کو

تب لوگ ادھر اُدھر کو چلے کچھ جنگلوں میں کچھ پہاڑوں میں اور
 مالیک اعجام نے باب النطاکیہ توڑا اور بلاد شام کی طرف
 نکل گئے ہنزو میں دمشق پہونچے بُری حالت میں اور اُس
 واقعہ کو بُری طرح بیان کیا اور صوبہ دار لوگ حلب میں قلعہ بند
 ہو گئے مگر زمین اُنکے لئے باوجود اس وسعت کے تنگ
 ہو گئی تب لاچار اس طلب کی اور بواسطہ مرقداش قلعہ سے
 اُترے مگر جانوں سے ہاتھ دھوئے ہوئے۔

پھر تیمور باطینان آہستہ آہستہ بغر و قار حلب میں داخل
 ہوا اور جانوں اور مالوں پر قبضہ کیا۔

جب قلعہ سے صوبہ دار اُترے شیخ سودون اور
 شیخ علی خاصکی کو قید کیا اور مرقداش کو خلعت سے مشرف
 فرمایا اور تو بنغا عثمانی نائب صفد کو قید کیا صفد ایک
 بلدہ ہے شام میں اور مال اور اسباب و غنیمتیں جمع کیں
 اب خلعت کے دلون میں ہیبت تیموری کے توہمات
 جان نشین ہوئی اور آفاق میں صولت تیموری کے شرارے
 اُڑنے لگے۔

اور اسقدر خونریزی پر بس نہ کی بلکہ مقتولین کے سروں سے

قلعہ مسلمین پر چڑھا پھر محمد بن موسیٰ مقابل ہوا اور اس شد و مد سے قتل کیا کہ اس واقعہ عظیم میں مغلنگ شجاعان شام کی قوت دیکھ کر محاربہ سے دست کش ہوا اور فریب اور نرمی شروع کی۔

تیمور کا خواستگار صلح ہونا اور نذر طلب کرنا جب تیمور نے دیکھا کہ معرکہ جنگ سخت ہے ملاطفت شروع کی اور کہا کہ میں صلح کرتا ہوں بدین شرط کہ اس قدر گھوڑے اور اتنا مال اپنی حرمت قائم رکھنے کے خیال سے بھیجو مگر محمد بن موسیٰ فریب میں نہ آیا حتیٰ کہ تیمور اترتے اترتے تھوڑی سی اطاعت پر اتر آیا محمد بن موسیٰ اس پر بھی راضی نہ ہوا تو تیمور مایوس ہو کر واپس ہوا اور محمد بن موسیٰ نے اُسکے پس ماندوں میں قتل اور لوٹ اور قید کرنا شروع کیا۔ اور دروازہ قلعہ برابر کھلا رہا ایک روز بند نہیں ہوا۔ حالت موجودہ زبان حال سے یہ شعر پڑھتی تھی

ترجمہ اشعار

یہ وہ امیر شیرنستان جنگ ہے	مشہور جسکے رتبہ میں دنیا میں بجا
لہائی شکست حصہ اول نے بار بار	حصہ اخیر فوج مغلنگ کا دق ہوا

تمام ملوک اور اصحاب قلعجات میں یہ سعادت محمد بن موسیٰ کا حصہ تھا کیونکہ یہ ذی علم و یانت دار مخلص طبع صیانت مزاج تھا

انکو ایسی شکست فاش دی کہ اکثر سپاہی فرات میں گر گئے۔
 پھر قمر لنگ نے مراسلہ تیار کیا اور محمد بن موسیٰ کے پاس بھیجا
 آئین لکھا کہ اینجانب نے اقصیٰ بلاد و سمرقند سے سفر کیا کوئی تا مقابلہ
 نہ لایا اور تمام ملوک حاضر دربار ہوئے اور تنے میری فوج پر
 ایسے شخص کو مسلط کیا ہے کہ جس نے میری فوج کو پریشان
 کر دیا جسکو پکڑتا ہے قتل کرتا ہے۔ اب اینجانب لشکر لیکر آتے
 ہیں اگر تمکو اپنی جان اور رعیت عزیز ہے تو حاضر ہو کر محنت خستہ
 اور شفقت شاہانہ دیکھو کہ اس سے زائد ممکن نہیں ورنہ ہم آتے ہیں
 اور تمہارے ملک کو خراب کر ڈالتے ہیں یاد کرو اللہ جل شانہ
 فرماتا ہے بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی قریہ میں اُسکو
 بچا ڈیتے ہیں اور سر برد آور وہ لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں
 اور ایسا ہی کرتے ہیں اگر حاضر نہیں ہوتا تو مستعد ہو رہ اُسکے لئے
 جو تھک چاروں طرف سے گھیرنے والی ہے۔

محمد بن موسیٰ نے ایچی کو گرفتار کیا اور مجلس کو بھیج دیا اور تیمور کے
 مراسلہ کی طرف مطلق التفات نہ کی۔

اب اوائل لشکر تیموری میدان جنگ میں آیا محمد بن موسیٰ مقابلہ
 میں آیا اور بعد جنگ شکست دی پھر دوسرے روز قمر لنگ بہ لشکر کثیر

بیرون شہر خیمے نصب کئے۔

جب یہ لوگ بیرون شہر خیمہ زن ہوئے تیمور کا قاصد آیا
سید سودون حاکم دمشق نے بغیر اسکے کہ پیام تیمور سنے
قاصد کے قتل کا حکم دیا۔

یوم جمعہ و ہم ربیع الاول کو کسیدر باہم چہڑ چھاڑا طرف سے
ہوئی۔

یوم شنبہ بتاریخ ۱۱ ربیع الاول تیمور نے اپنے لشکر اور
قبیلہ سے چڑھائی کی مسلمان شہر کی طرف بھاگے اور دروازوں
پر اس قدر ہجوم ہوا کہ خلق عظیم گھسان میں مر گئی اور تیمور نے عقب سے
قتل اور گرفتاری شروع کی اور حلب کو بڑا شمشیر لیا جتنے حکام
اور خاص لوگ تھے قلعہ بند ہو گئے اہل حلب نے پہلے ہی سے
اپنے مال و متاع کو قلعہ میں پہنچا دیا تھا۔

۱۲ ربیع الاول بروز شنبہ تیمور نے اہل قلعہ کو اپنے
جھوٹے وعدوں اور بے ایمانی کے غم و دس سے امن کی اطمینان
دلا کر قلعہ لے لیا۔

۱۵ کو تیمور قلعہ پر گیا اور سہ پہر کے وقت علماء اور قضاة کی
یاد ہوئی۔ ہم لوگ حاضر ہوئے کچھ عرصہ تک کھڑے رہے۔

اور کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان سے تھا۔

تیمور ۹ ربیع الاول روز پچھینہ تمام حلب نازل ہوا۔ وہاںکا حاکم مقریسی مکر و اسٹ تھا اور اُسکے پاس اسوقت تمام عساکر بلاد شامیہ اور فوج دمشق زیر کمان سید سو وون حاکم دمشق اور عسکر طرابلس زیر کمان مقریسی شیخ خاصکی اور لشکر حماہ زیر کمان مقریسی و فحاق اور صفد وغیرہ کے عساکر موجود تھے۔

باہم اختلاف راے ہوا کہ کس طرح تیمور سے مقابلہ و مقاتلہ کیجئے۔

بعضوں کی راے تھی کہ شہر بند ہو کر چار دیواری سے لڑنا چاہئے۔

بعضے کہتے تھے کہ بیرون شہر بمقابل غنیم جینے نصب کئے جائیں۔

جب مقریسی نے اختلاف راے دیکھا اہل حلب کو حکم دیا کہ فوراً شہر خالی کر دو اور جدہرجی میں آئے چلے جاؤ اور یہ عہدہ راے تھی مگر کسی نے اتفاق نہ کیا اور بمقابلہ غنیم

سب خاموش اور مغموم ہو گئے اور ہنسنے اپنے جی میں کہا کہ یہی وہ سوال ہے جو حیلہ قتل علما ہوتا ہے۔ سب کا خاموش ہونا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہایت عمدہ اور نیا جواب مجکو الہام فرمایا اور میں نے کہا یہ بعینہ وہ سوال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا اور آپ نے جواب دیا۔ میں بھی وہی جواب دیتا ہوں جو ہمارے سرور کائنات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔

مجھے میرے ساتھی قاضی شرف الدین نے بعد اس حادثہ کے کہا کہ بخدا جب تو نے کہا کہ یہ وہی سوال ہے کہ پوچھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نے جواب دیا چونکہ میں محدث تھا میں نے کہا یہ ہمارا عالم اسکی عقل میں فتور آگیا یہ معذور ہے کیونکہ یہ ایسا سوال ہے کہ جسکا جواب اس موقع پر ممکن نہیں ہے۔ اور عجبہ الجبار نے بھی ایسا ہی خیال کیا کہ یہ دیوانہ ہو گیا اور تیمور نے سُنکر آنکھیں نکالکر کہا کیا یہ مسخرہ بن کر آیا ہے ہمارے سوال سے۔ بتلاؤ کیونکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا اور آپ نے کیا جواب دیا۔ میں نے کہا ایک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ

پیر تیمور نے بیٹے کا حکم دیا اور اپنے ہمراہی علماء کو بلایا اور امیر الع
 مولے عبد الجبار بن علامہ نعمان الدین حنفی کو درجنکے وا
 بزرگوار سمرقند کے مشہور علماء سے تھے حکم دیا کہ ان علماء سے
 کہئے کہ میں ایک مسئلہ پوچھتا ہوں کہ جسکو میں نے علماء سمرقند
 بخارا۔ مہراقہ۔ اور دیگر ممالک مفتوحہ کے سامنے پیش کیا او
 کسی نے جواب شافی نہ دیا آپ صاحب بھی ایسا نہ کریں۔ او
 تم سے جو سربراہ اور وہ صاحب ہیں وہ گفتگو کریں اور سوچ سمجھ
 جواب دین مجکو بہت علماء سے میل جول رہا ہے اور مجکو علماء سے
 محبت ہے اور میں ابتدا سے طالب علم ہوں۔ ہمکو پہلے سے
 یہ معلوم تھا کہ تیمور علماء سے سوالات میں سختی کرتا ہے اور یہی حیلہ
 ہو جاتا ہے انکے قتل و سزا کا۔

بجواب تیمور قاضی شرف الدین موسیٰ انصاری شافعی
 نے میری طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہمارا شیخ ہے اور ہمارے
 بلا و کا مدرس مفتی اس سے پوچھے اللہ مددگار ہے۔

تب عبد الجبار نے مجھ سے کہا کہ ہمارا بادشاہ پوچھتا ہے
 کہ کل بہت سے آدمی ہمارے قتل ہوئے اور بہت سے
 تمہارے لوغین کون شہید ہے ہمارے قتل یا تمہارے۔

کرتے تھے اور کہتے تھے خدا کے لئے تم لوگ صبر کرو اور اسکو
 جواب دینے دو کیونکہ جو کچھ وہ کہتا ہے یہ سمجھتا ہے سب سے
 اخیر سوال تمہارے یہ کیا تم و رہا رہ حضرت علیؑ و امیر معاویہ
 و یزید کیا کہتے ہو۔ اس سوال پر قاضی شرف الدین صاحب نے
 جو میرے پہلو میں بیٹھے تھے آہستہ سے بغرض اطلاع کہا کہ کیا
 جواب دو گے تمہو ر شیعہ ہے میں ابھی مقولہ قاضی صاحب کا
 سنے بھی نہ پایا تھا کہ قاضی علم الدین قفصی مالکی نے جواب دیا
 جسکے معنی یہ تھے کہ سب مجتہد تھے یہ سنکر تمہو رہبک اٹھا اور
 کہا کہ حضرت علیؑ شوق پر تھے اور معاویہ ظالم اور یزید فاسق تھا۔
 اور تم اہل حلب اہل دمشق کے تابع ہو اور وہ یزیدی جنہوں نے
 حسین کو قتل کیا۔ میں نرم گفتگو کرنی شروع کی اور مالکی کی طرف سے
 عذر کیا کہ اس نے جو کتاب میں لکھا دیکھا وہ کدیا معنی نہیں سمجھا
 تو تمہو ر میری طرف متوجہ ہوا مگر وہ ابنسائج آگے تھا کسی قدر کم ہوا
 اور عبد الجبار نے مجھے اور قاضی شرف الدین سے پوچھا شروع
 کیا پھر تمہو ر نے میری طرف اشارہ کر کے کہا یہ عالم یلیح ہے اور
 قاضی شرف الدین کی نسبت فرمایا یہ رجل فصیح ہے۔ پھر تمہو ر نے
 میری عمر دریافت کی تو میں نے عرض کیا کہ میری پیدائش ۸۱۵ھ کی ہے

آدمی کہی بوجھیتہ لڑتا ہے کہی بغرض اظہار شجاعت لڑتا ہے تاکہ لوگ اُسکا مرتبہ دیکھ لیں کہ کس قدر شجاع ہے کونسا انہیں سے فی سبیل اللہ ہے اپنے ارشاد فرمایا کہ جس نے اسے مقابلہ کیا کہ اللہ کا بول بالا ہو وہ فی سبیل اللہ ہے اور وہ ہی شہید ہے مگر لنگ نے کہا خوب خوب اور عید الجبار نے کہا کیا اچھا جواب دیا۔ امیر کو موانست پیدا ہوئی اور کہا کہ میں آدھا آدمی ہوں اور میں نے فلان فلان شہر یعنی بلا دتتا جملک عجم و عراق۔ و ہند فتح کئے تب میں نے کہا کہ ان فتوحات کے شکرانہ میں امت جلیستہ سے درگزر کرو اور کسی کو قتل کا حکم نہ دے تمہارے بھائی نے کہا بخدا میں کسی کو قصد اُقتل نہیں کرتا اور تم میں سے جس قدر قتل ہوئے وروازوں پر ہجوم کرنے سے مر گئے اور بخدا میں کسی کو قتل نہیں کرونگا تمہاری جائین اور مال سب مامون ہیں۔

پھر بہت کچھ مسئلہ تیمور کی طرف پہنچے جاتے تھے اور ہم جواب دیتے تھے اب تمام فقہاء حاضرین کی خواہش ہوئی کہ ہم جواب دین اور اس طرح جواب میں مبادرت کرتے تھے۔ گویا کہ وہ مدرسہ میں بیٹھے ہیں اور قاضی شرف الدین انکو منع

پہر تیمور نے مجھ کو اور قاضی شرف الدین کو طلب کیا اور مکرر
 دربارہ علی و معاویہ سوال کیا تو میں نے کہا کہ بیشک حق پر حضرت علی
 تھے اور معاویہ خلیفہ نہ تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے کہ بعد میرے خلافت کی عمر بیس سال ہے اور وہ حضرت علی
 پر تمام ہوگئی تب تیمور نے کہا کہ علی برحق تھی اور معاویہ ظالم ہیں۔ نے
 کہا صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ منجانب سلاطین ظالم قلعہ کو قبول
 کرنا جائز ہے کیونکہ بہت سے صحابہ اور تابعین نے قصاص کو جواب
 معاویہ قبول کیا حالانکہ حق پر علی تھے اپنی نوبت میں اس پر تیمور
 خوش ہوا اور اُن امر کو طلب کیا جنکو حلب پر مہم کیا تھا اور کہا
 یہ دونوں صاحب حلب میں تمہارے حمان ہیں تم احسان کرو انکی
 اور انکے دوستوں اور بھراہیوں سے اور جو انکے ساتھ ہیں ان سے
 اور کسی کو یہ مجال نہیں کہ انکو تکلیف پہونچا دے اور انکے سے
 وظیفہ مقرر کرو اور انکو قلعہ میں مت رکھو بلکہ یہ مدرسہ سلطانیہ میں رہو
 مقابل قلعہ کے ہے فروکش ہوں اُن امر نے تمام وصایا کو قبول کیا
 کی تعمیل کی مگر ہکو قلعہ سے نہ اتارا اور حاکم حلب نے جسکا اسم
 موسیٰ بن حاجی طغای تھا یہ کہا کہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ انکی فیر سے پہونچے
 اور ترنگ کی فحوا سے طبیعت یہ ہے کہ حسب کسی سے بڑائی کیا ہو

اور اب میری عمر پینالیس سال کی ہے پہر قاضی شرف الدین سے پوچھا کہ تمہاری کیا عمر ہے انہوں نے کہا کہ میں ایک سال اسے بڑا ہوں تب تیمور نے کہا کہ تم میری اولاد کے برابر ہو میری عمر اس وقت ۷۵ سال کی ہے پہر مغرب کا وقت آگیا عبد الجبار نے امامت کی اور قلعہ لنگ نے میرے برابر کھڑے ہو کر نماز ادا کی رکوع و سجود کرتا تھا پہر ہم متفرق ہو گئے۔

اگلے روز اہل قلعہ سے تیمور نے بدخمدی کی اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا بعض اہل دفتر تیمور نے مجھے سے بیان کیا کہ تیمور کو کسی شہر میں اس قدر مال و متاع نہیں ملا کہ اس قلعہ سے ملا۔ اکثر مسلمان طرح طرح سے عذاب دئے گئے اور قلعہ بند کئے گئے کسی کے پانوں میں بیڑیاں کسی کے گلے میں طوق کسی کے ہاتھوں میں زنجیر کسی کے لئے حکم قتل کا نشان لگا ہوا۔

پہر تیمور قلعہ سے اتر کر دار النیابتہ میں فر وکش ہوا اور دعوت ولیمہ بقاعدہ مغلیہ کے تمام ملوک اور حکام حاضر و بارستے و دربار میں چلا اور عامہ مسلمان گوناگون عذاب قتل و قید و غلامی میں مبتلا ہو اور مدارس اور مساجد اور تمام مکانات کسیر جلا یا کسیر کر یا کسیر آجاڑا کسیر کو لکڑیاں لے کر دیا اخیر رجب الاول تک بھی قلعہ قمع رہا۔

پہر ایک شخص وہ گوشت ہمارے پاس لایا ابھی ہم کھانے سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ دفعۃً ایک شور برپا ہوا مسلمانوں میں اور مرننگ چننا ہے اور ایک ایک شخص تیمور کے سامنے لایا جاتا ہے۔ اتنے میں ایک شخص نے ہمارے پاس اگر معذرت کی کہ امیر نے نوں مسلمین کو طالب نہیں فرمایا بلکہ حکم یہ ہے کہ مقتولین کے سروں سے ایک قبہ بنایا جائے تاکہ رعب شاہی بطور عادت دائمی قائم ہو اومی نے یہ نہ سمجھا اور آپ لوگوں کو تکلیف دی امیر نے ٹکڑے پھوڑ دیا جدہر جا ہو جاؤ۔

اسوقت تیمور روانہ دمشق ہوا اور ہم قلعہ پر واپس آئے اور بھی امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ہم قلعہ میں رہیں۔ امیر موسیٰ حاکم حلب ہم پر لطف کرتا رہا اور ہماری سفارش سناتا رہا اور جب تک حلب میں رہا نگران حال ہمارا رہا۔

ہم کو بزبانہ اقامت قلعہ حلب کسی یہ خبر آتی تھی کہ ملک مصر سلطان المسلمین نے تیمور کو شکست دی کہی برعکس شہرتی تھی۔ یہ قضیہ اسوقت کہلا کہ سلطان متوجہ مصر ہوا بعد جنگ عظیم کے حسین مرننگ نے ہزیمت اور شکست کھائی مگر بوجہ خیانت بعض امرا کے سلطان کو بنظر حفظ مصر جانا پڑا۔

جلہ کرتا ہے اور باز نہیں آتا اور اگر بھلائی کرتا ہے تو والی شہر اسکا
 ذمہ دار ہوتا ہے۔

یکم بیچ الثانی کو تیمور کا باہر شہر کے بجانب و مشق خمیمہ زن ہونا

تیمور یکم بیچ الثانی کو بیرون شہر بجانب و مشق فروکش ہوا
 اور ہاتھ رخ و دم علما کو طلب کیا تو ہم گئے اور مسلمان سخت مصیبت
 پہنچا کر قتل کر کے جاتے تھے وہاں جا کر ہم نے پوچھا کیا خبر ہے
 انکو پوچھا کہ کیا تم نے آج بھی کچھ روسا مسلمین کو طلب کیا جیسے
 کہ تیمور کی عادت قدیمہ ہے کہ بلا و مفتوحہ میں کرتا ہے جب ہم
 وہاں پہنچے تو مولانا عمر علما تیمور سے ہمارے پاس آئے
 ہم نے پوچھا کہ ہماری یا د کیوں ہوئی انہوں نے کہا تم سے استفتا
 لینا ہے و بارہ قتل نائب و مشق جس نے ایچی کو تیمور کے قتل کیا
 تیمور نے کہا یہ سب روسا مسلمانوں کی گردن مارے جاتے ہیں اور
 تیمور کے سامنے پیش ہوتے ہیں بغیر استفتا حالانکہ تیمور نے
 قسم کھائی ہے کہ میں قصداً کسی کو قتل نہ کروں گا۔ مولانا تیمور کے
 پاس لوٹ کر گیا اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ تیمور کے سامنے گوشت
 میان ہے اور تیمور کہتا ہے مولانا عمر نے کچھ آہستہ سے کہا

مشہد حسین کو روانہ ہوئے وہاں سے ہم دیکھتے تھے کہ آگ
 اظرافت و سبب میں مشتعل تھی جب بعد میں روز کے وہاں کوئی باقی
 نہ رہا تو ہم سب میں اسے کیونہ پایا اس قدر وحشت ہوئی کہ ٹھرنا
 نہ رہا اور ہوا گھبرا کر بوسے و ماغ پہننے لگا اسکی گلی کو بچوں میں بوجہ
 وحشت رباہوتہ پہر سکے۔

ترجمہ ششم

گویا نہ تھا بچوں سے لیکر صفا تک	کوئی امین ورنہ مکہ میں قصہ خوان
---------------------------------	---------------------------------

تمام ہلا و شام کے صوبہ دار تیمور کے ہمراہ میدان تھے چنانچہ سب
 یکے بعد دیگرے مر گئے سید سودون مرض اسہال سے بمقام
 یلبغا جان بحق ہوا۔

تیمور نے دمشق میں تنکری وردی کو نائب مقرر کیا یہ لفظ
 ترکی ہے تنکری بزبان ترکی اللہ کا نام ہے اور وردی کے
 معنی بندہ کے ہیں ترجمہ تنکری وردی کا عابد اللہ ہوا (حقیقتہ
 حال سے اللہ خبردار ہے مگر میں نے ابن شحنے کے کلام میں جسد
 پایا اسکو بعینہ نقل کیا۔

اس خبر وحشت انگیز کا آنا اور استنبو غا و دارا و عبد القضا
 کا جَلَقِ جانا

پہر تیمور و مشق میں داخل ہوا اور وہاں قلع قمع قتل و غارت
 حلب سے زائد کی۔ طرابلس میں داخل نہیں ہوا بلکہ وہاں کا مال
 متاع حاضر کیا گیا اور نہ فلسطین سے آگے بڑھا اور حلب کو
 واپس آیا اسکے بلا و کی طلب میں۔

۱۷ اشعبان کو ترنگ کا جتول پہونچنا

۱۷ اشعبان ۸۸۷ کو شام سے واپس ہو کر جتول میں جو بجانب
 شرق حلب کے مقامات سے ہے پہونچا تو شہر میں داخل نہوا
 بلکہ جو لوگ بجانب امیر وہاں مقیم تھے انکو حکم دیا کہ شہر کو اجاڑ دیں
 اور جلاوین چنانچہ تعمیل ہو گئی۔

حافظ خوارزمی کہتے ہیں کہ مجکو غزال دین نے جو اکابر امراء
 تیمور سے تھا طلب کیا اور کہا کہ تیمور نے حکم دیا ہے کہ
 آپکو مع رفقا چھوڑ دیا جاوے جسکو چاہئے ساتھ لیجئے اور
 بہت لوگوں کو ہمراہ لیجئے تاکہ ہم آپکے ساتھ مشہد حسین تک
 پہونچ جائیں اور وہاں آپکی خدمت میں رہیں اپنے لشکر سے
 کوئی باقی نہ رہے۔ قاضی شرف الدین تو ہر دم میرے
 پاس تھے ہم نے باقی قضاۃ کو طلب کیا حتیٰ کہ ہمارے ساتھ
 قریب دو ہزار مسلمانوں کے جمع ہو گئے اور ہم امیر غزال دین کے ہمراہ

و کہو اسن حاصل تھے ملک ناصر محمد اللہ موجود ہی۔

حلب کے نائب اور انکی جمعیت تھوڑی سی تھی اُنسے بمقابلہ تیمور کوئی فکر نہ ہو سکی کوئی حیلہ نہ بن آیا اور نیز انہیں میں سے بعض نے فریب دیا یا قیام نہ نہنچ سکے نہ مدد کر سکے اُنکا کوئی سردار نہ تھا اُنپر قیاس کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

عساکر مصریہ کی گنتی بے شمار سامان پورا بڑے شدہ میں اُنسے کشود کار ہوتا ہے تب اُن دونوں نے کہا کہ ہم بعد طرح طرح کے آفات کے تیمور کی شر سے سالم رہے جو کچھ ہم نے کہا اُنکوں دیکھا ہم دونوں میں سے ہر اک نے جو امر اُنکے نزدیک متحقق اور یقینی تھا ظاہر کیا اور ہر اک شخص ہم میں کا ندیر برہنہ ہے [عرب کی عادت تھی کہ جب کوئی اپنی قوم کو دشمن سے ڈراتا تھا وہ برہنہ ہو کر ڈراتا تھا کہ وہ امر شدہ یہ سمجھ کر فکر کریں] ہماری نصیحت فقط اس غرض سے تھی کہ تم نفع اُٹھاؤ لیکن تم نہیں مانتے۔ لوگوں میں برابر ایک دوسرے کی تردید تفرق شور و غلب رہا چنانچہ بعض لوگ بیت المقدس اور کر بلا و مشہد کو چلے گئے بعضے دیار مصریہ کی طرف کو ہوئے بعضے شورو گرا پہاڑ کی فارون کے اطراف میں جا چپے بعضے ایسے مکانات میں جہاں پہونچنا دشوار تھا قلعہ بند ہو گئے۔

۱) استبنو غادو ادرا ایک قوم کا نام ہے۔ جلق و مشق کو کہتے
 ہیں چنانچہ حسان بن ثابت لکھتا ہے یَوْمًا یُجَلَّقُ فِي الطَّلْحِ لَوَالِی
 حلب سے استبنو غادو ادرا اور فتح ماہر جبکو عبد القضا رکھتے
 ہیں و مشق میں آئے اور کہا اے گروہ مسلمانوں کے جو شخص اپنے
 بس کا نو اس سے ہاگنا طریقہ انبیا کا ہے۔ جو شخص چلنے پر قادر
 ہے وہ چاہے کہ ہاگ جائے اور نجات پائے اور جو سامان کر سکتا
 ہے اُسکو چاہئے کہ رات و مشق میں نہ گزارے اور سستی اور
 غفلت سے مخالطہ میں نہ پڑے۔ مگر سچ یہ ہے (شہیدہ کے ہونا
 ہم اختلاف رائے ہوا اور اپنی اپنی خواہش کے ہر اک نے لگتے
 لگائے۔ اک شور پیدا ہو گیا اور مثل عادت فرقہ فرقہ ہو گئے۔
 بعضوں نے انکو خیر خواہ سمجھا اور سامان سفر مہیا کیا اور اس طرح
 نکل گئے جیسے کنوین سے ڈول بھر پور نکلتا ہی۔

بعضوں نے جنگڑا اور اڑکی اور گتے کی طرح دانست نکال کر بہو کیا
 شروع کیا اور یہ ارادہ کیا کہ ان دونوں کو سنگسار کیجئے اور سانپوں
 پلا دیجئے اور کہا کہ تم دونوں چاہتے ہو کہ لوگوں کو ہلاک کرین
 اور بھڑکا دین اور اپنے وطن سے نکال دین اور انکو الگ الگ
 کر دین انکی بند ہی مٹی کو لدین اور جماعت مجتمع کو تتر بتر کر دین ورنہ

سلطان ملک ناصر کا قاصرہ سے عساکر اسلامی لیکر نکلتا
 پہر سلطان فوراً نکلا اور عساکر و سامان حرب ہمراہ لے کر بیلا و شام
 کی طرف متوجہ ہوا۔ جب یہ خبر لوگوں کو ملی طبیعت گرائی۔ انہوں نے
 وحشت کم ہوئی اور اکثر لوگ جو بھل گئے تھے واپس آ گئے اور ان کی
 بیقراری اور بیکلی دور ہوئی لیکن جو اہل الرائے اور بزرگوار کا یہ جائید
 تھے انہوں نے سلطان کے آنے کی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ اپنی جاتو ٹکی
 امان اور انتظار جو اوقات زمان کرتے رہے شاید کہ زمانے کی
 انگلیوں نے انکے صفحہ خاطر پر مقولہ شاعر لکھ دیا تھا۔

ترجمہ شعر

یہ راتیں سب آپس میں اخوات ہیں	یہ ایام بیٹھے ہیں سب ایک کے
خلاف اُسکے جو گزرتے سنواٹ ہیں	نہ دن سے طلب کرنے تو راستے

ترجمہ شعر مصنف

اگر اُس کا قیاس عہد گزشتہ پہ برابر	آئندہ زمانہ کا اگر حال ہو مخفی
------------------------------------	--------------------------------

فصل

جب تیمور نے حلب کا کام تمام کیا اسباب مال و متاع ضبط کر کے
 قلعہ میں رکھا اور قلعہ کو امیر موسیٰ بن حاجی طغای کے سپرد کیا
 یہ امر تیموری سے شجاع ذمی عزم شدید و راستے قومی و رضا لشکر تھا
 مولو، محمد حبیب الرحمن، محمد ابراہیم



قلمبر الہدیہ حضرت مولانا

محمد رفیع صاحب مدظلہ العالی

فہرست مضامین و بدماء آصفی نمبر (۱۲)، جلد (۴)

نمبر سلسلہ	نمبر نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ وید -	عالمی جناب راجہ بہا پتھکار و وزیر افواج آصفی
۲	۵	تذکرہ -	جناب حسام الہ تہیہ شیب
۳	۱۹	بقیہ تاریخ تیموری -	جناب مجیب الحق مدرسہ اترین شاہید

بقیہ وید

سلسلہ کے لئے دیکھئے دربہ آصفی نمبر (۱۱) جلد (۴)
 وید کی رچا و نمین بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ اُن کل قوانین
 قدرت کے وسائل متحدہ کو ایک ذات واجب الوجود قرار دیا ہو
 لوگوں کا یہ خیال غلط ہے اور بربودی بنیاد پر مبنی کہ اگنی یعنی آگ
 اور سوریا یعنی آفتاب اور اندرا یعنی کائنات ابھو یہ سب
 مختلف چھوٹے چھوٹے دیوتا ہیں۔ اور پرشیر یعنی خدا اُن سب کا
 افسر اعلیٰ ہے۔ اور حاکم اور سورج اور کائنات ابھو اور اگنی
 اُسکے محکوم ہیں۔ بلکہ علمائے وید شریف کا خیال صحیح یہ تھا کہ وہ
 ایک خدا ہے برحق لَمْ يُولَدْ وَلَمْ يُولَدْ کی مختلف قدرتیں ہیں
 اور اُسکی رضا اور مرضی سے انسان کو انکا انکشاف ہوا۔
 اور جب اُنکو ضرورت ہوتی ہے تو انہیں قوانین قدرت سے

نے یون کیا ہے۔ اے الگنی خود ورونا ہی اور یہی تھی جب تو
 پیدا ہوئی تھی تو مہترا بھی ہو جاتی ہے جب روشن کی جاتی ہے۔ تجھے مین
 اور قوتوں کی اولاد کل دیوتا شامل ہیں۔ اور تو اس انسان فانی کیلئے
 اندر ابل جاتی ہے جو جو اور فیاض ہیں رگ وید ۱۰۔۲۔۳۔۱۔ اتھر وید
 مین اور ایک چاہے۔ پر دفسر میکس میولر کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

وہو ہذا

شام کے وقت الگنی اُس مہیں مین ظاہر ہوتی ہے جبکہ ورونا کہتے
 ہیں۔ اور طالع آفتاب کے وقت وہ مہترا کی ہیئت میں آتی ہے۔
 اور سورتی کی صورت اختیار کر کے وہ آسمان سے گذرتی ہے۔ اور
 اندر ابلکہ وہ اندرونی طبقات سما کو گرم کرتی ہے۔

ان رچاؤن کے مقابلہ کرنے سے یہ ظاہر ہے کہ الگنی کو صرف مثل
 اور دیوتاؤں کے نہیں سمجھتے تھے بلکہ مثل خلاق دو جہان آفرینندہ
 زمین و آسمان اس کو خالق ارض و سما کہتے ہیں جس سے کل چیزیں خلق ہوئی
 ہیں۔ وہ کل کی مالک حقیقی ہے کہ اُسکی عقل بسیط ہی محدود نہیں۔ وہ کل دنیا و
 واقعت ہے۔ اور اُسکے قوانین موضوعہ کی اطاعت فرض عین ہے۔ ان رچاؤن
 میں ایک قادر بہر حق ارحم الراحمین کا ذکر ہے۔

رگ وید کی رچاؤن [۸۱ اور ۸۲] کی دسویں کتاب سے ظاہر

دیتے ہیں۔ گویا وہ مثل خدا کے ایجنٹوں کے ہیں۔ اور یہ کچھٹ
 خدا کے فضل و کرم کی برکت کے نور سے انسان کے دلوں کو
 نورانی اور سنجمل ضمیر کو اور بھی زیادہ روشن کرتے ہیں۔ اور وہی
 ایجنٹ انسانوں کی دعا بجناب خداوند عالم و عالمیان پہنچا دیتا ہیں
 لہذا اگنی کو اکثر دیوتاؤں اور انسان کا ایلچی کہتے ہیں۔ [اے
 اگنی تو نے ہر زمانے اور ہر قرن اور ہر عہد میں انسانوں اور
 دیوتاؤں کے درمیان ایک دوسرے کا پیغام پہنچایا ہے۔
 جس گہر میں تو رہتی ہے اُنکی نسبت لوگوں کی رائے ہے کہ اُنکی دعا
 قبول ہو جاتی ہے۔ اور اُسکی قربانی میں قدرتی مادہ قبولیت پیدا
 ہو جاتا ہے۔

جب اہل آریا کو ان قوانین قدرت میں کسی ایک قدرت کی
 مدد کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ اُس حالت میں صرف اُسی قانون قدرت
 کی خدمت میں التجا کرتے تھے۔ جسکے متعلق اُنکی التجا ہوتی تھی اور
 اُسکو مثل خاص ذات باری جل شانہ کے سمجھتے تھے۔

بعض رجاؤں میں اگنی کو خود خدا لکھا ہے جس سے مطلب یہ ہے
 کہ ہم عالم پر حکومت کرنے والی قدرت۔ اور مثل اور کل دیوتاؤں کے
 اُسکو سمجھتے ہیں۔ رک وید میں رچا ہے جسکا ترجمہ پروفیسر کسین

تذکرہ

زبدۃ الملک والاجاہ دیوان سر شیر محمد خان بہا
کے۔ جی۔ سی۔ آئی۔ امی۔ والی ریاست
پالن پور صوبہ کجرات۔

زمانہ نے تمام چیزوں کے ساتھ عدالت کے انتظام کو
بھی بدل دیا ہے۔ مندرجہ ذیل مقدمہ پر زمانہ کا اثر نہیں ہوا۔
اسکا فیصلہ قدیم رسم و رواج پر ہوا ہے۔ ہم لوگ قدیم چیزوں کو
جذبت انسانی کے خواص کے مطابق بھول رہے ہیں۔ مین نے
اس مقدمہ کو تواریخی پیرایہ مین لکھا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ
قدیم طرز کے رسمی فیصلے بطور یادگار رہیں اور ہماری آئندہ نسلیں
دیکھیں کہ ان مین کیا وصف ہے۔

ہو ہذا

ہوتا ہو کہ لفظ وسوا کرمان پیشتر اندر کے معنی پر متحمل ہوتا تھا۔ رچا
 مین وسوا کرمان کو حاذق کے خطاب سے مخاطب کیا ہے اور
 خالق اور رکھا ہو کہ وہ ساتون رشیوں کے استھان سے طلوع و رستا
 جس رچا کا نام پریشا سکتا ہے اُس میں پہر ہی خیال نہ کیا گیا۔ ہے
 کہ [ایکو برہہ دویشو ناستی] یعنی خدا ایک ہی اگر کوئی اُسکا شریک ہے تو
 تو اُسکا ناس ہو جائے۔ وہ خدا جو خلاق ہر دو جہان ہے [پریشا بذاتِ خا
 کل دنیا پر حاوی ہے۔ لہذا کل دنیا محوی ہے۔ وہی کل فانی مخلوق و اشیا
 خلاق ہے اللہ باقی من کل فانی۔

اُسی سے وراج پیدا ہوا۔ اور وراج سے پریشا پیدا ہو کر
 وہ دنیا کے باہر ادھر کے ادھر پہونچ گیا اور دنیا سے بڑھ گیا۔

کشن پریشا دھنی عنہ

فراموش نہیں کرتے نہ اُنکو مکروہات قلبی یعنی دل کے کٹر سے جانتے ہیں۔ اُنکو معلوم ہو گیا ہے کہ انسان غذا اور لباس اپنی مان پیٹ سے ساتھ لیکر پیدا نہیں ہوتا اُنکو اپنی جائز محنت سے اُن تمام چیزوں کو فراہم کرنا ہوتا ہے جنکی اسکو حاجت ہے۔ زبدۃ الملک کو پیرا دون سے محبت ہے لہذا بطورِ ناصح کے فرمایا کرتے تھے کہ اس مقدمہ میں عدالت اپنا فرض ادا کر لگی مگر نالاش پیرا دون کی شان اور اُنکے جلوہ افکن منصب دینی کے خلاف ہے۔ با این ہمہ قدیم رسم کے مطابق اُنکی شرف و عزت کا پاس کیا جاتا تھا جس سے زبدۃ الملک کی شرافت اور قدیم رسومات کی پابندی ٹپک رہی ہے۔ زبدۃ الملک جتنی قانون کی خاصیت لینے نچر اور قانون کا اثر جانتے ہیں رسومات کی خاصیت اور اُنکے وسیع اثر سے بھی نا بلد نہیں ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ رسومات باپ دادا کا بن لکھا ہوا وصیت نامہ لینے قانون ہے جو قدیم سے ورثہ میں چلا آتا ہے۔ اور ہر قوم شوق سے اس عمل کرتی ہے۔ قانون اُس حالت میں وضع کیا جاتا ہے جب گناہ اور مکروہ فریب کے پیمانہ کی توسیع ہوتی ہے۔ جو وصف بعض رسومات کی پابندی میں ہے قانون میں نہیں ہے۔ لوگ قانون کے تابع طوعاً نہیں ہوتے تو کہا جاتا ہے۔ گو قانون سے مشترکہ استغفار وہ

ریاست پالن پور کے مشایخون یعنی پیر زادوں میں ایک خلیفہ کی جانشینی اور مہانی زمین کے لئے بارہ تیرہ برس سے محنت برپا ہوئی تھی۔ مدعی زبدۃ الملک کے پیر تھے اور مدعی مدنی کے قریبی رشتہ دار تھے۔ مدعی نے قومی رسم کے خلاف عدالت میں نالش کی۔ گو مقدمہ ہتم باشان نہ تھا مگر نتیجہ وروانگیر پیدا ہوئے یعنی پیر زادوں کے دو گروہ ہو گئے۔ اس خلفشار میں زمانے کے دباؤ نے مسند خلافت حاصل کرتے کے لئے ایسے شعلے نہ بھڑکنے دئے جیسے بنی فاطمہ اور بنی امیہ میں بھڑکے تھے۔ با این ہمہ اُس چھوٹے سے مجمع میں جو صرف پچیس تیس گھروں کا مجمع ہے کل مراسم ظاہری منقطع ہو گئے تھے۔ وہ لوگ اُس غمگدہ میں جمع ہوتے تھے جس گہر میں کوئی مرجاتا تھا۔ اور اُس گہر میں نہ جاتے تھے جہاں شادی یا کوئی اور تقریب ہوتی تھی۔ گو وہ سب ایک دادا کے خوان نوال ہیں۔

مذہب کے باریک نکتون پر زبدۃ الملک غور کرتے تھے اور گاہ بگاہ فرماتے تھے کہ وہ انسان جسکی حاجتیں کم ہیں خدا کی صورت یعنی خدا کے رنگ (صنعتہ اللہ) پر ہے جسکو (خدا کو) کچھ بھی عیب نہیں ہے یا جو اس کے زبدۃ الملک انسان کی جائز حاجتوں کو

جس سے اُنکے کام لوگوں کے دلوں کو پریشان نہیں کرتے اور
لوگوں میں بددلی نہیں پہنچتی۔ اور کسی کا حق تلف نہیں ہوتا۔

ماہ اپریل ۱۹۴۹ء میں مدعا علیہ نے پنچایت کے ذریعہ سے
مستند فیصلہ ہونے کی درخواست زبدۃ الملک سے کی۔ زبدۃ الملک

اس درخواست سے بہت خوش ہوئے۔ زبدۃ الملک نے

سوچا کہ عدالت سے صرف فیصلہ ہوگا مگر آپس میں صلح اور آشتی

کروانا عدالت کے ہاتھ سے ہوگا گو عدالت کا ہاتھ کتنا ہی

لمبا اور قوی ہو۔ اُنکو امید تھی کہ اُنکے بھائیوں کے ہاتھ سے

جو بیچ مقرر ہونگے یہ دونوں باتیں سہولت سے ہوگی اور سب کے

لئے خوشی کا سبب ہوگا۔ زبدۃ الملک کو اس روشن اور فرزانہ

خیال نے پنچایت کی طرف متوجہ کیا اور اُنہوں نے دل سے

کوشش کی مگر افسوس وہ کامیاب نہ ہوئے۔

تاریخ ۲۴ مارچ ۱۹۴۹ء میں عدالت نے پیرزا وون کے

مذہبی اصول اور رسومات پر اظہارِ رون اور شہادتوں پر غور

کر کے مدعا علیہ کی جانب فیصلہ کیا اور فیصلہ میں بتایا کہ مرشد کو

اپنا خلیفہ انتخاب کرنے کا پورا استحقاق ہے۔ اس فیصلہ سے

مسلمان اور ہندو دونوں قوموں میں بڑی خوشی ہوئی عام رائے

ہوتا ہے جبین گورنمنٹ اور رعایا دونوں شامل ہیں باوصف اسے
 گروہ عامہ کو قانون سے دلی لگاؤ اور دلی محبت نہیں ہی جیسے کہ
 رسومات سے ہے اور جن پر شوق سے بلا تحریک عمل کیا جاتا ہے
 جو زہر قانون میں ہے وہی زہر رسومات میں ہے۔ قانون اور
 رسومات اچھے ہیں تو قوم شگفتہ خیال اور زندہ دل رہتی ہے
 قانون سخت اور رسومات بُرے اور مذموم ہیں تو قوم تباہ۔
 مکار اور سخت دل ہو جاتی ہے۔ لوگ رسومات کی طرف بہت کم
 توجہ کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اچھے رسومات اخلاق اور تمدن کا
 شیرازہ ہیں۔ ملکی رسومات اور قانون کا اثر اخلاق پر بہت کم ہوتا ہے
 گو قانون توسیع تجارت، زراعت اور اندرونی اور بیرونی دشمنوں
 سے بچانے اور مجمع انسانی کی ظاہرہ آسائش کے لئے مفید
 ثابت ہوں۔

زبدۃ الملک قانون اور رسومات پر لحاظ کر کے اپنی
 ریاست کے قوانین اور ملک کے رسومات کی باگ اپنے ہاتھ
 میں رکھتے ہیں اور کام کا انتظام اُسکی صورت کے مطابق کیا جاتا
 ہے۔ یعنی رسومات اور قانون کے سانچے جدا گانہ کر دئے ہیں
 جو کام جس سانچے کے موزون ہوتا ہے اُسی میں ڈھال دیتے ہیں

پنچایت کی فرست میں اپنا نام لکھوانے کی جرأت اُنکو نہ ہو اور
 ہضما النفس الگ رہیں گو وہ صلح پسند ہیں۔ صلاح و مشورہ کے بعد
 یہ بات قرار پائی کہ انجمن عامہ منعقد ہو اگر مدعی خود تصفیہ کر سکیں تو
 گوارا نہ کریں تو انجمن سے مدعی اور مدعا علیہ مجلس شوری کے لئے
 جسے چاہیں انتخاب کریں اور اس انجمن کے صدر زبدۃ الملک ہوں اور
 انجمن عامہ جناب منشی گلاب میاں صاحب منصب خاص رہا
 کے بالا خانہ پر جمع ہو۔ چنانچہ تاریخ ۱۲ مارچ ۱۳۱۷ء کو دن کے
 ڈھائی بجے انجمن کے منعقد ہونے کا دن قرار پایا۔ وقت معینہ پر
 زبدۃ الملک نے دو لون صاحبزادوں کے رونق افروز ہونے

سے زبدۃ اُن دو لون لاوارث یتیم لڑکیوں کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے جنکو
 گذشتہ قحط میں اپنے دامن عاطفت میں لیا ہے۔ مجھے اتفاق سے ایک روز
 خاصہ پر جائی عورت حامل ہوئی۔ ہم خاصہ کہا کر آئے۔ زبدۃ الملک نے دو بڑے
 اُن دو لون لڑکیوں کو دیکھا اور بہت خوش ہوئے اور اُنکو گود میں لیا اور
 بوسے دینے لگے اور ایسی حرکتیں کرنے لگے جیسے والدین جو شش محبت میں
 کرتے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ ان لڑکیوں کے چہرہ پر کوئی گہری شان نہیں ہے
 نہ خوب صورت ہیں۔ صرف زیور سے جگمگاتی ہیں۔ اسی سوچ میں کھڑا تھا اور
 فرط محبت کو دیکھ کر میری زبان سے بے ساختہ نکلا کہ صاحبزادی آپکا کیا نام ہے

یہ تھی کہ اب مدت کے بچہ پڑی ہوئے آپس میں صلاح کر کے مل بیٹھیں گے
مگر عام رائے کا پیمانہ غلط ثابت ہوا۔ جو لوگ اپنے افعال کا
انصاف آپ نہیں کرتے وہ کیا جانیں کہ آشتی خوش اخلاقی اور
محبت میں کیا لطف ہے۔ اور اخلاق کے شیرازہ کے لئے
کوئی چیزیں درکار ہیں۔ گو مدعی اپنے مذہب کے اصول است
اور مذہبی رسومات سے واقف ہیں مگر انہوں نے عدالت کے
درختان فیصلہ کو زیر خاک دبایا اور عدالت عالیہ میں اپیل کی
اسکا اثر جمہور عام پر اچھا نہوا۔

میں اس وقت اس خبر و رس۔ وائشندا اور حیر مجسم وائشندا کا نام
نہ بتاؤنگا جو مدعی کو پنچایت کے مرکز پر لے آیا۔ مدعی نے
پنچایت کے لئے زبدۃ الملک سے درخواست کی۔ وہ اس
غیر مترقبہ درخواست سے نہایت خوش ہوئے اور مدعا علیہ
نے بھی اس امر کو منظور کر لیا مگر اتنی بات اور اضافہ کی کہ مدعی خدا
سے ڈر کر انصاف سے بنفس نفیس تصفیہ کر دین ہکو اُس کے متبرک
فیصلہ سے انکار نہوگا۔

زبدۃ الملک جانتے تھے کہ پیر زادوں میں چند شخص
صائب التراے ہیں مگر کیا عجب ہے کہ آپس کے الجھاؤ کے سبب

نہیجے ہیں۔ وہ آپکی زبان مبارک سے فیصلہ سنے کے منتظر ہیں۔
 میری دانست میں آپکا فیصلہ پُر اثر اور موجودہ اور آئندہ نسلوں
 کے لئے قابلِ نمونہ ہوگا۔ میں نے فیصلہ کی درخواست صرف
 مدعا علیہ کی درخواست سے کی ہے جو قابلِ غور و توجہ ہے۔
 مدعی نے فرمایا کہ میں اس فیصلہ کو مجلس شوریٰ کی رائے پر چھوڑ
 چاہتا ہوں۔ اس جواب پر انجمن عامہ میں مباحثہ کی خفیف لہرین نمود
 ہوئیں۔ بعد و دس چند شخصوں کے سوا مدعا علیہ کی درخواست اور
 زبدۃ الملک کی رائے کو سب نے ترجیح دی۔ جداگانہ الفاظ میں
 وہی خیالات گونج رہے تھے مگر کوئی مضبوطی طلب راہ کا جلیقہ نظر نہ
 بلکہ یہ ترجیح آپس میں جوش و خروش پھیل رہا تھا۔ زبدۃ الملک نے حاضرین کا
 مخاطب کیا اور فرمایا کہ میں نے مدعا علیہ کا پیغام پہنچا کر اپنا فرض
 ادا کیا۔ اب میں انجمن عامہ کا وقت ضائع نہیں کیا چاہتا۔ دونوں
 فریق مجلس شوریٰ کے لئے نام لکھوا دین مدعی نے وہ اسم گرامی

جناب سید عبداللہ صاحب عرف عبدو میان -	لکھوائے جو حاشیہ میں درج
جناب مولوی سید اشرف علی صاحب -	میں۔ مدعا علیہ کے مامور
جناب سید ادریس صاحب عرف ادا ی میان -	سید نظام الدین نے کہ
جناب سید فضل الدین صاحب عرف فجمیان -	ہماری قوم میں یہ چاروں حض

انجن عامہ میں معزز مسلمان تھے مگر نسبت مسلمانوں کے پیرزاوں
 زیادہ تھے اور جب تہہ بہ تہہ وہ معزز ہندو بھی نظر آتے تھے جن کو
 پیرزاؤں سے دلچسپی ہو۔ ایک دوسرے کی مزاج پڑوسی کے بعد
 کارروائی شروع ہوئی۔ زبدۃ الملک نے اپنے پیرت فرمایا کہ
 مدعا علیہ ایک پہلو پر آپ کے بہا بنجے ہیں اور دوسرے پہلو پر آپ کے

زبدۃ الملک سنبھلے اور خاموش رہے۔ گلاب میان صاحب
 نے فرمایا کہ یہ دونوں برسات کے کپڑے ہیں اب خوش لباس تیلیان نظر آتی ہیں۔
 زبدۃ الملک نے فرمایا کہ کیا جانیں یہ کون ہیں؟ پہرا نگنی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ
 رے تو ہی بتا تیرا والد مسلمان ہی یا ہیل ہے یا ڈھیل ہے؟ وہ آواز دبا کر ناز سے
 لی کہ حضور ہیں اور کون ہے زبدۃ الملک سنبھلے اور بوسے دینے لگے۔
 مجھے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ان لڑکیوں کی والدہ نے مرنے سے چند منٹ پہلے
 طے کے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ ان دونوں لڑکیوں کو ایسے گہریں رکھیں کہ زندہ رہیں اور اگر
 نہ رہیں تو ڈاکٹر نے منجھول روزانہ رپوٹ میں اس واقعہ کو درج کیا۔ زبدۃ الملک کو اپنی ریاست
 نظردون کے ساتھ ہمدردی تھی۔ عالجیناب طالب محمد خان ولی عہد ریاست کو قحط زدوں کا مقیم
 کیا تھا عرض جب ڈاکٹر کی رپوٹ کا ملاحظہ فرمایا ان دونوں لڑکیوں کو بلوایا۔ ان دونوں
 بچوں کے لئے گاڑی بھیج کر کہیں زبدۃ الملک جہان جاتے ہیں ساتھ لیجا تو ہیں گویا یہ اُنکے کھلونے
 ورنہ دونوں کھلونے اس وقت بھی ہمراہ تھیں۔ منہ ۱۲۔

اور یہ متبرک موقع ہی چونکہ اسوقت بزرگان دین بھی انجمن آراہیں
 بجز انکے اور معزز لوگ بھی ہیں۔“
 میں آپس کے اتحاد اور یگانگت کی تعریف نہیں کر سکتا۔ ہر مذہب
 میں اور نامور شاعروں کے اشعار میں اور علم و ادب کی کتابوں
 کے صفحات پر اسکا جلوہ چمک رہا ہے۔ اور ہم اپنے زمانہ میں
 بھی روزانہ یہی دیکھتے ہیں کہ وہ قومیں اور خاندان ممتاز ہیں کہ چمک
 آپس میں اتحاد اور آتش ہے۔ یہ سوال کیا گیا تھا کہ آتش کیا ہے؟
 اسوقت مفصل جواب دے نہیں سکتا مگر مختصر الفاظ میں یہ کہنا
 نازیبا نہوگا کہ آتش قومی اور خاندانی محبت عقل اور تحمل کا ثمرہ ہے۔
 بجز آپس کے اور یگانگت کے نہ کسی مذہب کا نہ کسی قوم کا وجود
 قائم رہا ہے نہ رہیگا۔ (مرجا مرجا)

زبدۃ الملک کی اس تقریر کو حاضرین انجمن نے مرجا
 مرجا کہہ کر تسلیم کر لیا مگر مدعی اور انکے طرفدار خاموش تھے۔
 حاضرین پیرزادوں کو مدعی کا زبدۃ الملک کی رائے سے اتفاق
 کرنا سخت ناگوار گذرا۔ سید اور یس کو جب کا نام نامی فہرست
 عیال شوری میں درج ہے ضبط نہوسکا۔ انہوں نے پرجوش
 داز سے فرمایا کہ اگر میں بجائے مدعی کے ہوتا تو زبدۃ الملک

قابل ادب ہین مین بھی اپنا کام ان ہی چارون صاحبون کے انصاف کی
چھوڑتا ہوں۔ یہ چارون صاحب مدعی اور مدعا علیہ کے ہم کفو ہین
اسوقت ایک اقرار نامہ لکھوایا گیا اور اس مین یہ بتایا کہ جو فیصلہ بیچ
کر لگی وہ بہین منظور ہے اور اقرار نامہ پر مدعی اور مدعا علیہ ورگوامہون
کے دستخط کروائے گئے اور وہ داخل دفتر سرکاری ہوا۔

ریاست پالین پور کے پیر زادون مین تیس چالیس برس سے
کوئی ایسا فضیلت مآب شخص پیدا نہیں ہوا کہ تمام قوم پر اخلاقی حکومت
کرے اور تمام قوم اُسکے فقیرانہ داب مین ہو۔ زبدۃ الملک
پیر زادون کی اس ناشگفتہ حالت کو بخوبی جانتے تھے زبدۃ الملک
نے اس موقع کو مبارک جانا اور فرمایا کہ۔ اُس منحوس تفرقہ کے
مابہ کا کہ بارہ تیرہ برس سے لینے مدعا علیہ کے رسم ختنہ کی تقریب
مدعی کے رُک جانے کے سبب پیر زادون مین پڑ گیا ہے جس کا
لہ کرنا و رد سے خالی نہیں ہے۔ مین جانتا ہوں کہ حالت جوش
نہ ایسی حرکت کا صادر ہونا جوش اور طبیعت انسانی کے غلبہ کے
ب سے بے گودہ جوش نازیبا اور نالایم متصور کیا گیا ہو مگر اب
یہ جوش ہے نہ اب تنازع کی صورت باقی رہی ہے۔ پس اب
رے پیر کو اپنے بہانے سے ملنے اور آشتی کر لینے سے انکار ہوگا

الگ ہیں۔ سرکار کا مقصد آپ لوگوں کی عزت ظاہری قائم رکھنے کا ہے۔ اب نماز عصر کا وقت آگیا ہے۔ ابھی مسلمان نماز کے لئے چلے جائیں گے۔ اور آپس میں کوئی صلاح کی صورت نظر نہیں آتی۔ مجھے آپ لوگوں کے ساتھ تعلق ہے۔ میں سنا چاہتا ہوں کہ وہ کون سے امور ات ہیں کہ آپنے صلاح سے رخ انور پھیر لئے ہیں میں سب سے پہلے حسین میان صاحب سے دریافت کیا چاہتا ہوں کہ آپنے صلاح نہ کرنے میں کیا مصلحت سوچ رکھی ہو حسین میان صاحب کو یہ سوال شاق گذرا مگر قلعہ کے فتح ہونے سے سب ملک جلد فتح ہو گیا۔ عشا کی نماز کے بعد مد عالیہ کے گھر کھانے کی دعوت قبول کی۔

پیارے گلاب بہائی نے چار شیرینی اور میوہ سے سب حضرات کی تواضع کی اور شکریہ ادا کیا اور انجن عامہ برخواست ہوئی۔ بالاخانہ کے نیچے مختلف اقوام کا ہجوم تھا اور سب فیصلہ سننے کے منتظر تھے۔ جب صلاح ہو جائیگی خبر سنی واہ واہ کا غلغلہ بلند ہوا۔ شب کے دس بجے تک یہ خبر تمام شہر میں مشہور ہو گئی اور سب نے زبدۃ الملک کے اس کام کو مبارک کہا۔ اور تہنیت نامہ کے رقعے لکھے گئے۔

اپنا مال اور اپنا گھر تصدق کر دیتا۔ زبدۃ الملک ہمارے گھر آکر
ہمارا منصب ظاہری قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں مگر بھلوگ
نہایت سخت دل ہو گئے ہیں کہ حق بات سے اتفاق کرنے میں
بھی ہین تامل ہے۔ "زبدۃ الملک نے ملائم آواز سے فرمایا کہ
میں پیر زادوں کا خادم ہوں میں اس وقت اپنا فرض ادا کر رہا ہوں
میں مدت سے چاہتا ہوں کہ آپ لوگوں میں اتحاد اور یکانگت
رہے اور یہی شے ہے جو آپ لوگوں کو اور آپ کے مذہب کو
قائم رکھ سکتی ہے۔" عالیجناب صاحبزادے طالع محمد خان
نے اپنے والد بزرگوار زبدۃ الملک کو اور مجھے مخاطب کیا
اور فرمایا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ جس گھر میں پھوٹ ہے وہ تباہ
ہو جاتا ہے۔ زبدۃ الملک نے مسکرا کر میرے کان میں کہا کہ
میں نے دو بجے سے حقہ نہیں پیا اور اب تک آسمان کے فضا میں
امید کا ستارہ نہیں نظر آتا۔ یہ فرما کر زبدۃ الملک عی صاحب
کی طرف مخاطب ہوئے اور اپنی دلچسپ اسپیچ میں بتایا کہ۔
آپ لوگوں کی وقت میرے دل میں ایسی ہے جیسے کہ میرے
بزرگوں کے دلوں میں تھی۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ ہیتیانی
بھاری۔ اور پیر زادے ان تینوں قوموں کے لئے قانون

۱۹ بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

اور تیمور غرہ ربیع الثانی کو مدہ بحر ذخا رسا کر شام کی طرف متوجہ ہوا اور موضع حماۃ میں پہونچا حماۃ بلاد شام سے ایک مشہور بلدہ ہے اور جو ہاتھ آیا لوٹا مگر غارتگری اور لوگوں کے قتل کر کے برباد اور اہتمام نہیں کیا اور نہ رفتار میں شتابی کی بلکہ آہستہ آہستہ بڑھایا اپنا مکر کرتا تھا اور وہ لوگ اپنے مکر میں سرگرم تھے۔

حکایت

(مؤلف کہتا ہے) جب میں اوائل شہر ربیع الاول ۸۳۹ھ میں بلاد روم کی طرف متوجہ ہوا اور موضع حماۃ میں پہونچا تو اُسکو جامع مسجد نورمی میں جو حماۃ کی جانب مشرق ہے قبلہ کی سمت کی دیوار پر ایک عبارت بزبان فارسی ایک نرم تہرہ دیکھی جسکا ترجمہ یہ ہے۔

سبب اس عبارت کے لکھنے کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے واسطے ممالک کی فتح آسان کر دی حتیٰ کہ ہم نے تمام ممالک عراق و بغداد تک فتح کئے اور سلطان مصر کے قریب جا پہونچے تو اسوقت چند ایچی بہت کچھ ہدایا اور تحفے دیکر سلطان کی خدمت میں بھیجے اور سلطان نے بلا وجہ ہمارے ایچیوں کو قتل کیا۔

عوام کو اس مقدمہ سے اتنی دلچسپی اور مردی اسلئے تھی کہ قدیم سے
ساتھ رہتے ہیں۔ پیری اور مریدی کا تعلق ہے۔ اور آلِ پیغمبرین۔
مگر بھیزانکے طبیعت انسانی پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو
غیرین کے اخلاق نورانی سے محبت ہو اور اخلاق ظلمانی سے نفرت
ہو۔ وہ اپنے نفس کو بھلا سے رہتا ہے مگر اور دن کو جسکے ساتھ اسکو
تعلق نہیں ہو مگر ارم اخلاق کے طریقے پر آتے دیکھتا ہو تو اسے مسرت
ہوتی ہو۔

حسام الدین

تیمور کی خدمت میں حاضر ہوا اور نذرِ فاخرہ پیش کر کے اپنی طرف متوجہ کیا چنانچہ تیمور نے اُسکو امورِ بلاذکی تو لیت دی اور اُسپر عطا و بہرہ دے کیا۔ اور شمس الدین ابن الحداد رئیس کو قاضی مقرر کیا اور امن کی منادی ہر قریب و بید کے لئے کی چنانچہ اُنکو امن فائدہ اُٹانے میں کچھ شک نہ تھا برابر بیع و شرا کرتے رہے۔

پہر امیر شام تیمور کی معیت میں ضعیف ہو کر قتبہ یلیغا پر مر گیا اور نائبِ طرابلس بہاگ کر خواہشمند خلاص ہوا اور طرابلس پر پہونچ گیا اور اپنی ولایت میں مستقر ہو گیا۔

تیمور غصہ سے سبک اُٹا شعلے بڑکنے لگے اور جس پہرہ کے وہ سپرد تھا اُنکو قتل کر کے جلا دیا اور وہ سولہ آدمی تھے۔

مخرواش فیہ دارات و چابوسی کی اور بہاگ کر قارا چلا گیا (قارا بلاذ شام سے ایک مشہور بلدہ ہے) علاؤ الدین تونجا عثمانی صفد کا نائب اور زین الدین عزتہ کا نائب اور اُنکے سوا تیمور کے ساتھ قید میں تھے۔ پہر تیمور وہاں سے باطینان چل کر بلبلک پہونچا تو اہل بلبلک تیمور کی خدمت میں بطلب صلح حاضر ہوئے تیمور نے کچھ التفات نہ کی اور لوٹنے کا بیچگنی کے درندے بھیج دیے۔

ہماری غرض اس رسل و رسائل سے یہ تھی کہ باہم اتحاد اور صداقت
و مودت قائم رہے۔

پہر اسکے تھوڑے عرصہ کے بعد بعض ترکمانوں نے
ہماری طرف کے آدمیوں کو گرفتار کر کے سلطان برقوق
کے پاس بھیج دیا سلطان نے انکو قید کیا اور بہت تنگ گیری کی۔
اب ہم کو ضرور ہوا کہ اپنے علاقہ کے لوگوں کو چہڑانے
کے لئے فوج کشی کریں بدینوجہ بتایا کہ ۲ بیع الاثنی عشرۃ ہم
حمایہ میں فروکش ہوئے۔

فصل

پہر تیمور حمص پہونچا اور وہاں کسی سے تعرض نہ کیا نہ مارا
نہ پیٹا نہ لوٹا نہ ہلاک کیا اور حمص حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ
کی اولاد کو سپرد کیا۔ میں نے فی البدیہہ یہ شعر کہے۔

ترجمہ اشعار مولف

زندگی میں صحبت اچھونکی نہ چھوڑ	قبر ہو مرنے کے بعد اُنکے قرین
تو نے دیکھا حمص اور اُنکے بیس	اُنسے آفاتِ مرگ ورتین
کیونکہ وہ خالد کے زیر سایہ تھے	اتقیا کے قرب میں آفت نہیں

ایک شخص سربراہ اور وہ گونوں سے جسکا نام عمر بن الرواس ہے

اور لڑتے ہیں تو آفت ہی ہر اک پر و جوار اچھل پڑے نگو تو بجائے زمین کا آسمان	دیکھتی ہے آنکھ انکی شکل و سیرت قبل جنگ گر طبع شب بین میں پر آسمان آوی نظر
---	--

انکے شانوں پر موت کی لہا میں اور ڈاب میں بلا کی تلواریں نیز
خون کے پیاسے گویا کہ وہ گھوڑوں کے شانوں سے پھوٹے ہیں
یا جہان اسکے ہن و مہن کھڑے ہیں لینے سید ہے -

بسکو تیر دن نے مزرکش کرو اسکی تلواریں دکھائیں وقت بجکھوجو وین شیطین مقابل کو لڑائی میں بہ	گویا جو آسمان اک لاجوردی ٹوبہ گشتہ دگر ہو تو کو غبار تیرہ رنگ ہیں شہنشاہات کے پیچھے -
---	---

ہیں یہ افواج مثل امواج ٹٹا طم خیر میں و گرا پانی اس ویلا و فحاش
حاصل ہمارے شہر کر تار پیا اور ہر اک کے طور پر یہ مفہوم ہوتا تھا کہ وہ مذاوے
ہاں کہ ہم ہمہ شہر میں کا ایک مرتبہ معلوم ہے یہ غفلت بیابان
جنگ بیرون شہر میں بہت سے ہتھیار ہتھیار ہتھیار ہتھیار ہتھیار
ہو چکے تمام لشکر و ایمن بائیں ہتھیار اور عساکر اسلامیہ اور امر
بیوت و مکانات میں پھیلے ہوئے اور جنود و تیار یہ و شوق کے جانب
غرب فریہ واریا اور خواہ اور انکے دیہات متصلہ میں اترے
اور بعض متناقضین سلطان داخل بلد ہو چکے قلعہ اور شہر
بستیرون اور میکیزین سے مستحکم کر دیا اور دونوں لشکروں -

بعد ازاں تیمور نے فوج کے بحر ذخار اور سیل تیار اور
طوفان شور انگیز کے ساتھ کوچ کیا یہاں تک کہ منجانب قبہ سیاہ
ہیونچا جنود اسلامیہ اور عسا کر مصر یہ مل گئے اس قدر کہ فضا را ر ض
بہر گیا اور عالم روشن ہو گیا۔ تیرون کے لشکر سویدا، قلب خالینین
کے چیرنے والے اور صاعقے تلواروں کے بہ خلقوں کے
سروں پر کھڑکنے والے اور بہالین نیزوں کی آسمان ارواح کی
گرہین صور کی زمین سے کھولنے والی۔

طلب کیا انہوں نے مبارزین کو اور خراب کر دیا خراب کو
اور راستہ کیا میمنہ میسرہ کو اور برابر کر دیا قلب و جناح کو اور بہرہ
کنکریا لے اور صاف چیل میداؤن کو۔ اور لیکر چلے رسا لے
اور پلٹیں اور شتر سواروں کا ایسا لشکر جنگی سانہین مانند ستاروں کے
چمکتی تھیں اور تلواریں ڈاب میں پڑی تھیں۔ ہر سالہ اور پلٹن میں
نیر بہرہ اور بخر بہ کالیوگ سے مصنف کہتا ہے بہین نے
بشعر پڑے۔

ترجمہ اشعار

رہبت سوزی صدر اشق جہاں غصبا	اگوا وہ اک بچہ چنکل بہین سکر وریان
بندرہین کہ جنگی موجو نہیں شیر بہر	بہینت بہینت سیما تو نہیں بہین ترومان

اسکو شتر کرتے تھے۔

ذکر واقعات جنگ و معرکہ ہاے حرب

پہر ایک وقت ان اعجام سے قریب دس ہزار کے میدان جنگ کی طرف ایک دم بڑھے۔ اور ان کے مقابلہ میں عسا کر شاہیہ سے پانسو جوان تختیا قائم ہوئے۔ پہر یزید کمان استبنالی قریب تیز آدمیوں کے اور بھیجے۔

ترجمہ اشعار

شیر خیزانین اور ہرنوئے تھو وقت عطا تھی برسے میں غمام اور چنے میں باد موم صید پر گز نہیں شکاری اور اچھلنے میں لنگ	کہ وہ تھو جب جلیو چلنے لگے تو بحر شمس تھو جس وقت چلے بد تھو جب کیا تھو کوڑکے بنی غدیر انداز بر کمر برق
--	--

مہراک ہاتھ میں ایک نیزہ تھا کہ اسے لہکنے پر مشوقان ناز کرانا کے فذ زمین پر گرتے تھے۔ اور تلوار تھی کہ معشوق اسے گونہ چشم خونریزی سیکتے تھے اور کمان تھی کہ کماندار کی ابرو کی طرح ٹیڑھی لپیڑ تھی اور تیر تھے کہ مژگان تیر انداز کی ٹیک تصویر تھی اور ڈھالیں پہونے میں نرم جس وقت جوان اسکو منہ کے سامنے کر لیتا۔ تو گویا چاند نے آفتاب کو ڈھانک لیا اور سر پر خود سے کہ سپاہ کی تابش رخسار سے بنائی گئی یا پیشانی کی طلعتوں سے تراشی گئی

اپنے دوسرے تیار کئے اور مقابلہ اور مقابلہ کے واسطے تیار ہو گئے اور جانبین سے خندقین کھودی گئیں اور تمام رہائے رو اسناد کی گئی اور آپس میں دونوں فریق کے چھیڑ چھاڑ مچا ایک دوسرے پر غرانا شروع ہوا۔

پھر سلطان نے حکم دیا کہ لشکر بیرون شہر صاف آرا ہوا اور شہر سے روسا، سربراہ اور وہ نکلے ہین اور لڑائی میں کی طرف میل کرتے ہین اور جھگڑتے ہین اور چھوٹے بچے اور آدمی پہاڑوں میں پناہ گزین ہین اور بڑی دلسوزی سے کوئی پناہ باوازی بند کتے ہین۔ یا اللہ یا رحمن مدد کر ہمارے سلطان کی۔ اور تمام خلقت بحالت اضطراب و بے قراری نزول ضرور کاٹے خواستگار اور باہ و زاری فریاد کرتی تھیں کہ اے چار دیواری کے جوانو! اے مسلمانوں کے محافظو! شہر پناہ کی حفاظت کرو ان ایام میں روسا، بلاوے سے قاضی القضاۃ برہان الدین فی مالکی حاکم شام شہید ہوئے اور قاضی القضاۃ شرف الدین عیسیٰ مالکی کا ہاتھ ضرب شمشیر سے بیکا رہ گیا۔ اور لشکر اسلامی کی یہ حالت تھی کہ جسکو دشمن کی طرف سے گرفتار کرتے مار ڈالتے اور جو کچھ سونا چاندی گھوڑے اونٹ وغیرہ لاتے تھے

مختصر نظریں میں لکھجے۔

سلطان حسین شہر و زاد تیمور کا مکرو فریب
پہر تیمور کے بھانجے سلطان حسین نے یہ ظاہر کیا کہ میں تیمور سے
مخالف ہو گیا اور ملک ناصر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حالانکہ
ول میں وہی شرور تھے کہ جیسپر مثل مشہور رہنما ہی ولد الحلال شبیر
یہ جوان شجاع خفیلانہ نامتکبر تھا۔

سلطان ناصر اور اُس کے ہمراہیوں کو اُس کے آنے سے نہایت
خوشی ہوئی اور حسین یہ خیال پیدا ہوا کہ فتح ہوگی۔
سلطان حسین کے سر پر چوٹی تھی اعجام نے اُسکو منڈوا کہ
خلعت سے شرف کیا اور اُسکو اپنی صورت میں ظاہر کیا۔

فصل

پہر تیمور نے ہمیشہ اور کیا کہ ہم میں ضعف آگیا اور پس پاہوے
اور تھوڑا سا چلکر پیچھے بیٹا اور منہ پھیرا اور یہ سب تیمور کا حیلہ اور
اُس کے جال کا پندہ اتھا۔ اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ تیمور کو بغیر ملی
کہ عساکر مصر یہ میں خلاف ہے اور وہ ہانگنا چاہتے ہیں اگر ایسا
ہوا تو ہاتھ سے جاتے رہیں گے اس واسطے یہ مکاری کی اور
ظاہر کیا کہ ہم کوچ کرنے والے ہیں تاکہ اُنکو بہانے سے روکے

جسوقت اُسپرسی کی آنکھ پڑتی ہے حیرت زدہ سی رہ جاتی ہے قریب
 ہے کہ اُسکی روشنی آنکھوں کا نور لجا دے اور لباس پہنے والے کے
 مشابہ ظاہر میں نرم جیسا لباس کا جسم باطن میں اوجیسا سپاہی کا دل
 اور نرا صیل گھوڑوں پر سوار گویا کہ یہ دلنشین ہیں اور نرسوزنی
 سنائیں چکیتی ہوئی شمعیں جنکی روشنی میں وہ عروس جلوہ آراہین۔
 یہ جماعت بلند مقام جنگ میں نمودار ہوئی اور میدان میں جو
 قبہ یلیقا کے عقب میں واقع ہو لڑائی ہوئی۔

فصل

جب ان شیروں نے بہت سے بہڑے اور گتے دیکھے
 ورسجھا کہ وہ بقدر مومنین ہیں بمقابلہ اُخراب کے تب اُنہوں نے بزبان
 ال وہی آتے جو مومنین نے جنگ اُخراب میں پڑھی تھی پڑھی۔
 قالوا ہذا ما وعدنا اللہ ورسولہ آخر فوج شام نے چاروں طرف
 سے دائرہ کر لیا اور نیزہ و شمشیر و تبر سے وہ زخم لگائے کہ جب
 نہ اور محاصرہ کھولا تو کوئی لولا کوئی لنگڑا کوئی زخمی ہوا اس طرح
 بتنامی لوٹا کہ اہل پرنصور اور وہ دل شکستہ اس فصل کو
 عت نے بتلازم عرض لکھا ہے تمام دوائر اور محاور اور زحاف
 رکھا جنکے بیان کی زبان اُردو میں گنجائش نہیں اسلئے چھل معنی

ان لوگوں نے تصدیق کر دیا کہ یہ سیاست کو نہیں جانتے اور
 طرق ریاست کی مہارت نہیں ہے۔

فصل

جب باقی ماند و نکو جانے والوں کی کیفیت معلوم ہوئی اُسے
 بجز اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ ظلمت شب میں آمادہ فرار ہوں جو لوگ
 کسی قوم کے غفلت میں یا سوتے رہ گئے جال میں پھنس گئے اور درک اسفل
 میں اتر گئے۔

دن رات خلعت شہر کی چار دیواری پر سوار رہتی تھی اور
 ہر اک اس امید پر خوش تھا کہ سلطان کی بدولت ہماری کشود کار
 ہوگی۔

ایک شب کو لوگ ایک بلند مکان پر چڑھے دیکھتے کیا ہیں کہ
 سلطان کے خیمہ گاہ میں آگ مشتعل ہے اور کسی کو کچھ خبر نہ تھی بجز
 کہ دنیا شر و فساد سے مملو ہے۔ صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ گھر خالی ہو گئے
 اور قبہ لینبامین کوئی آگ میں پھونک لگانے والا بھی نہیں رہا۔
 اب یہ حالت ہوئی کہ منہ سے آواز نکلتی ہے نہ اعضا میں جس حرکت
 ہے ایک دوسرے پر گرا پڑتا ہے آہستہ آہستہ باتیں کرنے
 ہیں۔ شر و فساد کے شرارے بلند ہیں اور خلعت کمتی ہے۔

کیونکہ سب بھاگنے پرست ہو جائیگے تو پہرہ بھرنیگے۔

لشکر اسلامیہ میں باہم نفاق ہونا

ملک ناصر کے لشکر کا کینل، امیر کبیر باش یک تھا اور ان کی تھوڑی
میں سب بڑے چوٹے تھے اور لشکر اگرچہ تعداد میں کشمیر اور
عسکر دیکھنے میں بے شمار تھا مگر ہر اک امیر تھا اور کوئی چیز انہیں سوا اس
(کہ علامت بیوقوفی کی ہے) چوٹی نہ تھی انہیں اختلاف نہ، اسے
اور خلاف باہمی پیدا ہوا اور ان کی خصلتیں دائرہ اتفاق سے
باہر ہو کر مختلف دائرہ میں آ گئے اور ہر اک دوسرے کو آبرو کا
خواستگار ہو گیا اور یہ آیات رحمانی فوراً ظاہر ہو گئیں کہ اختلاف
مقالات میں اور باہم رضامندی اور غنیظ و غضب کے کیا نتائج ہیں
اور رعایا کے حق میں وہ بھیڑے اور سوسمار بن گئے اور کمزوروں پر
پلنگ بیسکے ہوئے اور درندے چھوڑ دے۔ اور اس باہمی
اختلاف میں بڑے چوٹے من اولہم اے آخر ہم سب شریک تھے۔

ترجمہ شعر

بکریاں اگر وزیر و دہلویں بائیں گھوڑا | تب کہا میں نے کہ یارب کمر سلطانی

انہیں سے سردار اپنے اعوان و انصار کو چوڑ کر قاہرہ
چلے گئے (قاہرہ مصر جدید کا نام ہے) اور تیمور کے اس کہنے کو

لیکن سلطان کو کوئی ضرر نہ پہونچا کیونکہ وہ ابر کی طرح اوپر ہے اوپر اڑ گیا اور میدان جنگ سے مثل سانپ کے شک گیا تھا اور وادی تیم کی جانب چلا گیا (تیم اک جنگل کا نام ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہر اسی واسطے وادی کہتے ہیں کیونکہ وادی کے معنے میل بار کے ہیں۔

اب تیمور کے شیاطین زمین میں پھیل گئے اور زمین کو بالاعراضاً بہر دیا مختلف لوگ اطراف بلا و اور اُس کے مضافات اور قریوں اور لواحی میں پہونچ گئے اور وہ یہ کرتے تھے کہ ہر رستہ سے نذر تے تھے مشارق و مغارب زمین میں بآمرک اللہ فیہ آپہر یہ لوگ مدینہ کی طرف بڑھے مدینہ سے مراد قاہرہ ہی) اور یہ سامان جنگ رسد سے مملو تھا پر دے چھوٹے ہوئے دروازے بند شہر والوں نے ان شیاطین تیموری کو نہ قلعہ سو نہ پانہ باریاب ہونے دیا۔ بدین امید شاید کہ شجاعت اور قسمت بلند سے کوئی خوشبو آئے یا اللہ تعالیٰ بعد اس تنگی کے کشائش کا منہ دکھلائے۔ دو روز سپراڑے رہے دو روز کے بعد جب انکی امید یاس سے بدل ہو گئی اور ہلاکی کا گمان ہو گیا اور سلطان کی آمد و رفت کی وہ گت ہوئی کہ شاعر کہتا ہے۔

کہ سلطان بہاگ گیا یہ منکر اور کمری ٹوٹ گئی اور یقین ہو گیا کہ
آلی غم و ہم بڑ گئے اس باب نجات منقطع اور انواع و اقسام کے
عذاب کا سامنا میدان حیل مثل سینوں کے تنگ کاروبار محبوط۔

فصل

پہر تمور نے پروردگار کا شکر ادا کیا اور اپنے خیمہ کاہ سے
کوچ کیا اور قبۃ یلیغا پہونچ کر اقامت کی اور یہ فکر ہو کر سو گیا اور
میرے شعر کا مضمون منادی کو سکھایا کہ منادی کہرائی۔

ترجمہ شعر مولف

شکر خدا کہ جس نے یہ آرزو دکھائی	اپس پاہو مخالف امید دل برائی
---------------------------------	------------------------------

اور حکم دیا کہ چاروں طرف خندق کھودی جائے۔ اور پیدل
اور سواروں کو حکم دیا کہ ہر طرف میں پہل جائیں اور مفورین کو گرفتار
کر کے حضور میں لائیں۔

جس وقت کوئی کسی مفور کو پیش کرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ ہاتھوں کو سامنے
ڈال دیا جائے اب ہاتھ اُسکو اس طرح ملتے اور مارتے ہیں جیسے
وز قیامت زکوٰۃ نہ دینے والوں کو موسیٰ کند لینگے اور سینگوں سے
ارین گے۔

فصل

دواسے پرقان

عوام الناس کو قمرہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان میں مبتلا ہو کر سخت
پرہیزی معالجوں سے عاجز ہو جاتے ہیں اسلئے بنظر آسانی رفقاء
احقر کے دو خانہ یونانی محلہ بلیہ رام چند ولال بیکنسٹہ ہاشمی
سمت دم صفائی اندرون بلدہ مکان نمبر ۱۲ - عرصہ دراز سے تیار
ہوئی عرسات پوری ادویہ قیمت عہدہ حالی تہی ہین بوقت اخذ و
اترکیب اسکی کہد سجا بیگی طرفیہ ہر کہ پرہیز بالکل نہیں جو چاہو استعمال
کرو صد نامریض شفا پا چکے ۔

نزوحضائب عمره

خضاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تیار کیا گیا ہے جسکے لگانے سے سفیدی بالوں بالکل جاوے گی اور رنگ بالوں نکاسیاد ہی رہتا ہے بہور این نہیں ہوتا یا
منظور مولیجائین اور آزمائین قیمت بالکل کم ہے فی نزد ہر وقت اخ
خضاب ترکیب تہلائی جاوے گی۔

الحکیم فتح چند صدر محاسب جاگیرات عالیجناب اجد را جان اجد
کشن پشاد و بهادر و وزیر افواج سرکار عالی

حاصل ترجمہ

دیکھ کر پرتی پراسونکی امیدیں ہوئیں | بدلیان کلا کے صورت میں

سلطان کے جانیکے بعد اعیان مملکت کا نکلنا

اور تیمور سے امن چاہنا

جب اعیان مملکت کو اُنکے خیالی امور نے دھوکا دیا اور
سمجھ گئے کہ ہلاکی کا وقت آگیا شہر کے روساء اور بڑے آدمی اس
سربراہ اور وہ لوگ جمع ہوئے جنکی تفصیل یہ ہے -

قاضی القضاۃ محی الدین محمود بن الغز الحنفی -

قاضی القضاۃ شہاب الدین بن محی الدین محمود -

قاضی القضاۃ تقی الدین ابراہیم بن مفلح حنبلی -

قاضی القضاۃ شمس الدین بن محمد حنبلی نابلسی (نابلس ایک بلدہ ہے)

قاضی ناصر الدین محمد بن ابی الطیب محکمہ راز کے میرنشی -

قاضی شہاب الدین احمد بن الشہید وزیر - اور منصب وزارت کو
اسوقت فی الجملہ بقا کرتا -

قاضی شہاب الدین جیاتی شافعی (جیت مضافات نابلس سے) -

قاضی شہاب الدین ابراہیم بن قوشہ حنفی -

اور قاضی شافعی علاء الدین ابی البقا سلطان کے ہمراہ مقرر ہوا -

مولوی محمد حبیب احمد

نوش

ایہ رسالہ ہر مہینے کی تہی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع
ہوگا کل حقوق بحق ہیرالال صاحب نشاٹ محفوظ ہیں اسکا منفعہ عام
ہمارا ہے بہادر نے نشاٹ صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور
نشاٹ صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

(۱) امرائے عظام سے۔۔۔۔۔

(۲) پبلک سے۔۔۔۔۔

(۳) باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول اک۔۔۔

۱۔ جو صاحب سب اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے
انکو ایک اشرفی پیش کیا جائیگی۔

۲۔ ناپستہ مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلاع مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام

پراسے ہیرالال صاحب نشاٹ محبوب پریس علاقہ قما جہا در

مشیکار و وزیر افواج آصفی پوٹھنی

چاہئے



تم سلاطین و پادشاہان ہندوستان
مہر پرست ہو کر ان کی پاس ہزار

فہرست مضامین و بد بے آصفی نمبر ۱، جلد ۵،

نمبر	نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ وید۔	عالیجناب راجہ ہرپاشکار و وزیر افواج آصفی
۲	۵	بقیہ تاریخ تہموری۔	جناب لوی محمد حبیب الرحمن صاحب بتدل

بقیہ وید

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدبہ آصفی نمبر ۱۲، جلد ۳،
 پریشا سکتا میں سب سے زیادہ قابل غور امر یہ ہے کہ گو پریشا
 کو مخلوق فانی ٹالک اعلیٰ قرار دیا ہے۔ لیکن اسکی قربانی بھی کچا پتی
 ہی۔ اسکی نسبت ڈاکٹر میور کی رائے ہے کہ [یہ یجن غالباً اسوقت
 تصنیف کیا گیا تھا جب قربانی کرنے کی کارروائی اعلیٰ ترقی پر تھی
 اور اُس نے مین سمجھا جاتا تھا کہ اس قربانی سے بڑا بچل حاصل ہوتا
 ہو اور بڑا جس اس میں ہے۔ اس رسم متبرک کی اجزای مختلف کے
 انواع و اقسام کے قول شاج اور انکی نسبت تاویلات متعدد ہیں [اتم کلامہ۔
 اتھرو وید کے بعض مہجونی میں خدا سے برحق کو اسکیہا کے نام سے نامزد کیا ہے
 اسکیہا کے معنی امداد کے ہیں۔ کون مادہ جس سے مدد ہوئے جیسے
 کہ جسے سے چیت کو مدد ملتی، پاش سے چمپر کو۔ الخ۔ پس اسکیہا کے معنی ظاہر

کل قوانین قدرت کے اصول پر غور و تعمق سے شئی علمائنگاہ نظر
ڈالتے تھے اور اصل اصول سب کا انہوں نے اپنی تجلیات فہمی
کو قرار دیا تھا جسکے ذریعے سے وہ قانون قدرت کو اسباب
نہانی کو سمجھ لیتے تھے اور اُنکے رموز کو پہچان لیتے تھے۔

لوان درباغنت بہ سجان رسید

نہ در کنبہ سچون سجان رسید

یہ صحیح۔ مگر ان رشیوں نے کنبہ سچون سجان کی ماہیت کے
دریافت کرنے میں جان لڑا دی تھی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ کل
قوانین قدرت بالکل قوانین کو مثل ذات جناب باری وہ
مانتے تھے جو صنایع برحق اور قادر مطلق ہے۔ لم یلد ولم یولد
قہار و جبار و رحم الراحمین۔ کل اجزائے ذات پروردگار کا
ملک مختلف نام ہوئے ہیں۔ مثلاً وسو کر یا۔ پرچاچی۔ پیرشو
یعنے اسکیہا۔ کو ظاہر کئی نام بادی النظر میں معلوم ہوتے ہیں
لیکن اصل میں علمائے علم مقدس وید ان سب کو ایک
پروردگار سمجھتے تھے۔ وہ اصل فرع اور یہ سب جزو۔
اس وید کے شارح نے تین حصص پر تمام کائنات
کو تقسیم کیا ہے۔ کرہ ارض۔ کائنات ابجو

یہ معلوم ہوتے ہیں کہ تمام دنیا کی کل چیزوں کا مدد دینے والا پشتیبان خواہ وہ مذہبی ہوں خواہ طبیعی خواہ مادی وغیرہ وغیرہ۔ ان سب کو اگر دیوار قرار دیں تو یہ اُن سب کا پشتیبان قرار دیا جائے۔ اس سے ہمارے ناظرین پر روشن ہو گا کہ اہل آریا کے دل میں جناب باری اور اُس کے صفات لا تقد کا کیسا اعلیٰ و جبر کا خیال ہے اور جو چھوٹی چھوٹی باتیں اور عجیب و غریب رتی واقعات اللہ کی صنعت کاملہ کا نقش انسان کے دلون پر منقوش ہو رہے ہیں اُن کا اثر آریہ لوگوں پر زیادہ پڑتا ہے اور جو امور وہ اسطر حکم دیکھتے اور مشاہدہ کرتے تھے اُسے بڑے بڑے نتائج پیدا کرتے تھے۔ وید مقدس کے بھجنوں سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے آبا و اجداد قدرت کے لاکھوں جلوے کی ماہیت سے اپنے خلاق کو پہچان لیتے تھے۔

وید کے علماء رشیوں نے کل قوانین قدرت کے اصول کو ایسا حاوی کر لیا تھا کہ وہ اصول محوی ہو گئے تھے اور ارباب حجت یعنی علمائے علم منطق خوب جانتے ہیں کہ محوی اسے تاوی سے صغیر ہوتا ہے اور حاوی کبیر۔
 آ کہ قالو یہ تعصم مرا عاتما الذہن عن الخطا فی الفکر۔

بقیہ ترجمہ تاسع تیموری

اور قاضی قضاۃ مالکی برہان الدین شاذلی (شاذلہ مغرب کا ایک قریہ ہے صوبہ اسکندریہ سے) یہ قاضی برہان الدین لکھی شہید کئے گئے جیسا اوپر بیان کیا گیا۔
یہ سب موجودین مذکورہ باتفاق رائے دینے سے نکلے اور تیمور سے امن طلب کی۔

فصل

جب سلطان نے اپنے مرکب عساکر کا لنگر اٹھایا بحر عساکر تیموریہ میں قاضی القضاۃ ولی الدین بن خلدون جا پڑا۔
یہ اعیان سلطانی سے سربراہ اور وہ تھا اور سلطان کے ساتھ آیا تھا۔

جب سلطان بھاگا اور قوت کا ہاتھ شانہ سے اتر گیا یہ غافل تھا کہ یکایک جال میں پھنسیا۔ مدرسہ عادلہ کو آ رہا (مدرسہ عادلہ شاہ کی طرف منسوب ہے) کہ اعیان سلطان اسکی طرف بڑھے اور ہم اس واقعہ غیب کی تدبیر میں متفق الفکر ہو گئے اور اپنے اختیارات سب نے اسکو دیدئے اب ابن خلدون سے اسکے سوا کچھ بن نہ پڑا کہ اُنکے ساتھ ہو۔

اور آسمان - باقی آئندہ
 کشن پر شاد و صفی عنہ

بعض بوجہ عفت و ست کش رہے بعضے باتوئیں مشغول ہو گئے
بعضوں نے ہاتھ بڑھایا اور کہا شروع کیا نہ کہانے سے بزدلی
کی نہ انکار کیا۔

تیمور نے کہانے کا حکم دیا اور باوازل بند یہ شعر پڑھا۔
ترجمہ شعر

کہاؤ گرزندہ رہے تو کہنا اپنی اہل کم	اور مگر تیر ہو پنے سامنے اللہ کے
-------------------------------------	----------------------------------

قاضی ولی الدین بھی کہانے والوں میں تھے۔ اس تمام
واقعہ کو تیمور کن انکیون سے دیکھتا تھا اور تیمور گربچیم چوری سے
آنکھ ڈالتا تھا اور ابن خلدون بھی گوشہ چشم تیمور کی طرف اٹھاتا
اور جب تیمور دیکھتا تو سر جھکا لیتا اور جب وقت تیمور منہ پھیرتا
پہر دیکھتا۔

پہر ابن خلدون نے باوازل بند کہا اے مولینا امیر شکر خدا
کہ میں سلاطین وقت کی حضوری سے شرف اندوز ہوا اور میں
تاریخی آب حیات سے وہ وقائع جو ہولے بھرے ہونے سے
مثل اموات ہو گئے تھے زندہ کئے ملوک عرب سے فلان فلان
بادشاہوں کو دیکھا اور ایسے ایسے جلیل القدر سلاطین کی حد
میں حاضر ہوا اور مشرق سے مغرب تک کی سیر کی اور ہر جگہ کے

ابن خلدون مالکی المذہب مناربتہ کی ہشکل احمق الروایۃ تھا۔
 ابن خلدون نے ایک ہلکا سا عامہ زیب سر کیا اور
 نادر ہتھیار میں ایک باران کوٹ بٹو دار جس کے کنارے اور
 شب کی تیرگی سے مشابہ تھی پہنا۔ ان اعیان نے اسکو آگے
 کیا اور سب رضامند ہو گئے کہ جو کچھ بڑا بھلا کہے یاچہ
 کرے ہم کو منظور ہے۔

جب یہ لوگ تیمور کے سامنے گئے ویر تاک خاموش لڑنا
 و ترسان کھڑے رہے۔ تو ٹوڑے عرصہ کے بعد پیشینہ کا حکم دیا
 کہ دل ٹھہر جائے پھر تیمور بخندہ پیشانی ہستا ہوا آخر نیزا پیش
 کو نظر غائر سے دیکھتا تھا اور اُس کے اقوال و افعال کے ختم کو عقل کی
 سلامتی سے جانچتا تھا۔ جب تیمور نے ابن خلدون کی وضع الک
 دیکھی کہا یہ شخص یہاں کا نہیں ہے یہ سنکر ابن خلدون کو گفتگو کی
 جرأت ہوئی اور زبان کہو لی۔ ہم بہت قریب ابن خلدون نے
 جو کہا بتلا میں گئے۔

اب بسا طسخن اٹھا دیا اور دسترخوان طعام بچھا بہت بہت
 اُبلے ہوئے گوشت کے مچے اور ہر شخص کے سامنے جو جس
 چیز کے لائق تھا رکھا۔

گرفتار کیا اور تیمور کے سامنے لائے اس وقت قاضی صدر الدین کے سپر عمامہ ایک بُرج کا بیج تھا اور آستینیں مثل خر جیون کے لٹکتی تھیں یہ حضرت بلا اجازت امیر صفوف کو چیرتے ہوئے سب سے اوپر بیٹھ گئے یہ دیکھتے ہی تیمور ہسک گیا اور مجلس میں شعلے اٹھنے لگے اور گلے کی رگین پھول گئیں بہت کچھ چیخا چلایا اور اردلی کو حکم دیا کہ ہاں یہ کہنا تھا کہ کتے کی طرح کینچا اور کپڑوں کے ٹکڑے اڑا دئے اور گالی گلوچ لات گھونسنے سے خبر لی پھر تیمور نے حکم دیا کہ سخت قید میں رکھا جائے اور تشدد کیا جائے اب اس طرح نکالا گیا کہ ہاں سوا اللہ کے کوئی اُسکا بچانے والا نہیں ہے۔

پھر تیمور اپنے جور و ظلم کی طرف متوجہ ہوا اور ان اعیان موجودین کو خلعت فاخرہ کے مشرف کیا اور بڑی عزت سے اپنے پاس رکھا پھر انکو بہت آرام اور آسائش سے ابشرح صدر رخصت کیا مگر دل میں وہی شرور و فسادات تھے کہ جس پر تیمور مجبور تھا اور یہ لوگ حیران تھے۔

ترجمہ شعر مصنف

ایک یہ میزبان جسکو رکھا تھا اٹھا	بعد چندی وہی ہدیہ پر کھلایا موت کو
----------------------------------	------------------------------------

امرا اور اُنکے نائبوں سے ملا جلا مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میرے زمانہ زلیست کو دور کیا اور مجھ کو آج تک زندہ رکھا یہاں تک کہ میں نے اُس بادشاہ کو دیکھا کہ فی الحقیقتہ بادشاہ ہے اور طریقہ سلطنت کا چلانے والا۔ اے بادشاہ اگر سلاطین کا کہنا اس غرض سے کیا یا جاتا ہے کہ ہلاکی اور تلف سے بچاے تو امیر کا کہنا بھی اسی لئے اور نیز بغرض حصول شرف کیا گیا۔ تیموریہ شکر لکھنے لگا اور خوشی سے ہنس پڑا اور سب گروہ میں سے اُسی کی طرف متوجہ ہو گیا اور باتیں کرنے لگا۔ اور شاہان عرب کی خبریں اور وقائع سلطنت اور آثار پوچھنے شروع کئے ابن خلدون نے ایسے واقعات بیان کئے کہ تیمور کی عقل فراموش ہو گئی حالانکہ تیمور سیر ملوک اور اہم گزشتہ کی واقفیت میں امام تھا اور فن تاریخ میں شہرہ سے مغرب تک کے حالات کا عالم تھا۔

فصل

ایک روز یہ سب دربار تیموری میں حاضر تھے کہ یکایک قاضی صدر الدین مناولی قید ہو کر سامنے آیا۔
یہ سلطان کے ساتھ بہاگ گیا تھا دستہ فوج جو مفورین کی تلاش میں پہرتا تھا اُسے اُسکو بمقام میسلون رہ ایک قریہ ہی

وہ لوگ کے جو نہایت ظالم اور بے رحم بد خلقی کی گود کے پہلے
ہوئے اور ظالم تیوری کے پستان سے دودھ پئے ہوئے تھے
پھر تیور نے اس کی منادی کرادی اور اطمینان دلایا کہ کوئی کسی
ظلم و تعدی نہ کرے۔

بعض جنمائی سپاہیوں نے یہ حکم سنکر بھی دست نظام و راز کیا
اور لوٹنے کو ہاتھ بڑھایا تیور کو جسوقت اطلاع ہوئی فوراً حکم دیا
کہ مشہور موقع پر انکو سولی دیجائے۔

چنانچہ حریہ یا فون کے محلہ میں بزازو کے سرے پر ان لوگوں کو
سولی دی گئی خلقت اس فعل سے خوش ہو گئی اور تیور کی طرف
سے امیر عدل و خیر ہوئی اور چوڑا دروازہ شہر کا کھول دیا اور
اہل شہر نے شروع کیا کہ شہر کے چاروں طرف بڑوں پر امر و نہی کو پہنچنے
تاوان قائم کرنے کے چنانچہ محلہ محلہ پر تقسیم کیا اور ہر قریب و غریب
کو ہزار پلند کہا کہ خونہا لینے کا موقع ہے فریاد رسی کرو سداور
دار فہیب کو رج ایک مکان مشہور تابلہ دین (اس تاوان
کے جمع کرنے کو انتخاب کیا۔ اب لوگوں کو اس جال میں پھانسنے
لگے اور بعض بعض پر سلاطین ہو گئے۔ اور ضعفانے اقویا کو شکار کرنا
شروع کیا یعنی شہر کے ہر کتوں کو شکار کرنے لگے۔

اور تیمور نے اُنکو اور اُنکے متعلقین کو بدین شرط امن دی کہ
سلطانی مال و اسباب اور امرا کے اثاثہ البیت اور گورنری
گڈے گاٹے پٹیل غلام خادم سب ہیچروان اراکین نے
سب الحکم ظاہر و باطن جو کچھ ملا ہیجدا یا۔

اور قلعہ مستند تھا کہ حصار کیا چاہے اور اُسکا نائبانے دارتھا
اُسنے قلعہ کو نہایت مضبوط کیا اور کابل سامان سے استوار
بنایا اور اُسکا منتظر تھا کہ امداد سلطانی آئے یا حجت ربانی سے
کشود کار ہو۔

تیمور اول ولہین نہا و ہر متوجہ ہوا نہ اس بارہین کوئی شہر
کیا بالکل غیر یلقت رہا بلکہ مال و اسباب لد و اتار ہا جب یہ سب
مال و متاع داخل خزانہ ہو گیا تو اُسکے بعد شہر کا نفیس نفس
اسباب انہین اعیان کی امداد سے خالصہ کرنا شروع کیا اور
اُسکے لئے اک دفتر قائم کیا اور لکھنے والے جو مفصل قلم بند
کرتے تھے اور محاسب اور تخمین کرنے والے تخمین کرتے تھے
اور تیمور نے یہ تمام کام اللہ داد کے سپرد کیا جو ارکین
دولت سے معتمد علیہ تہا یہ شخص سیف الدین کا جسکا ذکر اوپر
ابتداء سے کتاب میں گزرا ہے ایذا فی بہائی ہے اور اسکی ہمراہ

حلال سمجھا وہ کافر ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ فعل حرام باعانت اہل شام تھا اگر وہ اسکو حلال سمجھتے تھے تو کافر تھے اور اگر حلال نہیں جانتے تھے تو عاصی باغی اشتر الناس تھے اور یہ حاضرین سب ہم مذہب ہیں بچپان کے تب اُن لوگوں نے بہت سے جواب دیے کسی نے رو کیا کسی نے پسند کیا آخر الامنا صر الدین منشی راز نے جواب دیا اور کیا اچھا اور مفید جواب دیا۔

اللہ ہمارے سردار امیر کی عمر دراز کرے میرا نسب حضرت عیسیٰ اور حضرت عثمان سے متصل ہے اور میرے جد اعلیٰ اپنے زمانے کے سربراہ اور وہ لوگوں سے تھے اور اہل حق اور میدان صدق و راستی کے ولیرہلوان اور ہمیشہ اُنکے افعال اس پر مبنی تھے کہ ہر شے اپنے موقع پر ہونی چاہیے زمانہ شہادت سید الشہداء میں یہ موجود تھے آپ کے سر مبارک کو اُٹھایا اور صاف کیا اور وہو یا ایہ رخو شبو لگائی اور بڑی عظمت سے بوسہ دیا اور دفن کیا اور اسکو اپنے افضل اعمال سے گنتے تھے اسی واسطے اسے امیر اُعلیٰ کنیت ابی الطیب مشہور ہوئی۔ اور بہر تقدیر اسے امیر وہ امت تھی جو گذر گئی اور غموم کے بادل تھے

اب یہ زمانہ ہے کہ فضل خریف مثل حبش لوٹی اور فصل شستا
 عسا کر تیموری کی طرح عالم پر شوق آتش بڑھاتی ہوئی ٹوٹ پڑی۔
 تیمور قصر ابلق میں آیا وہاں سے امیر تخاص کے مکان میں مقیم ہوا
 اور قصر ابلق کے گرانے کا حکم دیا کہ گرایا جائے اور جلا دیا جائے۔
 پھر تیمور کھڑکی سے محبت جماعت کثیر شہر میں داخل ہوا اور
 جامع مسجد بنی امیہ میں نماز جمعہ پڑھی۔ مذہب حنفیہ کے امام شوافع
 پر مقدم کیا اور قاضی القضاۃ محی الدین محمود نے خطبہ پڑھا۔
 پھر ایسے واقعات پیش آئے کہ جنگی تشریح طوالت بغیر نہیں ہو سکتی۔
 اور عبد الجبار لغمان خوارزمی مغربی اور علماء شام میں خصوصاً
 قاضی القضاۃ تقی الدین ابراہیم بن مفلح حبلی سے طرح طرح
 کے مناظرے اور مباحثے اور مناقشے اور رد و بدل ہوئے
 اور عبد الجبار گویا ترجمان تیموری تھا ان سب امور ات اور مناقشات
 میں بزبان تیموری گفتگو کرتا تھا۔

ان مناظرات سے ایک حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور جو کچھ واقعات اُنہیں پیش آئے۔
 اور امور بیزید کس قدر زیادتی سے معمور تھے اور حضرت امام حسین
 علیہ السلام کا قتل ہونا سراسر یہ ظلم اور فسق تھا بلاشبہ اور جس نے

کی اور کہا درجہ علم کا درجہ نسب سے افضل ہے اور مرتبہ علم کا
 عند اللہ اور عند الناس اعلیٰ ہے۔ رذیل فاضل مقدم سمجھا جاتا ہو
 شریف جاہل سے اور گنہگار متوجہ الے اللہ اولیٰ ہے امامت
 کے لئے سرور شریف سے اور اسکی دلیل واضح یہ ہو کہ صحابہ نے
 اجماع کیا امامت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر باوجود حضرت علی
 کرم اللہ وجہہ کے اور اجماع کیا کہ علم صحابہ میں حضرت ابو بکر ہیں اور
 ثابت قدم اور اقامہ میں فی الاسلام اور اس اجماع کی صحت پر نیز
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجت قویٰ ہے وہ یہ کہ لا یموت
 امتی علیٰ اختلاف فی عینہ میری امت گمراہی کیجی جمع نہیں کی
 یہ کہ قاضی شمس الدین نے کیڑے نکالنے شروع کئے اور
 گنڈیان کو لین مگر کان اوپر لگے ہوئے تھے کہ تیمور کیا جواب
 دیتا ہے پھر اپنی جان کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے روح روان
 تو عاقبت ہے اور ساغر موت لاریب ایک روز پیا ہے پھر اسکا
 آج کچھ ایام بعد پینا برابر ہے اور شہید ہو کر مرنا افضل عبادت
 ہے۔ اور اچھا قول اس شخص کے حق میں کہ موت کا قائل ہے
 وہ قول حق ہے کہ مقابلہ ظالم بادشاہ کے کہا جائے تیمور نے
 پوچھا کہ یہ مہل کیا کرتا ہے۔ قاضی عبد الجبار نے عرض کیا کہ یا مولیٰ

جو کھل گئے اور جو تہا گز گیا قتنے تھے بچا یا ہکوا اللہ نے جب بچا
اور ہماری تلواروں کو اُن خونوں سے پاک رکھا اس وقت
ہمارا اعتقاد وہ ہے جو اہل سنت و جماعت کا جب تیمور —
یہ سنا کما عجب ہے کہ ابی الطیب کینت اسی وجہ سے ہوئی
ناصر الدین محمد نے کہا بیشک اسکی شہادت ہر قریب و بعید
مل سکتی ہے۔ میں محمد بن عمر محمد بن ابی القاسم بن عبد المہدی
ابن محمد بن ابی الطیب العمری العثماني ہوں۔

تیمور نے کہا یہ عذر قابل قبول ہے اے اچھے خاندان
کے اگر یہ نہوتا کہ بظاہر معذور رہوں تجھ کو اپنی گردن اور مونڈھوں
پر بٹھاتا لیکن یہ عنقریب تو دیکھے گا کہ میں تیری اور تیرے ساتھیوں کی
کس قدر تعظیم و تکریم کرتا ہوں پھر تیمور نے انکو رخصت کیا اور نہایت
تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔

اُن سوالات سے ایک یہ تھا کہ کنایہ و سوال کیا کہ جبکا انجام
قتل و عذاب ہی۔ تیمور نے پوچھا کہ اعلیٰ رتبہ ذی نسب کا ہی یا ذلیل کام سبھوں نے
سمجھ لیا کہ اس سوال سے کیا مطلب ہی مگر جواب سے سکوت کیا
اور مہراک نے جان لیا کہ وقت آگیا۔

قاضی شمس الدین نابلسی حنبلی نے جواب میں مباہارت

三

خضاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تیار کیا گیا ہے جس کے لگانے سے سفیدی باؤں بالکل جاوے گی اور رنگ بالوں کما سیاہ ہی رہتا ہے بہور اپن مین ہوتا جنکو منظور لیجائیں اور آزمانین قیمت بالکل کم ہے۔ فی زود ۴۴ ر بوقت اخذ خضاب ترکیب بتلائی جاوے گی۔

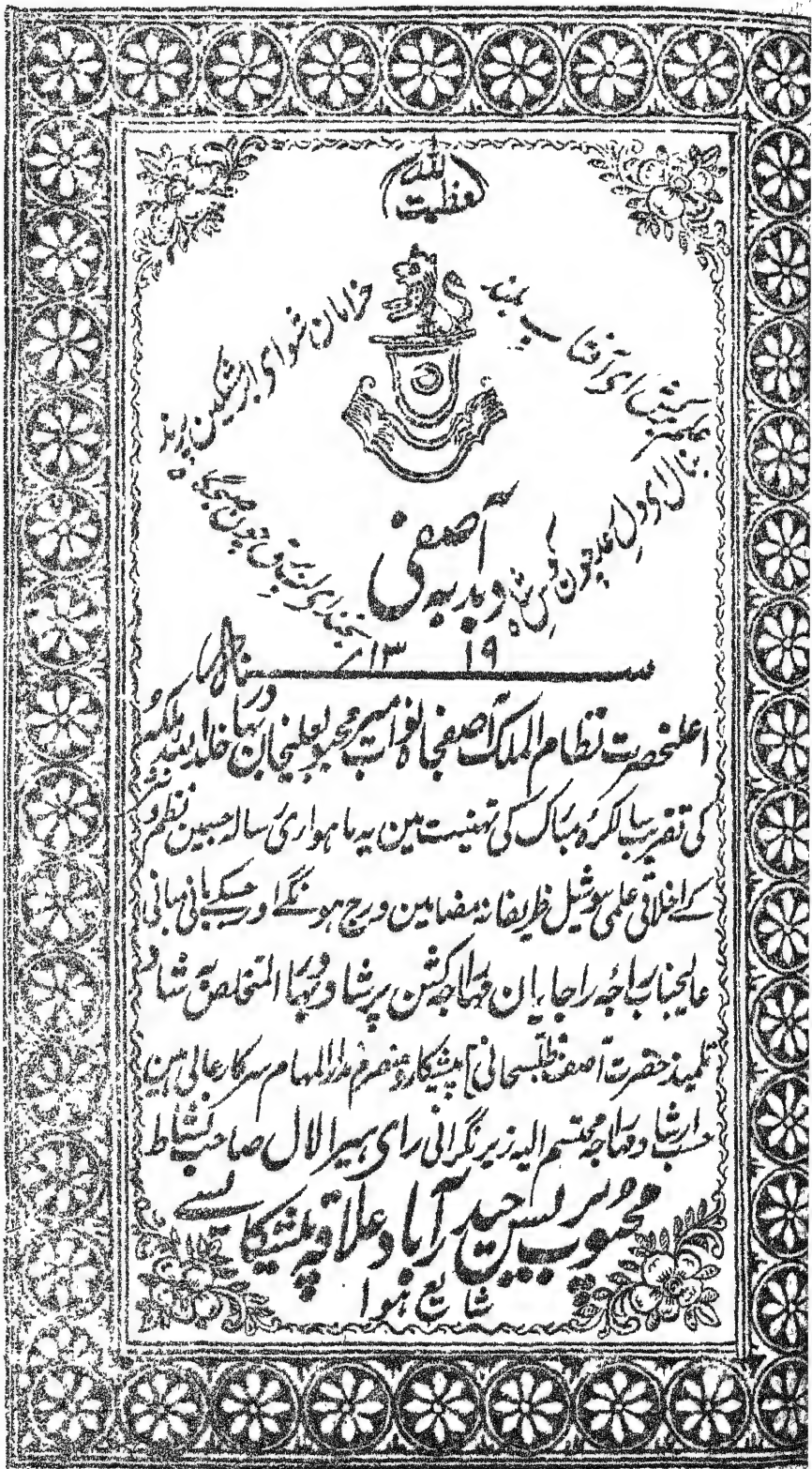
حق

حکیم فتح چند صد محاسب گبرت عالیجناب جبراجایان راجپن شاد و
وزیر افواج سرکا عالی

امیر ہمارے لشکر کے فرقہ بنی اسرائیل کی طرح متفرق ہیں انہیں
 کہ جنہوں نے نئی نئی باتیں اختراع کیں اور اپنے مذہب کے
 کردے اور دین کو متفرق کر دیا اور ہو گئے وہ فرقے فرس
 یہ امر ضرور سچ ہے کہ مجالس امیر کی مباحث نقل کئے جاتے ہیں ا
 مباحث کے نتائج شریفہ دل لگتے ہوئے ہیں تو نقل نہا
 بہر جب میں نے یہ بات کہی اور کسی ایسے شخص نے سنا جو سنی
 یا خصوصاً وہ شخص جو مدعی تو لائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 یا بسبب رخص لینے انکا حضرت ابو بکر صدیق رافضی ہے اور ا
 جی میں میرا اعتقاد متعین ہو گیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ میرا بچا نے و
 اس وقت کوئی نہیں تو ایسا شخص ضرور مجھ کو قتل کر گیا علی رؤس الاشما
 اور مجھ کو دن دباڑے مار ڈالے گا اس واسطے یہ چاہا کہ خود ہی کیو
 نہ تیار ہو جائے اور احکام قضا کو شہادت پر ختم کر دے تمہارا
 یہ سنکر کہا کہ یہ شخص کس قدر گویا اور جبری اور بے شرم ہے پھر حنفیہ
 کی طرف دیکھا اور حکم دیا کہ پھر ہمارے محل میں نہ گئے پاسے۔

فصل

قاضی عبد المجتہد تیمور کا امام تھا اور ہمیشہ تیمور کے سامنے دربار
 خوریزی اہل اسلام گفتگو کرتا تھا۔ یہ شخص عالم فاضل فقیہ کامل تھا



نوش

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا کل
حقوق بحق بہر الاال صاحب نشاٹ محفوظ ہیں اسکا منافع عالمین
ہمارا جہ بہادر نے نشاٹ صاحب کو بطریق عطافرمایا اور
نشاٹ صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۲۔ پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۳۔ باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ڈاک ۔ ۔ ۔

۴۔ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائیں

انکو ایک اشرفی پیش کی جائیگی۔

۵۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلاع رضائین اور قیمت درخواست خریداری بنام

راہی بہر الاال صاحب نشاٹ محبوب علی علیہ السلام

پشکار و وزیر افواج آصفی بہ پٹنہ

جائے



نظم سلامت پروین ہزار برس
ہر برس کے ہونے چاس ہزار

فہرست مضامین و بدیہ آصفی نمبر ۲، جلد ۵:

کمر	نمبر	مضامین	نام منصف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ وید -	عالمینا بیبا راجہ بیبا پیشکا و نصیر علی اللہام
۲	۵	بقیہ ترجمہ تافنخ تیموری	جناب لوی محمد حبیب الرحمن صاحب بیبا

لکھنؤ

سلسلہ کے لئے دیکھئے وید پراشنی نمبر ۱، جلد ۵،
اس ویباچہ کے مصنف والا بتا رہے اس امر کے ثبوت میں
کہ وید مقدس کے اہل اصول خاصہ پر بھادوئی اُوناستی پر
جسکو گویا وید کی بسم اللہ سمجھا جا رہے ہیں۔ ایکو پر بھادوئی
اُوناستی کے معنی یہ ہیں کہ برہما ایک ہے دوئی اُوناستی
یعنی دوسرا۔

مطلب یہ ہے کہ واحد ہے اگر کوئی اسکے خلاف کہے اور
وہذا قرار دے تو وہ مشرک اور زندیق ہے اسکے مزید اثبات
کے لئے مصنف موصوف نے دو طریقے اختیار کئے ہیں۔
۱۔ تو وہ تمام کائنات کو دو قسموں پر تقسیم کرتے ہیں یعنی زمین
نات ابجو اور دیا پرستیزان سب کا ایک نام کہا ہے اور پھر

انکے اہم بھی علیحدہ علیحدہ موزون کے گئے ہیں اور انکی تعریف میں
رجا میں بھی مختلف ہیں۔ سو ریالینے کہ شمس کل مخلوقات کی روح ہے
اب ہم ناظرین کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ وید کے رشیوں کے
خیالات وغیرہ اور قدرت واجب الوجود کی نسبت کیا تھے یہ
پہلے اور سب سے ضروری خیالات یہ ہیں کہ انسان کو پوجا پاٹ
کرنی چاہیے اور اپنے پریشیر سے دعا مانگنی چاہیے۔

تو کتنی ہر انکس کہ در سبج تاب
و عاکے کد من کتم مستجاب

اب ہر الہ ہر شے ہر شے سے ہم سے زیادہ ہے اور اسکو قمارح و سوا
اندر رہے۔ اسکی عظمت کا نظریہ اول قرار دیا ہی اس زمانے میں بھی
نہ کہ رہا ہے۔ اسکی عظمت کا آئینہ نصف النہار پر ہے نماز اور
دعا کا دار۔ سوائے اسکی اور کچھ سمجھتے ہیں اور وہ مذہبی آدمی نہیں سمجھا جاتا
ہو۔ اسکی عبادت ہے ہم خدا کی پرستش کیون کرتے ہیں اسلئے
کہ ہم مانگتے ہیں اور یہ حاجت برابر ہم دعا کیون مانگتے ہیں اسلئے
کہ اس سے ہمارا خدا ہم پر رحم کرتا ہے اور ہماری دعا قبول کرتا ہے
اور اسکو فرما جاہت و پذیرائی دیتا ہے جس سے انجام ہوتا ہے
اور آئی مشکلات ہم تیرے دل سے شکر یہ ادا کرتے ہیں کہ ہم نے مانگی مراد پائی

جیاتی کو ان سب کالب لباب قرار دیا ہے۔ لفظ روم ویا کالب لباب ہوا اور ان سب اقسام کا خلاصہ اور ست جواں متعلق ہیں یعنی جسطح روم اور ویا ہر تیز لازم ملزوم ہیں اسبط جاتی کے لفظ میں کرہ باد کا انتہائی مقام اور کائنات الجوا کرہ ارض شامل ہیں۔

دوسرا ڈھڑا جو انہوں نے اس ڈھڑے کے بعد اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ کرہ شمس کو وہ تمام عالم کی روح سمجھتے ہیں اور یہی پوڑ کہ تمام دنیا اگر قالب ہے تو نظام شمسی روح ہے اور کل باقی دیوتا اسی کے جزو ہیں اور کلام ربانی ہنود کے مندرجہ ذیل فقرے کو اپنے مقولے کی دلیل کی بنیاد گردانتا ہے۔

نہین دیوتاؤں کے مین محل استقامت ہیں یعنی کرہ ارض۔ کائنات الجوا و آسمان۔ اسکے نام مختلف نام یہ ہیں اگنی۔ کرہ آتش۔ والیو یعنی کرہ باد۔ سور یا یعنی کرہ شمس۔ دریوی و پھر تیز ہیں اور مع شمول پر جاتی کے اوم ہوا۔ کل دیوتاؤں اور قادر مطلق اور برہما۔ اسکے بعد اور جو ہیں وہ مختلف کروں میں رہتے ہیں اور انہیں کے جزو ہیں۔ یہ کل ہیں وہ جزو۔ یہ اصول وہ فروع۔ جو انکی خاصیتیں مختلف ہیں لہذا ان خاصیتوں کے مطا

بقیہ ترجمہ تارکح میموری

بحث میں طاق محقق اصول دان مجاہد لہ کرنے والا باریک بین
اسکا باپ لغمان سمرقند میں اپنے زمانہ کا جزئیات فقہ میں بڑا
ماہر تھا اسی لئے اُسکو لغمان ثانی کہتے تھے۔ (کیونکہ امام ابو حنیفہؒ
کا نام بھی لغمان تھا وہ لغمان اول تھے یہ لغمان ثانی) یہ دیت باری
کا بیوم قیامت قائل نہ تھا اللہ تعالیٰ نے دنیا ہی میں اُسکی آنکھیں
لے لیں۔ علماء ماوراء النہر اُس زمانہ کے اکثر فروع فقہیہ اوسل
شرعیہ میں شاگرد تھے کیونکہ اہل سنتہ اور معتزلیوں میں باعتبار فروع
کے کچھ فرق بنیں البتہ چند اصول میں معتزلی گمراہ ہو گئے ہیں۔

فصل

استخلاص اموال میں شامیوں میں کا مہر ظالم جفا کا سخت دل
صدورہ رسان کا فر نعمت جیسے صدقہ بن حاربی (حارب ایک
موضع ہے مضافات شام میں) اور ابن محدث اور عبد الملک
بن تکریتی دنگریت ایک قلعہ مشہور ہے) اور ان جیسے اس
زمانہ کے ظالم اور اہل وقت اکابر و اعیان شہر کے ساتھ
بنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے شامل ہو گئے اور وہ ان کے ذی عزت
رہنے والے کی سطر ح تحلف اور اک لحظہ بہر تاخیر اہل و فتر
اور محاسبین اور معتدین ضوابط اور نشیان خزمینہ

اور اسنے ہماری زارنالی سن لئے جو ہمارا محسن ہے اُسکا شکر یہ وشکر کہو
 کرنا ہمارا فرض اور ہماری سعادت ہے کہ اُسنے ہمارے عین برکت و میہان
 خواہشیں اور دعائیں اور منتوں کے دو طریقے ہیں بعض دعا یہ مانگتے ہیں
 کہ ہی پریشیز نکال جوتی سرورپ تو دنیائی لذتوں کے ورر غر شاہوار
 سے ہمارے جیب و امن کو مالا مال کر دے اور ہمارا کاسہ گدائی و دعا
 شرف قبول سے بہرہ ور دے

یارب تو چنان کن کہ پریشان نشوم	محتاج برادران و خوبشان نشوم
بے بہت مخلوق مرا روزی دہ	تا از در تو بہر ویرایشان نشوم

اور بعض لوگ دنیاوی لذات و ہوا و ہوس سے قطع نظر کر کے یہ دعا
 مانگتے ہیں کہ یا باری تعالیٰ تو ایسا کر کہ اس دنیا سے وون کے پھندے
 اور طمع اور لالچ سے اجتناب کریں

بنیا طلبا چہ گویت رنجورے	جھٹی طلبا چہ گویت مزدورے
مولیٰ طلبا کہ یاد مولیٰ داری	در بہرہ و جہان مظفر و منصورے

گر در خانہ کس است یک حرف بس است

شاد و عفی عنہ

جو قلعہ سے بلند ہوتا کہ دہدہ میاں کو سمار کرین۔

بقیہ حکم تیموری تختے اور لکڑیاں جمع کیں اور انہیں تھپڑ اور مٹی ڈال کر
خوب کوٹا اور چبوت شام اور غروب میں دہدہ بنایا۔

پھر تیموری لوگ اُسپر چڑھے اور ضرب و طعن سے پھٹیر پٹاڑ
شروع کی۔

امیر تیمور نے اپنے امرا و کبار سے جہانِ شہاء کو قلعہ کی افسر
تفویض کی اُسے ہندو بست کیا اور متجنیق لگا گئے اور آتے ہی
سہارے نیچے کو دکر لگائے۔ قلعہ میں ایک جامعہ متا میں
کی مٹی اُنہیں افسر شہاب الدین زرد کاش و شیشی اور
شہاب الدین احمد زرد کاش جلی ان دو لون سے
لشکر تیموری پر ہلانا زل کی جب یہ لوگ پلٹ کر اپنے سردار میں آئے

ہیں تو لشکر تیموری پر آتش زدگی اور توپیں اور ہندو قوتوں سے
وہ آفت بپا کرتے ہیں کہ بہت لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔ لیکن جب
بجا لشکر تیمور نے مثل سیل عرم کے قلعہ کو گھیر لیا اور حیران ساز دھمکی
بدلیوں نے تیرون کا منہ برمایا اور حرب و طعن کی بجلی کھٹکے لگے
اور قلعہ پر عذاب اوپر نیچے دائیں بائیں سے آئے لگاتار آئیں
قلعہ کے ہاتھ تھک گئے لاچار امن طلب کی اور بلا انتظار ہمت

کر سکتے تھے۔ انہیں خواجہ مسعود منانی اور مولیاء و تاج الدین سلطانی
یہ سب دار و ذہب میں تھے اور اللہ وادواخل باب ابن مشکور
کے گہرین اُترا۔

اب یہ نوبت ہو گئی کہ جس کسی کو کسی سے کچھ بغض و حسد کینہ و دشمنی
تھی وہ ان ظالموں سخت مزاج سنگد لون سے اپنے بھائیوں کی
منجبری کرتا یہ محافلین و وزج کی طرح جیسا کہ شاعر نے بیان کیا ہے
بلادر یافت دلیل و حجت و شہادت مستعد ہو جاتے۔

ترجمہ

ہو کوئی بھائی یا اُسے مدد کو آفتین	تو مستفیض سے تصدیق کے نہیں اہان
------------------------------------	---------------------------------

بلکہ ذرا سے اشارہ اور ادنیٰ تحریک سے یہ ظالم اس کے غم و غم جو
عذاب کے ایسے اوپچے اوپچے محل بناتے ہیں کہ پہاڑوں سے
باتین کرین اور باغچہ بستانی پر فلک عذاب سے سزا کا وہ منہ برساتے ہیں
کہ جینگے ساتھ تکالیف کے رعد کڑکتے ہیں اور ہلاکی کی بجلیاں
چمکتی ہیں۔

فصل

پھر تیمور اسی مدت میں قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور سامان مہیا کر کے
وہ کم دیا اُسکے سامنے ایک دمدہ بنایا جاوے

اور مرنے والے مر گئے اور بھاگنے والے بھاگ گئے اور
تو تینا اور عمر برابر قید رہے۔

جب تیمور شام میں آیا اور تیمیون کے اموال پر ظلم و تعدی
حکم جاری کئے متولیان بلاد نے جو جسکی سمجھ میں آیا وہ کرنا شروع
کیا بعضوں نے مکالوں کو استوار کیا بعضوں نے کہیں گاہا
آراستگی کی ایک گروہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا ایک جماعت بھاگنے
مستعد ہو گئی کسی نے مسالت کی اور وہیں ٹھہرے رہے اور
ہدایا تیمور کے پاس بھیجے اور تیمور سے صلح کی اور علاء الدین پر
فکر میں رہا کہ تو تینا اور عمر کو چھڑائے اور جس طرح ہو سکے
بلدہ کو بچائے۔

علاء الدین دوا دارمی نہایت ہوشیار آدمی تھا اور عقلمار
مذاق اُسکی طبیعت میں تھا اسنے اپنی عقل مصیب سے مشورہ لیا
اور جواب طلب کیا تب عقل نے کہا کہ تیمور سے مالی مدارات
اور بھاگنے اور چھپنے کا خیال چھوڑ دے اور واقعی سیج بات
کھی کہ مدارات آبرو کا پردہ ہے۔

علاء الدین بہت مالدار تھا اسنے کہا کہ میں نے زرہ زر و دنیا
اور سفید سفید و راہم اسی واسطے جمع کئے کہ تیرگی بخت میں کام آوے

قلعہ سے اتر آئے اور یہ تمام واقعات اخیر ربیع الثانی سے رجب تک
ہو گئے۔

قلعہ سے کچھ حصہ و حرکت بخوتی تھی البتہ بعد محاصرہ ۳۴۳ھ و نکلے
یہ محاربہ ہوا۔

اور ارباب قلعہ نے اس مدت میں اہل صنایع اور کاریگروں کو
جمع کر کے ایک قبائیشم اور سونے کے تاروں سے بنکر تیار کرائی
جسمین سلائی نہ تھی اور بڑی نادر چیز تھی اور باب صغیر کے مقابلہ میں
زوجات بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر دو قبے برابر بنائے اور حبشی غلاموں کی
ایک جماعت تیار کر کے پیش کی۔

بعض عقلا کا بخوف جان اور بغیر حفظ مال اشیاء نفیس کا شکننا
وضع صفدر میں وہیں کا ایک تاجر تھا تجار میں سربر آوردہ علاء الدین
مہم او سکود وادار کہتے تھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلطان نے کسی
درست کی جلد دین اسکو حاجب محلات بنایا تھا حاجب نائب حلب کو
پہلے گئے اور قاعدہ یہ تھا کہ نائب کی غیر موجودگی میں حاجب انچارج
بہوتا تھا تو بعد جانے تو بغا عثمانی کے علاء الدین حاجب
ارج ہوئے۔

طوفان میں جتنے نائب گئے تھے غرق ہو گئے عثمانی ابن الطحان

اُس کو روکا جائے اور سزا دی جائے اور مشہر کیا جائے اور
 علاء الدین کا یہ رتبہ ہو گیا کہ جو تیمور سے طلب کرتا تو تیمور زیادہ
 بھیجتا اور جب تیمو طلب سے زیادہ بھیجتا تو علاء الدین نہایت خوش
 ہوتا چنانچہ تیمور نے علاء الدین کے لئے پیاز کے گٹھے بھیجے کیونکہ
 شام میں نہیں ہے چہ جائے صفد میں تین گٹھے پیازوں کے
 تھے سب بھیج دئے یہ خدا کا فضل تھا کہ تیمور کو علاء الدین سے
 محبت ہو گئی اور اُسکی علیحدگی گوارہ نہ تھی اور تیمور نے مضمونِ ایشیا
 ذیل علاء الدین سے کہا -

ترجمہ اشعار

وقت کو تو نے بچا یا کس طرح	بچ رہا تو مال و دیکر اسے ایشیا
تجہ سے ہوتے شام میں گر اور بھی	دیکھتے ہرگز نہ وہ پھر وہ شہر

لشکر تیمور کے لوگ بلدہ میں جا کر بیچ و شرا کرتے باہم شہرِ ایشیا
 معاملہ دوستی کا بنا رہا یہاں تک کہ تیمور نے و شوق سے کوچ کیا -
 جب شام سے ابظلم تیموری ہٹ گیا اور سیر کی رسی میدانِ سفر
 میں دراز ہو گئی علاء الدین واداری نے عقب میں اس شیر
 معضوب کے ایک قاصد کو موہے تحائف بے بہا و ہدایا سے عمدہ
 روانہ کیا اور ایک گزارش لکھی کہ جسکے فقرے جربستہ معانی چیدہ الفاظ

یہ خیال کر کے تیمور سے حاضری کے لئے اجازت طلب کی اور یہ ارادہ کیا کہ اول ملاقات میں کچھ گاہنٹین نذر کیجئے اس امر کا ایسا خوبصورت علاج شروع کیا جیسا کوئی طبیب حاذق کسی مریض کا مبادیہ کی مصالحت میں اور توک نگنا دشوار ہو گیا شعر کہنے سے پہلے ریشل ہے ایک شاعر کے باپ نے شعر کہنے سے منع کیا تو وہ شاعر اس غم میں بیمار ہو گیا اور مرنے کے قریب ہو گیا تو باپ کو رحم آیا اور شعر کہنے کی اجازت دی اور کہا کہ جو تیرے جی میں آئے کہہ متب اس شاعر نے باپ سے کہا کہ اب توک کا نگنا مانع ہو گیا شعر کہنے سے تیمور کے پاس مختلف اجناس کے بڑے بڑے چوڑے ہدیے بھیجے اور اس حالت شروع کی اور حکم کا خواہشمند رہا پہرہ میں پہلے دئے چند ہدایا بیچے تیمور اسکی اس کارروائی سے نہایت خوش ہوا اور بہت کچھ رتبہ اور منزلت عطا کی اور فرمان اسن لکھا کہ بیچ دیا اور لکھا کہ علاء الدین اور اس کے شہر والوں نے جسے عہدگی سے مدارات کی چاہئے کہ انکے دل سے خون نکلجائے اور انکے چھوٹے بڑے مطمئن ہو جائیں اور مانوس ہو جائیں اور انکی دہشت جاتی رہے بانی طور کہ وہ بیع و شراکتیں اور معاملات میں عساکر سے مصالحت رکھیں اور اگر کوئی ہمارے لشکر سے دست درازی کرے اگرچہ وہ بہائی ہو یا ہمارے دلا دے ہو

ہمائی نہ خدا کے یہاں ضائع ہوتی ہے نہ انسانوں میں تیمور کا
دل اس عرضداشت پر نرم ہو گیا اگرچہ لوہے سے زیادہ
سخت تھا اور سختی جو اسکے مزاج میں تھی کم ہو گئی۔

تیمور نے دونوں کو بلایا اور خلعت سے مشرف کیا اور بہت
احسان کیا اور کہا کہ تمہارے حق میں علماء الدین نے سفارش کی
پہر تیمور نے عثمانی کو دو گھوڑے اور عمر بن طمان کو ایک گھوڑا
سرفراز کیا پہر ایک دستہ فوج کا ساتھ کیا تو ہر اک اپنے موقع پر
ہو چکا عثمانی صفد میں آگیا اور عمر طمان غزوہ میں گیا۔

فصل

پہر جب تیمور کے جی میں آیا کہ قلعہ لینا چاہئے تو پلٹا اور قلعہ
میں سے نفیس مال طرح طرح کے عذاب اور تکالیف سے
نکالا۔

بیان اُس خط کا جو سفارت بستیق تیمور کے پاس

بعد بہاگ چانیکے سلطان چیمپا

سلطان جب بہاگ کو ایک خط تیمور کو لکھا جو باعث افروختگی طبع
ہوا اسکا مضمون یہ تھا۔

اے تیمور یہ گمان نہ کر کہ ہم تجھے گہرا گئے اور بہاگ گئے

نصیح خضوع اور تضرع اور عاجزی سے بولتے ہوئے اور مضامین
 دنگداز کہ سنتے سے رونگٹا کھڑا ہو جائے اور لوہا اور پتھر گیل
 اور ششک مزاج طبیعتوں میں اس طرح اثر کرے کہ پانی لکڑی میں اور
 دربارہ عثمانی اور ابن طحان محنت کا خواستکار ہوا اور عرض
 کیا کہ اب انکی پیشانی کے بال کہ علامت غلامی ہے ازادی کی
 مقرض سے کاٹ دے جائیں اور اُسے درگزر کیجئے اس
 شکر میں کہ وہ قید ہو گئے اور وہ اس رتبہ کے نہیں ہیں کہ قید میں
 رکھے جائیں کیونکہ تمام بادشاہ متنا کرتے ہیں کہ ہم بچوں کی طرح آغوش
 تیموری میں آجائیں آئندہ رائے عالی اعلیٰ ہے اور پابندی اُن
 قواں کی کہ پیش نظر میں اولیٰ ہے۔

تیمور شیب مضمین خضر داشت پرین اولہ الے آخرہ مطلع ہوا اور
 ہایا اور تحفیات کا ملاحظہ کیا اور سابق ہدایات و عطیات اور اپنے
 برتاؤ پر غور کی اور ہمیشہ بہلائی کا اثر ہوتا ہے اور بہلائی کا ابتدا کرنیوالا
 آبرو ہوتا ہے اور برائی سدا خطا ہے اور بادی بانظم انظم ہو۔

ترجمہ شعر مصنف

بید کر بہلائی کی جس اگر ہے تو	اکٹکانکر برائی سے گر تو برائین
جو شخص بہلائی کرتا ہے کبھی اُسکے صلہ سے محروم نہیں ہوتا اور	

ان مضامین لا طائل کے عوض اور ان مطالب ہندیانی کے بدلے
 کہ جاوکان سننا نہیں چاہتے استمالت آمیز فقرے کہ شل پانی
 کے آتش غضب تیموری کو بجھائے لگتا اور کچھ تحائف وہ دیا بھیج کر
 نادمانہ اور معتدیانہ اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کرتا تو بہتر ہوتا اور
 ممکن تھا کہ آتش غضب تیموری فرو ہوتی اور غصے کے شعلوں پر
 پانی پڑ جاتا۔

چنانچہ سلطان نے بعد جلاوینے و شوق اور اُجاڑنے بصرہ کے
 ہدایا اور خادوم اور شرکاء وغیرہ وغیرہ تحفیات بھیجے کہ جب تدارک
 غیر ممکن یہیہ شعر قول کا مضمون تھا۔

ترجمہ شعر

انچہ دانا کند کند نادان	ایک بعد از ہزار رسوائی
-------------------------	------------------------

اور جیسا کسی شاعر کا مصرعہ ہو۔

ترجمہ مصرعہ

راضی ہوے وہ حمل چیب کام ہو گیا

فصل

بیسق تکوفظ و یکسر سلطان نے بھیجا تھا وہ کہتا ہے کہ جب
 بن تیمور کے سامنے گیا اور مضمون سفارت ادا کیا خط سلطانی

بلکہ ہمارے کسی قدر غلام سرکش اور غیر منقاد ہو گئے اور یہ سمجھا کہ جربانی
 ہوا اُسے مثل تمبور کے عروج پایا اور یہ خیال نہ کیا کہ جب پڑے ہونے کو
 سیڑھی لگائی گرا اور اُنکی غرض یہ تھی کہ تیری طرح فساد کریں بلاؤ کو تباہ
 اور بندگان خدا کو برباد کریں اور یہ نہیں سمجھتے کہ کانٹوں میں گھسے گا
 کام ہے۔

اور یاد رہے کہ جب مرد آدمی کو کوئی دو بیاریاں ایک وقت میں
 ہوں تو وہ مرض شدید کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور رہنے دیکھا کہ
 تو دونوں میں اہوں ہے اور حقیر ہے لہذا اپنے اپنے عزم کی
 باگ تہ سے بے ادب کی گوشمالی سے پیروی اور سر دست تیرے
 انتظام کی طرف توجہ نہ کی۔ یاد رہے کہ ہم عنقریب تجہیر وہ حملہ کرینگے
 کہ بھیکا ہوا شیر اور تیرے اور تیرے لشکر کے دل کے ٹنگٹوں پر
 اپنے پیاسی نیزے اُتارینگے اور گھاس کی طرح تھکواٹ ڈالینگے
 اور ہنس کی طرح روندینگے اور جنگ کی چکی تھکواٹا بنا کر رستوں پر
 پھینک دیگی اور مہر خلاصی کی راہیں تنگ ہو جائیں گی اور ایک دوسرے سے
 چاؤ کی مدد مانگے گا۔

سلطان نے اس خط میں ایسے بیوہ مطالب اور خرافات
 ضامین لکھے کہ تمبور کے زخم دل پر نمک ہو کر لگے۔ اگر سلطان

کہ برابر ہو گیا مکانات مسارجحات خراب مین نے تیمور سے
آکر عرض کیا کہ دیکھا ۔

پھر تیمور نے کہا کہ تیرا بیٹھنے والا اس قابل نہیں کہ جو اسے
لکھا جائے زبانی کہدینا کہ مین آیا میرے شیر تیرے دم مین
اپنے ناخن گاڑینگے تو مستعد ہو رہ لڑنے کو یا ہبا گئے کو اور
اپنی ہمت اور طاقت کے موافق خواہ لڑے کو یا ہبا گئے کو
سامان کرے ۔ پھر حکم دیا کہ اسکو نکال دو مین نے مصر کی طرف
پہر کے نہیں دیکھا اور وہاں سے گیند کی طرح روڑ کا۔

فصل

تیمور کی زنبیل طمع نفیس مالون سے معمور اور آستین نفیس
چیزون سے بہرپور ہو گئی یہ عرب کا دستور ہے کہ عمدہ چیز کو
مثل سونے چاندی کے آستین مین رکھتے ہیں اور وہاں کی
مالی آؤٹینیون کے ہاکھونے سبب وہ تھوڑا تھوڑا کر کے نکال لیا
یہاں تک کہ صافی سے صاف کر لیا یعنی کچھ نہ چھوڑا ۔

اب تیمور نے امراء کبار کی تہذیب کا حکم دیا ۔ اُنکو پانی اور
نمک اور راکھ اور چونا پلایا جاتا تھا اور آگ سے چُر کے
دئے جاتے تھے اب جو کچھ چپا چپا یا اُنکے پاس تھا اسط

دیا اور وہ پڑھا گیا تمہور نے مجھ سے کہا کہ سچ بتا میرا نام کیا۔
 میں نے کہا بمسابق تو تمہور نے کہا کہ اس لفظ کے جس نام وا
 عیب لگتا ہے کیا معنی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا
 تب تمہور نے کہا جو احمق اپنے نام کے معنی نہیں جانتا وہ دنیا
 کے لائق کیسے ہو سکتا ہے۔

اگر عادت سلاطین اور معمول بدلوں یہ امر نہوتا کہ ایچی کے ساتھ
 بدعنوانی نہ کی جائے اور یہ ایسا قاعدہ مقرر ہے کہ آج تک اسی پر
 عمل درآمد تمام سلاطین کا ہے اور میں بھی شاہان گزشتہ کے
 قانون مقررہ سے عدول نہیں کر سکتا تو میں تیرے ساتھ وہ کرتے
 کہ بھیجنے والے کے فعل کی پاداش ہو اور تجھے اُس جگہ پہنچاتا
 جہاں کا تو اہل ہے۔

اب تیرے ساتھ کچھ نہیں اسکا بہگتیاں اُسپر ہے جس نے تجھے بھیجا
 اور اُسپر بھی نہیں کیونکہ اُسکے علم اور عقل کا منتہا یہیں تک تھا۔ اُسکے
 اس فعل سے تصدیق شاعر کے مقولہ کی ہو گئی۔

ترجمہ شعر

پتھر اور سو پتھر پہلے بنا پتھر	دیتا ہوں رسل کی دانش کا پتھر
پتھر نے مجھ کو حکم دیا کہ اپنے قلعہ کو دیکھو۔ میں جا کر کہا دیکھتا ہوں	

شرفا ذلیل ہو گئے بلا عام ہو گئی عقلمیں گم ہوش پیران رنج و غم کا ہجوم
بجڑا یہ ایک قیامت کا نمونہ تھا اس وقت نے علامات قیامت کو
ظاہر کر دیا اور یہ لوٹ مار قریب تین دن کے رہی۔

فوج تیموری کا شہر کے نام و نشان مٹانیکو آگ لگانا

پہر جب تیمور کی فوج نے فساد و بیہودگی انتہا کو پہنچا دی اور
رُکے تب انہوں نے فساد کے جج سے فراغت پا کر جیسے حجاج بور
جج ناخن بناتے ہیں اور ضروری امور کرتے ہیں فسق و جدال اور
فحش شروع کیا اور طواف کعبہ کے بدلے امور منکر کے گرد پھرنے لگے
اور سخی بن الصفا والمروة کے عرص منہیات شریعہ میں سمی شریعت
کی اور رومی جہرات کی جگہ گرومنین آگ و لون میں چنگاریاں پھینکے
اور جیسے حجاج قربانی کرتے ہیں اور طواف افاغصہ کو آستے
ہیں انہوں نے ان مسلمانوں کا جو محصور تھے خون بہایا اور جیسے
بوقت طواف بعض اشواط میں رمل کرتے ہیں (شو ط کعبہ کے
گرد ایک مرتبہ پھرنے کو کہتے ہیں اور طواف میں سات مرتبہ
گرد پھرتے ہیں رمل سینہ کو نکال کر پھیرنا) انہوں نے
آتش زدگی کے دو راون میں سینہ نکال کر مستعدی ظاہر کی اور

لکا لاجیے کو لو مین ڈاکر زیت کا تیل نکالتے ہیں پھر لشکر کو لوٹ کا
حکم عام دیا اور نیز حکم دیا کہ غلام بائین آبروریزی کریں قتل معاف
آگ لگائیں جسکو چاہیں قید کریں۔

حکم سنتے ہی لشکر یتوری کے فاسق و فاجر پل پڑے اور
ستاروں کی طرح ٹوٹ پڑے آبروریزی اور قید اور لوٹ
شرع کی اور اسطرح مسلمانوں اور اہل ذمہ پر حملہ کیا جیسے بھیڑتے
بہکے ہوئے دُلبلی بکریوں پر آپڑتے ہیں اور وہ کام کئے کہ لائق
نہ تھے اور جنگے بیان سے قلم شرمسار ہوتا ہے۔ پردہ نشینوں کو
قید کیا اور پردہ درمی کی۔ اور آفتابہائے عصمت کو محلات
کے آسمانوں سے نیچے اتارا اور حُسن و جمال کے چاندون کو آسمان
نُچ و دلال سے نیچے ڈالا اور جھوٹے بڑوں کو طرح طرح غذا
یا خلقت پر یوم حساب کا نقشہ قائم ہوا۔ اور خلقت میں سے اہل منزلت
راگ سے ہلا جلا کر سونا۔ اور طرح طرح کے تعجب انگیز غذا تو
نفسیاریں شیار لین۔ بچے کو مان سے اور روح کو جسم سے جدا
اور وہ پلاسٹک والی اسپینج کو بھول گئی خطابے خطا سزائیں
سرت کا نقشہ ہو گیا آدمی اپنے مان باپ بھائی جو رو بچوں سے
گئے لگا اور ہر اک اپنی مصیبت میں دوسرے سے بے پروا ہو گیا

چنانچہ انہوں نے بہت کچھ راستوں میں ڈال دیا اور بہت سے مندرجہ
 پر چھوڑ دیا اور جگہ جگہ پھاڑ کی گھاٹیوں میں پھینک دیتے تھے
 مال زیادہ باربر واری کم اب منگل اور میدان اور پھاڑ
 طرح طرح کی اشیاء اور کپڑوں سے ایسے بازاروں کے
 مشابہ تھے کہ جنکو دیکھ کر ہوش جاے عقل گم ہو گیا کہ زمین
 نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دئے اور کانوں سے
 اپنے پوشیدہ زرو جو اب ظاہر کر دئے تھے بہرہ منے

ذرا کما۔

اور جو سارے

بہار شرارت سوزی کبر ہو تھے
 انکیف وہی وہ نہایت کبر کہ ہم آس کے سے بیا سے بیا
 عادت فساد ہماری دل کی سے جب کہ سے بیا سے بیا
 اور اُس کے دین سے کسب کیا ہے سے بیا سے بیا سے بیا
 لوٹا اور جو سارے سے تھا اُس سے منہ پھر لیا اور سے سے سے
 آرائش گسامان لا دیا اور پھر پھینک دیا اگر دشمن کا نصیر ہاں سے
 نہی گو نہ لیا جاتا کہ لیا گیا اور اُس کے ذخیروں کے کلیجے سے
 ہزار چند زیادہ اس سے کاٹا جاتا کہ اب کاٹا گیا تو کچھ کمی نہ آئی

ان لوگوں نے شہر میں آگ کے شعلے بھڑکا دیے۔

تیموری لشکر میں کسی قدر خراسان کے رافضی تھے انہوں نے
 بنی ایسہ کی جامع مسجد میں آگ لگا دی اور آگ کے شعلے بلند ہوئے
 اور بھڑکانے چلنا شروع کیا دونوں نے ملکر نام و نشان تک
 مٹا دیا اور یہ دونوں کا اتفاق برابر ایک دن ایک رات رہا
 اس میں جس قدر اموال نفوس تھے سب جل گئے اور لوح وجود
 شہر پر جو کندھروں کی چند سطرین تھیں زبان آتش نے سٹا دیں
 اب یہ حالت ہو گئی کہ نہ آواز نہ پیر چال اور یہ جب کیا کہ سب
 مال و اسباب وہاں سے نکال لیا اور بار بار کر دیا۔

ان مصائب کا بلا و شام سے جانا اور
 آفتوں کی گستاخانہ بلا سے دور ہونا
 اور گناہوں کی گھڑیاں سروں پر لیکر
 تیمور کا پلٹنا

پھر اس فتنہ خیز نے وہاں سے کوچ کیا اور بار بار ان بلا ہاں صیبت
 برآمد ہونے سے شہر میں وہاں سے سرکا اور لشکر نے نفیس
 مال اس کثرت سے ساتھ لیا کہ اسکا لیجانا ان کے بوتے سے باہر تھا
 اور ان کے بار برداری کی رستیاں ان کے سینہ مانے سے عاجز تھیں

اُسپر آگیا فوج تیموری نے گرد و اطراف کو ہر دیا و ہیبت تیموری نے
تمام گرد و نواح کو گمیر لیا۔

جو لوگ فرقہ قضا سے تیر قضا کے نشانہ ہوئے
اور جو سربراہ اور وہ و مشق قید کے بنگل میں پڑے
شام کے مشہور اور سربراہ اور وہ لوگوں سے قاضی قضاۃ
محی الدین بن العز الحنفی کو بعد طرح طرح کے عذاب کے
یعنے داغ دے پانی اور نمک پلایا چونے اور آگ میں پھنسا
اور اُنکے صاحبزادہ قاضی القضاۃ شہاب الدین ابوالعباس
کو گرفتار کیا یہ دونوں تبریز میں ایک عرصہ تک سخت تکلیف
اور خوف میں رہے پھر شام کو لوٹے اور اُنکے امر کا انتظام
شروع کیا۔

قاضی القضاۃ شمس الدین نابلسی حبلی اور قاضی القضاۃ
صدر الدین مناوی شافعی ہنر ناب سے لبوار می کشتی
غرف سائل رحمۃ الہی پر جا پہنچے۔

اور شہاب الدین احمد شہید شیخ وزیر متا سنے اپنے
متعلقین کو دور و دراز موقعہ پر ہیجا یا تا اور خود بیک بینی و دو گوش
و مشق میں مقیم تا جب تیموری لوگوں نے اُسکو تکلیف دینی چاہی تو

اور بحر و خار و دولت میں نقصان ہوتا لیکن آگ وہ بلا میرے دربان
تھی کہ انتہا نہیں کیونکہ آگ نے داخل بلا جو تھا اس کو چلا دیا کوئی
فریاد رس اور مددگار نہ تھا اب خیال کیجئے کہ اسباب ستاع
کیڑا کیا کچھ نہوگا۔

داخل بلد جو مر گئے تھے انکا گوشت کھانے کو جو کتھر پہنچ
تو کسی کو جرأت نہ تھی کہ جامع بنی امیہ تک جائے۔

مصر اور اطراف و جوانب میں ان واقعات
کے سُننے سے کیا قیامت برپا ہوئی
مصر اور اُسکے قریب و جوار کے بلا و کی یہ حالت ہو گئی کہ
ان واقعات کے سُننے سے عقل ضبط بل ڈسیلے۔ ہاتھ بندھے
ہوئے۔ اطمینان دور۔ بہا گئے پر تیار۔ اگر دیکھئے تو خلقت
میران جیسے نشیلے حالانکہ وہ نشہ پئے ہوئے نہیں ہیں جسم لڑان
ل ترسان۔ آوازین پست نظریں مبہوت۔ ہونٹہ خشک صوفتین
تلیف زدہ۔ چہرے فق جیسے کسی نے انکی کمرین توڑ دیں۔
ب اہل اصرا اور دیات مستعد کہ اگر صحیح خبر ملے تو اُسکو ہوائی
زین یا باگ جائیں۔

اب تمہور اپنے اُسی ٹرے رستہ پر ہولیا اور جو اسکا طریقہ تھا

اعلان مشاعرہ

عالمی
آئینہ
موجودہ

مبممول ۱۴۱۱ء میں جب کہ حال کو مشاعرہ بمقام شریف میں ارشاد فرمایا
کے زبیر و نال دروازہ مید را با و کون (دن کے گیارہ بجے سے شروع
ہوتا ہے) حضرات مشاعرہ میں شریک نہ لاسکین اپنا کلام میں نام و نشان
خط واضح محمد فیاض الدین خان و صاحب الجا طیب مشرف جنگ بہادر
دو گارہ مشرف خاص پیشی کے پاس و انفرامین کا شریک گلدستہ ہو

موجودہ ہے طرح

قافیہ ہمارے دل پندار کے پندار میں قافیہ ہمارے
پندار کے پندار میں دل سے دور ہوتا ہے قافیہ ہمارے

مجموعہ مشاعرہ

الاعلام

اُسے اپنی سرگزشت بیان کی اور جو کچھ پیارا کہا تھا وہ خفیہ طور
اُنکو دیکر تکلیف موجودہ سے نجات حاصل کی اُنہوں نے وہ
عذاب نہ دیا لیکن سامان کے ساتھ ذلت سے روانہ کیا۔
آیا یہاں حوادث زمانہ نے غربت فقر و فاقہ بچ و بچن طرح طرح
عذاب دئے پھر دُشوق کو واپس ہوا اور وہاں انتقال کیا
اللہ رحم کرے۔

قاضی ناصر الدین ابی الطیب اسکو ہر طرح کا عذاب د
مگر چونکہ خیف البدن لطیف طبع سوداوی مزاج تھا اسکا تحمل نہو
اور اسکی موت نے اُنکے ارادوں کو پست کر دیا مگر آرام سے
گوشہ غایت لحدین ساغر شہادت پیکر مدرسہ کر و سیب
مین سو رہا۔

عام لوٹ اور قتل مین غلطی سے قاضی القضاۃ قاضی الدین
شہید ہوئے۔

برہان الدین بن قوشہ سترہ روز بیمار رہے اور محمد
علی اکبر بن ریح و شوق مین ایک حملہ ہوا مین کام تمام ہوا اور
اسوات مین شامل ہوئے۔

چونکہ تیموریوں نے یہ انتظام کیا تھا کہ کوئی زندہ یا مردہ نہ بچے
مردوں کی حکیم محمد حبیب الرحمن رحمہ اللہ۔

دوا — یرقان

عوام الناس کو مژدہ ہو کہ اکثر لوگ ین یرقان بہ مبتلا ہو کر سخت اور
پرہیزی معالجوں سے عاجز ہو جاتے اسلئے نیراسانی رفاه عام محقر
کے دوا خانہ یونانی محلہ جلیہ راجہ حوالہ سینٹہ باسٹی واقع
سمت دوم ہمالی اندون بلدہ مکار ۱۲۱۳ عرصہ ورازی سے تیار
ہونی ہر بات بوڑھی او ویت قیمت عسالی ملتی ہن بوقت اخذ او یہ
ترکیب اسکی کمدیجا وگی طرفہ یہ ہر ہیز بالکس نہیں جو چاہو استعمال
کر وصد ہا مریض شفا پا چکے ۔

نردختاب عمدہ

خضاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا ناگیہ ہے جسکے لگا۔ نے سے
سفیدی بالونکی بالکل جاوگی اور زونگ سیاہی رہتا ہو مور این نہیں
جنکو منظور ہو لیجائیں اور آزمائیں قیمت کم ہے۔ فی نردہم۔ بوقت اخذ خضاب
ترکیب بتلائی جاوگی ۔

تاکھ

المش
حکیم فتح چند صدر محاسب جاگہ ایناب جبار ایان راجہشن پرشاد
ہما راجہ بہادر پیشکدار المہام سرکار



بنال و دل برون دل

دیباچه

۱۳۱۲

عالم حضرت نظام الملک اصفیاء ابی محمد یوسف بن ابی بکر علی بن ابی طالب
 کی تشریف بنگرید مبارک کی تینیت میں تیرے ہوری سالہ حسین نظم و شعر کے
 احاطاتی شاعری شکیل ظریفانہ مضامین مرجع ہر نگار و ربیعے بانی ہسانی
 عالیہا بیجا بجا راجایان ہمارا جشن پر شا و ہوا التخصیص و
 ملیہ حضرت آصف نعل شجائی پیشکار و منصرم مدار السام سرکار کا
 ہر سب شاد و ہمارا جہتسم الیہ برنگرانی راہی سیرالال حسنا
 محبوب یک حسین سرا و علا و پیشکار
 شائع ہوا

نوش

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا اور

حقوق بحق راے ہیرالال صاحب نشا ط محفوظ ہیں سکا نام

عالیجناب ہمارا جہ بہادر نے نشا ط صاحب کو بطیب خاطر

عطا فرمایا اور نشا ط صاحب نے قیمت سالانہ حسب بل قرار دیا

۱۔ امراے عظام سے

۲۔ پیک سے

۳۔ باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول اک - ۴۔

۵۔ جو صاحب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائیں گے

آنکو ایک اشتر فی پیش کیا جائیگی -

۶۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس -

اطلاع مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام

راہی ہیرالال صاحب نشا ط محبوب علی و نہا جہا

شیخا و منصرم اللہام کمر رعای



تم سلامت ہو نزار برس
ہر برس کے ہونی چاہیے نزار

فہرست مضامین و بدئے آصفی نمبر (۳۳) جلد (۵)

ردیف	نمبر	مضامین	نام منصف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	چشم ملک و من کا اٹھ چڑھا	ابوالجود جناب محمد علی صاحب قائل
۲	۶	امیر -	جناب محمد عبد الباری صاحب طالب علم -
۳	۹	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب قائل

چشمہ گزرا کا نام چٹا اور

تاجِ دمن بتا رہی ہے | رفتارِ کہن بتا رہی ہے

ملکِ دمن میں ایک چشمہ بن مانہ گزشتہ صدی میں مرجعِ انام اور
 مورخِ خاص و عام تھا۔ زمانہ اسے دمن کی دریا دلی کا بتا آئے
 چشمہ سے ملتا تھا رفتہ رفتہ اُس چشمہ کا گزرا پائین باغ سرائے دلی
 میں ہوا اور یہاں تک ترقی کی کہ اُسکی شفائی اور پاک و عرواہ کی
 عینک لگا کر دیکھتا شیرینی آبِ حیات پر پہنچنے والی جہ مہر ہے
 چشمہ گزرا اپنی شفائی اور خوبی اور آبِ دسانی کی وجہ سے ہرگز
 دل کو لبثاںش کہیتوں کو سرسبز باغات کو باغِ باغ کیا۔
 اور چشمہ کی روانی کے ساتھ اُسکی شہرت کی رفتار نے
 اس قدر ترقی کی کہ ملکِ دمن اُس چشمے کے نام سے مشہور
 ہو گیا۔ اُس فیضِ دسانی کا اثر زبانِ قلم پر جاری ہے ہر وقت تک

ابتدا میں صاحب نو اور التامیخ لکھتا ہے کہ اُس چشمہ کے سلسلہ
رفتار میں ایک سوت پیدا ہوا جسکو انجیزون نے ہونمارا اور
بانمات امارت کا آبیار خیال کیا اُسوقت اُسکی افزونی اور سرسپتی
ملک وین کے سمندر بخشش نے کہ جسکے آغوش ساحل میں وین
آباد تھا اسطرح کی کہ ایک زمانہ تک بود باش میں معیت رہی اس چشمہ کی
قابلیت اور سمندر کے جذر و مد کے جہاؤن نے اسکو ترقی دینی
شروع کی سچ ہے (ہونمار بر دوا کے پکنے چکنے پات)

اس شاخ کی نوخیزی شباب کی آمد پانی کی ترقی نے ہر خدیجہ
کہ وائین بائین بہا کر لیجاے مگر چاہا چلے خدا کا نہ اپنا کیا چلے
نشیست نے اُسکو ساحل سمندر مراد سے جدا اور آغوش تربیت
سمندر سے علیحدہ اور بارانی چشمہ اور برہنہ الی نالوان کی طرح
دار چشمہ سے ادھر ادھر آگے پیچھے ہنر نے فرمایا اسی طرح کہ
ارگہ براسکی اصل چشمہ کے ذرائع کو مبالغہ سمجھتے تھے اسکی زماں
و کیا کر خدیجہ کو نے لگے۔

مگر انجیز اور حکما اس پر نوٹ لے رہے ہیں کہ اس ذرا سے
سوت کے طرح اور کسو جہ سے ترقی کے میدان میں قدم
بڑھایا۔

اُس چشمہ کی آبیاری اہل تاج کے ہنہ واپسرت ہر۔
 جو ناداری کا بتلا آیا آباد ہو گیا۔ جو دین ملازمت آفت زدہ
 یہاں تک پہنچا یوں کا ہو گیا شاہ و من نے ایسی مسافر نوازی
 غریب پروری فرمائی کہ من بھی شل دکن ضرب المثل ہو گیا (وکن گئے
 نہ ہو ٹیٹے رہے چند سری چانوں، جو یہاں آیا یہیں کا ہو گیا
 نہ وطن کی دمن زبان بچوں کی محبت نہ یار اجباب کا خیال آرزوین
 بھر رروا من امید گھما رہتا ہے مالا مال۔

جنون بیٹہ شہر کیسے کمان ڈوبے کمان

اسے خامہ نرگون چشمہ کی روانی سے سلطانی قدر والی میں جان بٹلا
 چہ خوش۔ اسے سامعین آپ کیا پس چہ ہین شہرت یہ فیض سانی اس
 چشمہ سلطانی کو ملک نہ دیکھ سکا بار آخر انقلاب زمانہ سے گئے
 گئے وہ چشمہ کہ ہر خرافات پر پتہ آتا تھا پیر زمانہ ہو گیا ہنہ ہر
 اہم و نشان تک کہ ان کے انشا بہ پہنچا یا ہو گیا زمانہ سلطانی
 باداد شاہ و من اسکی ایک ایک شاخ کیجیو۔ دیکھ پید
 ہوئی سری مگر سنہ زمانہ اسد رتہ تا کہ گلستان تاج اسکی آبیاری
 سے پہنچے پہنچے یا شاہان شاعری میں آبپاشی کی طرح
 اخیر صدی تک کی تاجین غالی نظر آتی تہین مگر دوسری صدی

خود روی سے گریز۔ قابلیت ذاتی۔ یہ سب ایسے صفات ہیں
 کہ جنہوں نے بامداد جزر و مد سمندر اس چشمہ قدیم کی نو خیز شاخ کو
 ایسے خرامان خرامان بڑھایا کہ آغوش ساحل سے علحدہ اور
 دست کرم سرپرست سے جدا ہوا اب سنتے ہیں کہ اسکی رفتار
 اپنے اصلی چشمہ کے قدم بقدم ہے اگر اس صدمی کا کوئی شخص
 زندہ ہو تو کہہ سکتا ہے کہ مسئلہ تناخ کی یہ دلیل ہے اب ہلکویہ پتا
 نہیں ملا کہ اسکی روانی اور فیض رسانی کس درجہ تک اپنے اصلی چشمہ
 کی حد تک پہنچی اور کیا کیا نتائج پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں
 آئندہ تاریخ سے جس قدر سراغ ملیگا بشرط حیات یہ ناظرین
 ہوگا فقط

الہو مجو محمد علی قابل

بوضو کی راہ سے ہر کہ یہ نقطہ تابلیت کا نتیجہ ہے مگر ساتھ ہی تجزیہ تابلار
ہج کہ اور پشتمون سے جنگی تابلیت کو زمانہ مان چکا ہے ترقی کی کوئی
وجہ نہیں۔

لے بننے کہتے ہیں کہ قربت کا اثر ہے (رگ حنور باز برا اور دور
جب حیوانات نزدیک کے اثر سے شفع ہوں تو وہ شفع جس پر
اشتراک حیدر دکار قومی ہے کیون مستفید ہوا اسکا اثر شکست کی
ترقی سے ہم دیکھتے ہیں کہ کنوین جو سمندر کے نزدیک ہوتے ہیں
اسمین پانی کی بہتایت ہوتی ہے استفادہ کیفیت قرب سے امر لاج
نہیں ہے سمندر شور کے قریب میٹھے کنوین نکلتے ہیں اور نہ فرات
کے کنارہ پر کھاری کنوین ہوتے ہیں۔

بعض اسطوف لگے کہ بغواے کل شئی یرجع الی اصلہ چونکہ یہ اسی
چشمہ کا سوت ہی وہی اثر اسمین آنے لگا۔ مگر اس حدیث کی تائید سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سوت کا ابتدا میں ایسے تفکرات کے
کاواک اور شور میدانون سے گزر رہا کہ جنہوں نے اپنی اختلاط
سے صفات اصلی کو نامستیا کر دیا۔

آخر الامر اگر غور کیا جائے اور عقل سلیم سے کام لین تو یہ امر
نہایت قرین قیاس ہے کہ سمندر کی سرپرستی اور نزدیکی سہری کاغیا

چیل میدان میں کسی مکان پر نظر نہیں پڑتی کہ وہاں جا کر پناہ لیجاؤ
 جو بادی ہوا اپنا زور بتلا کر راستہ طے کرنے والے کی آنکھوں پر
 خاک ڈال رہی ہے جس سے قریب کی چیز بھی نظر نہیں پڑتی۔
 قمری کا کوکنا و لکی ہوک کو زیادہ کر رہا ہے۔ بلبان نواسنج کے بغنے
 دل کے رنج کو اوکسا رہے ہیں۔ کبھی کبھی جو بجلی چمکتی ہے اُسوقت تو
 روشنی سے کچھ راستہ دکھائی دیتا ہے مگر بعد اُسکے اندھیرا دونا
 پکڑتا ہے جسکی وجہ سے ہر قدم پر ٹھوکر کی فکر کرنے کا کٹھکا۔
 مسافران تمام مصائب کو جیستے ہو اس امید پر چلا جاتا ہے کہ
 اپنی منزل مقصود کو پہنچ جاؤنگا۔ استاد کی لعنت و ملامت کی بجلی
 کہہ نہ رہی ہے۔ والدین کا سخت و سست کہنا قیامت کا صاعقہ ہے۔
 نیکی تو کئی ہنسی بیگیا تو کئی دل لگی چراغِ نیت کو چوکی ہو اکی طرح گل گہو دیتی
 علم کے اسباب کی طلب بھی گویا ظلمات کا سامنا ہے۔ رات کو نیند ہونہ و نگو
 آرام غذا موافق طبع میسر نہیں ہوتی پیٹ پر آنے کے پڑوں پر زمانہ گزرتا ہے
 طبیعت ہمیشہ ناساز رہتی ہے کیسوقت بخارا پنا زور دکھاتا ہے تو کیسوقت
 شقیقہ و امنگی صحت ہو کر سرکھاتا ہے۔ میٹھی سفد رنگ کر رکھا ہے کہ
 جسکا بیان اندازہ قلم سے باہر ہے اتنی قدرت نہ رہی کہ طبیب کو
 کچھ دے ولا کر کامل طور پر علاج کیا جائے نا تو الی روز بروز

امید

عالم کا واردا را امید پر ہے ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی شے ایسی
 نظر نہیں آتی جو بغیر امید اُس کا قیام ہو سکے سوائے وحدہ لا شریک
 بطور نمونہ زمانہ طالب علمی کا جادہ کہ جس سے سنگلاخ اور کاواک
 ہرگز دنیا میں کوئی راستہ نہوگا ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔
 عنفوان شباب ناداری کے زور خواہشات کا ہجوم گویا رات
 اندھیری ہے بجلی بجی کر ٹک رہی ہے ابر کا میب آواز سے گرجنا
 ہر دل کو پریشان کر رہا ہے قطاع الطریق اپنے اپنے گہات
 پر لگے ہوئے ہیں درندوں کی آواز سے تمام جنگل گونج
 رہا ہے۔

جگنو کی دہوکہ دینے والی آتش کے سوائے دوسری
 آگ نظر نہیں آتی جسکی وجہ سے آدمیوں کی بستی کا تیس کیا جا

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

اور اُنکے ہاتھ سے شکر موت کے ہاتھ نہ آئے جب
بہرہ بان الدین کا انتقال ہوا سخت دشواری کا سامنا کیا کیونکہ
لنگے پھر بعد جو وجہ اُنکو باب صغیر سے نکالا اور صابجہ میں
زیہ قریب سے ظاہر و شوق میں، دفن کیا۔

اور تیمور کے ساتھ باختیار خود عبدالملک بن تکریتی
لنگا جسکو تیمور نے سیرام کا والی بنایا وہاں بہت کم زمانہ رہا اور
سیرام چون سے پار ہے۔

اسکے تقسیم کی وجہ یہ ہے کہ تیمور کی خیر خواہی میں یلیہا
نے بہت کوشش کی اور مشہور ہے کہ تیمور کو خبر دیا کہ ہلاکی کے مواقع
سے بچایا اس وجہ سے تقرب ہوا اور زیادہ ساتھ رہنے کا موقع
پانچویں برس اسکے چل دیں یلیہا کو نیکی بلاس کا والی کر دیا۔
دینی بلاس ایک شہر ہے نہر خجند سے اس طرف، یہ شہر قندھار سے
نہرہ مندرل سنہ اور سیرام چاروں کی راہ پر۔ اس خائن کا
نام احمد تھا پہلیجا مجنون ہو گیا۔

تیمور نے و شوق سے اہل فضل اور اہل فن اور اہل صنائع
کو جمع کیا سفید بان و زر می سنگ تراش بڑی ہی قبضہ ساز تھا اور
قیمہ و زلفاں کما نگر بازدار غرض جو اہل فن ملا اسکو لیا اور

بڑھتی جاتی ہی طبیعت لُختہ بہ لُختہ گہٹی جاتی ہی امتحان کا دغدغہ آفتِ محشر کی طرح
 اپنی ہیسا ننگے رت سے ڈراتا ہی فکر ہمیشہ دانگیر رہتی ہی فرخت و انبساط
 کا حصول محال ہو گیا ہی تحصیلِ علم کی خواہش فکرِ عیشت و ولولہ کا ہنگامہ
 ہو رہا ہی خواہش اس بات پر آمادہ ہی کہ فکرِ عیشت جسطرح ہے چاہے
 مجھے ننگ کرے مگر میں تحصیلِ علم کی کوشش میں ایک وزرہ فرو گذاشت
 نگر ونگی فکرِ عیشت اس بات پر اڑی ہوئی ہی کہ ہرگز اسے ایک لُختہ کی مہلت
 نہ دوں گی اگر فرصت ملی تو بھی میں اپنے افکار کے لشکر کو لئے ہوسے اسپر
 ٹوٹ پڑ ونگی۔ طالبِ علم ان دونوں کے جھگڑے میں پساجارہا ہی و ولولہ
 اس بچارہ پر برابر اپنے حملے کئے جاتے ہیں اور وہ ان حملوں کے
 صدمات کو روکتا جاتا ہی یہ مصیبتیں اپنی جان پر جھیلتا ہے مگر نہ فکرِ عیشت
 کو دور کر سکتا ہی نہ خواہش تحصیلِ علم کو۔ دونوں میں ثابت قدمی کے سوا
 کوشش کر رہا ہی اسی امید پر کہ علم حاصل کر کے کسی اعلیٰ عمدہ سی سرفرازی
 پاؤں گا پس ثابت ہوا کہ ہر شے ایک امید پر مبنی ہی جب ہر چیز ایک امید
 پر ہی تو عالم کا مدار بھی امید پر ہوا فقط

محمد عبد الباری طالبِ علم

اور تمہور کے گرفتار شدہ دفنایا اور مشرفا سادات خدلا بہت
ایسے تھے کہ جنکو نہ مین پہچانتا ہوں انکی نسبت کچھ لکھ سکتا ہوں ۔

اور جیسے تمہور نے لوگوں کو گرفتار کیا اسی طرح اسکے بیان کے
امرار اور سرداروں نے فقہاء علماء و حفاظ فضلا اہل حرفت اہل صناعت
غلام عورتیں لڑکے لڑکیاں بے شمار وہ بے حساب پکڑ لئے ۔
اور اسی طرح ہر لشکر کی نے پکڑا بڑے کو چھوٹے کو اور قید کر لیا
کیونکہ وہاں کچھ روک ٹوک نہ تھی کہ کوئی کسی شے کو لوٹے یا
الگ کرے بلکہ جس نے جوئے لیا وہ شے اُسکی ہو گئی ۔

یہ اسوقت ہوتا تھا کہ عام لوٹ کی باگ چھوڑ دی جاے بعد
اذن عام لشکر کے خواص اور عوام برابر مین اگر قیدی بھی کوئی چہرہ
اُٹمائے یا وہ شخص کہ اگر مل گیا ہے کچھ لوٹ لے کر اُنکے
جرگہ کا نہوا جہنی ہو لیکن جب وہ اُسکا ہمزنگ اور ہم غصلت ہو گیا
تو اُسکو بھی یہ لوٹ سباح ہے اور یہ اُنہیں کے حکم مین ہے
جبکہ ہمزنگ وہم پیالہ ہو گیا ۔

اور اگر قبل لوٹ معاف ہونے کے کسی نے کسی پر قیدی کی
اگرچہ تمہور کا باپ یا اولاد ہی کی برابر کیوں نہ ہو یا کسی پر جتہ بہر ظلم کیا
یا لوٹنے کا نام بلا اذن لیا تو اُسکا مال جان ہر حرمت برباد

سودان کو جمع کیا اور ان سب کو افسرانِ فوج کے سپرد کیا کہ سترقہ پہنچا دو۔

اور جمال الدین افسرِ الاطبا کو گرفتار کیا۔ اور شہاب الدین احمد زرو کا ش کو جس کا قصہ اوپر آچکا ہے جس سے بے شمار اور بے گنتی اور بے حساب آدمی تیمور کے قلعہ سے ہلاک کئے گئے گرفتار کیا اسکی عمر قریب نوڑ کے تھی۔ کو ب نکلا ہوا جب اسکو دیکھا بڑے غیظ و غضب سے کہا کہ تو نے میرے مخبروں کو فنا کیا خدام کو ہلاک کیا چوہداروں کو تباہ کیا اگر میں تجکو اکدم مار ڈالتا ہوں میری آتشِ غضب نہ بجھگی اور جوشِ طبیعت کو تسکین نہوگا میں تجکو تیرے اس بڑے پے پر عذاب دوں گا اور تیری شکستہ کمر کو اور توڑ دوں گا اور بکھے عذاب سے اور کمزور کروں گا پر گھٹنوں سے اونچی بیڑیاں ساڑے سات رطل کی وزنی ڈال دین اور یہ رطل بٹھتی ہو اسی طرح قید رہا تیمور کے مرنے تک اور اسکی تختی میں لکھا تھا کہ جس دامِ قاعدہ ہے کہ ہر قیدی کے گلے میں ایک تختی ہوتی ہے جس میں تاریخِ حکمِ مدتِ قید تاریخِ رستگاری لکھی ہوئی ہوتی ہے (مگر جب تیمور مر گیا اور فسادات بلند ہوئے اور یہ چھوٹ گیا اُسکے بعد اپنی موت سے مر گیا۔

پہر اس مکار نے ملک طار کے بلائے کو ایک مراسلہ مار دیا۔
 عنوان اُس خط کا جو تیمور نے لکھا اس طرح تھا کہ
 میرزا جہاںگیر

بعد از سلام جو بہن ٹیک بہن مگر | شوقی تھا ہر حد سے زیادہ بڑا
 ملک طاہر نے آنے سے انکار کیا اور کلام تیمور کی طرف
 التفات نہ کی کیونکہ تیمور نے ملک طاہر کو اول مرتبہ سخت ایذا پہنچا
 دین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا دوبارہ تجربہ کرنا نہ چاہا اور آرمی وہ را
 آزمودن جبل است اسپر عمل کیا اور حاجی محمد بن خاں صاحب کسک
 معہ نذرانہ و خدام تنہجات روانہ کیا اور لکھا کہ بہن بچید و جہود با صبر
 سے سہزور ہوں۔

عنوان جواب ملک طاہر جواب ترکی بہ ترکی

شوق ملنے کا مجھ بھی انداز تحریر ہے | نفس تاج اُس وقت سے کہ بڑی بگتی ہوئی
 تیمور نے اس تحریر کی طرف کچھ التفات نہ کی مگر جی میں بہت افسوس
 کہ اول مرتبہ کیوں چھوڑ دیا۔

تیمور کی قلمہ مار دین پر بڑے کو فخر سے چہڑا ہائی
 اور بے نیل مرام واپسی
 تیمور اور لشکر تیموری یوم یکشنبہ بتابخ و ہم رمضان شریف

حرم بے ابرو استغفار بچا وے نہ دامت چھڑا وے نہ اہل عیال
 کام آوے نہ خشم غم نفع وے کسی کو یہ مجال نہیں کہ گرتے کو
 کوئی کہے کہ خدا حافظ یہ ایسا قاعدہ تا کہ بدلا اور کم نہیں کیا گیا۔
 (ذکر اسکا کہ اس ٹڈی دل لشکر نے کیا ہلاکی ڈالی)

جب تیمور حصار کہتی کاٹنے والے نے دمشق کے اموال کا
 غلہ اکٹھا کیا اور کوچ کا ارادہ کیا ٹڈی دل تیمور کے ساتھ ساتھ
 قلعہ ماروین اور بنداد پہونچا اور ننگا کر دیا ہر درخت کو اور چہرہ زمین
 کاشت کا امر دونکی صورت بنا دیا یعنی کین درخت پر پتا اور زمین
 میں تنکا نہ چھوڑا۔

تیمور حمص پہونچا اور کچھ دست درازی یعنی لوٹ کھسوٹ
 نہ کی اور حضرت خالد کو بیتہ کر دیا جیسا اوپر مذکور ہو چکا۔ یہ لوگ قریب پہونچے
 کے قریب کو لوٹا اور اُسکے بل کاٹ دئے۔

پہر حماۃ کو لوٹا اور اُسکے پوشیدہ دولت نکالی و لقمہ کو
 وٹیاں اور اُسکے مالکون کو غلام بنایا۔ اور ساتویں شبان کو یہ
 لوفان موضع جبول میں نازل ہوا پہر حلب کو مراسلہ بھیجا یا۔
 شکر روانہ کیا اور قلعہ میں جو کچھ تھالے لیا پہر فرات سے بذریعہ
 ماز و غیرہ عبور کیا پہر ہا گیا اور اُسکو لوٹا اور گامی کی طرح دوہ لیا۔

کہ تفکیک کا قاری اُسکے پیچھے کرنے سے عاجز ہو اور اس سے اُس اور ہی
 قلوب سے ہے یا تاویس کے اور پر ہے۔ اور قلعہ نہایت بلند اور ریزہ ریزی
 اور شہر قلعہ کے گرد دامن قلعہ میں واقع ہے اہل شہر قلعہ کی خدمت
 سے مستفید اور مشارب سے مستفیض اہل قلعہ اور اہل شہر پہنچ و رستہ
 میں آتے جاتے ہیں گویا آسمان میں ان لوگوں کا رزق موجود ہے
 اب تیمور گھاٹیوں پر شتم ہے اور راہیں دکھاتا ہے مگر نہ اُسکے
 اطراف میں جاے قتال ہے اور نہ مجاہدین کے لگانے کا شکتا
 اب تیمور کدال اور پہاؤں کی طرف متوجہ ہوا اور روسات سے دو جا
 مگر حاشا قلعہ کے دامن شرم و عصمت میں چرکا آئے کہ ممکن نہیں کہ یہ
 اسے بیکرہ تاکہ بہت جوان خرد اُسکے رتقا ہوئی وجہ سے عاجز ہو
 (رتقا اُس عورت کو کہتے ہیں کہ بوجہ ہڈی ہونے کے قابل مباشرت
 نہ ہو) اب پہاؤں میں دامن پڑ گئے اور ہتھوڑے تھک گئے
 کدالوں کے منہ پر گئے سہلوں کی کمرین ٹوٹ گئیں۔

ترجمہ اشعار

پہاؤں کا حال تنقہ میں اُس قلعہ کے	چونچ بڑیا کی بڑی جسطرح پتھر سخت ہر
یلاست حاسد و کی عاشق پر خوش کو	یا کہ غمزہ دیدہ عشاق مفقود البس

حاصل اشعار یہ ہے کہ سامان نقب نے کچھ فائدہ نہ دیا تیمور بہادر

خمار ماروین پر پوسنے اور موم جمع و غیرتینا یہ ایک شہر ہے
 فریب ماروین کے (فر و کش ہو سے اور صبح کو بقیہ شہر ماروین
 چھٹے کیا دیکھتے ہیں کہ اہل شہر شہر کو خالی کیا ہے اور قلعہ میں
 داخل ہوئے۔

حصہ قلعہ ماروین

اس قلعہ کی بلندی مثل غدا کے ہیا ورن کے ہاتھ سے ٹھونڈا
 ہے۔ یہ قلعہ ایسی باکرہ لڑکی ہے کہ جس نے آغوش مادری سے قدم
 نہیں لگا لائے اس کی ناک کی پنگل اس امر سے کہ کوئی خواستگار سنگنی کا
 دل لب تاباں داری کی نایل ڈالے ناک چڑھاتی ہے اور انکار کرتی ہو
 کیونکہ وہ قلعہ ہاٹکی چوٹیوں میں ایسی چوٹی پر واقع ہے کہ آسمان
 باتیں کرتی ہے آسمان اور قبۃ افلاک میں کچھ فرق نہیں البتہ یہ فرق
 ہے کہ آسمان کو ثبات نہیں اور اسکو حرکت نہیں قلعہ میں ایسی ادی
 ہے کہ جسکی رحمت شجاعوں اور مرد آدمیوں کے سینہ و ست سے
 فروں ہے اور باغات جنین نہیں جاری ہیں اور صد ہا گیت ہیں
 اور پیش کے لئے رہنے اور وہ کے جانورون کے شبہ باشی
 کے مکانات اُس واوی کے حد و ایسے دور دراز ہیں کہ اہل ہمت
 انہیں دیکھ نہ سکتے ہیں قلعہ اور اُس کے حروف دکنارے، ایہ ہیں

تحت حکومت اول آیا تا وہ یہی بلد رہتا۔

اس گروہ چشم و خدم نے بحیثیت اللہ وادخان عید جوڑ
مین نماز عید الفطر ادا کی پھر وہاں سے بننریز کے علاقہ سے
نکار سلاطینہ وہاں سے ممالک خراسان پہونچے۔

اب یہ زمانہ ہے کہ موسم سرما ختم ہوا اور فصل بہار بڑے
شان و شوکت سے تکران عالم ہوئی اور تختے باغات کے
صناع قدرت کی انگلیوں نے رنگ آمیز کردی اور باغیچوں کی
دلکھنوں نے نصبت آبی کے سناروں سے زیور لیکر اپنے کو
آراستہ کیا۔ ہزاروں بیلمیں سیکڑوں ہزار داستان باغیچوں
چمکنے لگے آگے لیتے شہنائی کے کانون کے باغے بگنے۔
انکے سینے کو ہر گ کے کان کھڑے ہو گئے اور طبیعتیں طیور
خوش الحازن کی آوازوں سے نرم ہوئے لگیں اور رحمت آبی
کے آثار زینوں پہ یہ پیدا ہوئے کہ جو مردہ پڑی تھیں زندہ
ہو گئیں۔

چشم و خدم تیموری مناسب رفتار سے کبھی شب میں کبھی دہن
حجاز کی طرح بوجہ یقین تاریخ افتان و خیزان نہ تھے بلکہ دن کو
کوچ رات کو مقام بالمینان تمام مینیا پورا در وہاں سے

تیس رمضان تک اسین رہا مگر کچھ فائدہ نہ ملا۔ اور کچھ مقصود نہ نکلا۔
 تیمور کا بالآخر محاصرہ چھوڑ کر مسعودین بغداد کو
 مار دین سے لوٹنا

جب تیمور نے سہما کہ قلعہ سے آفت میں پڑ گیا اور ایسی شے کی
 طلب کی کہ طاقت سے باہر۔ اور حق سے کابرہ رہے مستقیم سے
 گزرنا اور غیر موقع پر بلاغت کا بتانا ہر کلمے کا بیغنا نا ہے اپنے
 عیب کو چھپایا اور اپنی ہیبت اور آبرو بچائی شہر کو اُجاڑ دیا
 اور مکانات عالیہ کو برباد کیا اُنکے نشانات تک مٹائے نہ جانے
 کا پتہ نہ ماروں کا نشان۔ بنیادین تک کہو و ڈالین پتھر تک
 نہ رہے۔

پھر تیمور اُس لشکر کو لیکر کہ اگر کثرت میں پروا لون سے تشبیہ
 و سیمجہ تو بجا ہے چوٹیوں کی برابر تہلاے تو روا ہے ٹڈی دل
 کئے تو درست ہے شہر بغداد کو متوجہ ہوا اور بعض متاع و شتم
 و خدائیمیت اللہ و ادخان سمرقند کو روانہ کیا وہاں سے وہ مدینہ
 منورہ میں پہونچے جہاں ایک مکان بھی ایسا نہ تھا جس پر گلا وہ ہو
 پہلا داکر اوسے خلاط اور عید ایچوز پہونچے یہ بستی ان
 آباد اور منورہ میں ولایت تبریز و اذربایجان سے جو تیمور

میشی چوڑوئے اور اُسکے شہر پناہ کی صورت مفقود ہو گئی
مٹاری گھر خالی رہنے والے مفقود۔

پہر تھوڑے نے نوحل کا قصد کیا اور اپنی فوج کے سوا داغظم سے
اسکریاک کیا یہ پھر بعد اس ہلاکی اور تباہی کے مسیحیوں کی پیگت بن
جسین کو بھیہ کیا۔

پہر تھوڑے کے گھوڑے جاہننائے قنطرہ کے کنارے پر
دقنطرہ ایک قریہ ہے خورستان میں یہ ایک قنطرہ اور پاکست
کہتے ہیں۔

تھوڑے نے پھر شہرت نام دی کہ اب ہنگامہ فوجوں کا و ہند اور
ازروا ہی کا ارادہ ہے مگر سلطان احمد کے جیسین و بارہ متفق تھی
اک تھوڑے کا عزم افند او کی طرف ہے اور یہ حسب عادت تھوڑے کے
وہم دلاتا ہے۔

جب سلطان احمد بن شیخ اولیں کو تھوڑے کے
آنے کی خبر ملی تو کیا کیا

جب سلطان احمد کو یہ خبر ملی کہ تھوڑے اول و مشرق میں داخل ہوا
پہر قلعہ ماروین کی طرف متوجہ ہوا پہر وہاں سے تھوڑے کا قصد
کیا اور کہا کہ عود بہتر ہے تو سلطان احمد مستعد ہو گیا کھٹے جاگزی کے لڑی

جام ہو بچے۔ پربا ورو اور ماخان کے جنگل قطع کر کے تہ
اندوخی سے شہر حیدران تک پہنچے۔ یہاں سے دہلی وارسہ
کشتی نہ کر کے اس طرح عبور کیا جیسے ستار سے روشن آواز سے
آوہرا جاتے ہیں اور رفتار معایہ نہیں ہوتی پھر منزل ہنوا پہنچے
۳۱ محرم ۸۵۷ء کو بروز جمعہ شبہ ۱۱۰۰ ہجری ۱۸۰۰ء

اس کو دہلیں شام کے رہنے والے تھے جنہیں بہت بڑی سرحد
آدمی قاضی شہاب الدین احمد بن شہید علی بن شہاب الدین
ساکوڑی - رنگریز - جولاہے - بڑی پٹری - کپڑے - سب سے
یہ اول مرتبہ ہے کہ شام سے یہ لوگ اور چشم و خیم گئے اور
پہلا مرتبہ ہے کہ قیدیوں میں سے انتخاب کیا گیا اور امرا لے گئے
چکر سمرقند کو بھیجا پھر بقیہ باربر واری بنیہ اور قیدی اور وال اسبا
کا تاناکا دیا کیے بعد دیگرے برابر سمرقند کو روانہ کیا۔

فصل

پرتیور نے آمد پر قراہلوک عثمان کو والی کیا اور قلعہ اردین
سے بروز پنجشنبہ بیسویں رمضان ۸۵۷ء کو مطابق ۱۱۰۰ ہجری ۱۸۰۰ء
ہوا قرب و حوار کے دیار کو سیتا ناس کیا اور بلدہ لہجیہ میں رہے
ایک بلدہ ہے مشہور ساحل فراط پر (کو) جاڑا تیار اور عمدہ کہتے ہیں

اور اُسکی راے قائم ہو گئی کہ ٹھننا اچھا نہیں۔
 اب سلطان فرج کو اپنا نائب مقرر کیا اور اُسکو واپس بلایا
 کو چند وصیتیں کیں اور قمر الیوسف کو تاج و مہر ساتھ لیا۔
 منجملہ وصایا سلطانی یہ تھا کہ جسوقت تیمور آئے کوئی دروازہ
 بند نہ کیا جائے اور جو کچھ تیمور چاہے کوئی حاجب نہ کوئی متنفذ
 بمواجہ تیمور تلوار نہ اٹھائے اور بمقابلہ احکام تیموری کیوں اور
 کس واسطے نہ کیا جائے۔

جب تیمور کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اتنی مہزار فوج بغداد کی طرف
 بھیجی اور اپنے امیرون اور رئیسوں اور وزیرون اور خالموں
 امیرزادہ رستم جلال اسلامی شیخ نور الدین کو امیر فوج کیہ
 اور یہ حکم دیا کہ عمدہ کرنیلی فوج کے امیر رستم ادا کرے اور جب
 بغداد پہونچکر قبضہ کریں تو اُسکی وہان کا حاکم بنا دیا جائے۔
 جب بغداد کے آسمان سے سلطان احمد کا آفتاب غیبت
 کے مغرب میں چپ گیا اور عسا کر تیموریہ کا اندھیر آفاق میں پھیلا
 اور شہاب ثاقب اس فوج کے اور مظالم کے مارے لڑنے لگے
 شہر پر گرنے لگے فرج جسکو سلطان احمد اپنا نائب بنا کر گیا تھا
 اس امر پر راضی نہ ہوا کہ مدینہ بغداد بے جنگ و فساد و رضامندی

جب یہ حکم ہوا کہ ہر شخص دوسرا سے تو اپنے خون سے ملے سا بیٹہ
 مین جو شام کے قیدی تھے اُنکے سرسٹ سے لئے بھنوں کو دروازے
 سر نہ ملے تو غور تو ان کے سر سے اور یہ کو آئی نہ ملا اس نے
 رستے چلتے دیکھا کہ سر بے گناہ کا مٹ لیا کسی نے اسے اپنے ساتھی کو
 فریب دیکر سر کاٹا الغرض کسی نے دشمن کے سروں سے جان بچا
 کسی نے دوست اور رفیق کو اپنے سر صدقہ کیا اور بھائی اور
 دوسرے کی بھی پرواہ نہ کی کیونکہ حکم کی اطاعت فرض تھی اس
 بچنا کمال نہ بد سے سے نجات نہ سفارش کی شنوائی ۔

یہ نو دھڑاڑاؤنگے واہین کہ جو محصور ہو کر مارے گئے یا
 کسی سر کے جنگ میں کام آئے یا دھچلے میں ڈوب کر مرے ۔
 اہل خبر کہتے ہیں کہ اک ثلثت نے خوف اپنے کو نہر میں ڈال دیا
 اور ڈوب کر مر گئے ۔

فرج جسکو سلطان احمد والی بنا کر گیا تھا بالآخر شکست فاش
 کیا کہ کشتی میں سوار ہو کر بھاگا فوج چھوری نے ہر طرف سے
 گھیرا اور چنانچہ تیر بے سائے کشتی اٹ گئی اور فرج زخمی ہوا
 اور ڈوب گیا ۔

سراسر مقتولین سے جو منارے بنائے گئے تھینا

دو ایسے پیرقان

عوام الناس کو مشورہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان میں مبتلا ہو کر سخت اور پریشانی
معالجون سے عاجز ہو جاتے ہیں اسلئے بنظر آسانی رفاه عام اجتناب
کے دوا خانہ یونانی محلہ ساراجہ حیدر والا سکینٹھ ماشی واقع
سمت دوم عفا فی اندرون بلدہ ٹنکان پور ۱۲ عرصہ وراز سے تیار ہوتی ہے
سات پوڑمی اوویہ قیمت ۵ روپے، حالی مٹی میں بوقت خداوندیہ ترکیب
اسکی کبد سجاوگی طرف یہ ہے کہ پرنیز بالکل نہیں جوچا ہوا استعمال کرو
صد ادریس نصاب چکے۔

نور و خفا

خضاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تیار کر گئی ہے جسکے لگانے سے سفیدی بالوں کی بالکل جاو گی اور رنگ بالوں کا سیاہی رہتا ہے جو رابین نہیں ہوتا جسکو منظور بھولیا مین اور آرمائین قیمت بالکل کم ہے۔ فی نزد ہر بلوقت اخذ خضاب ترکیب بتلائی جاو گی۔

المشقة
عالم
چند مدد محاسب جاگیر علی الخراب جید راجیان راج کش پرشاد
نہا راجہ بنایا شکار و منصرم ہزار لہام سرکار عالی

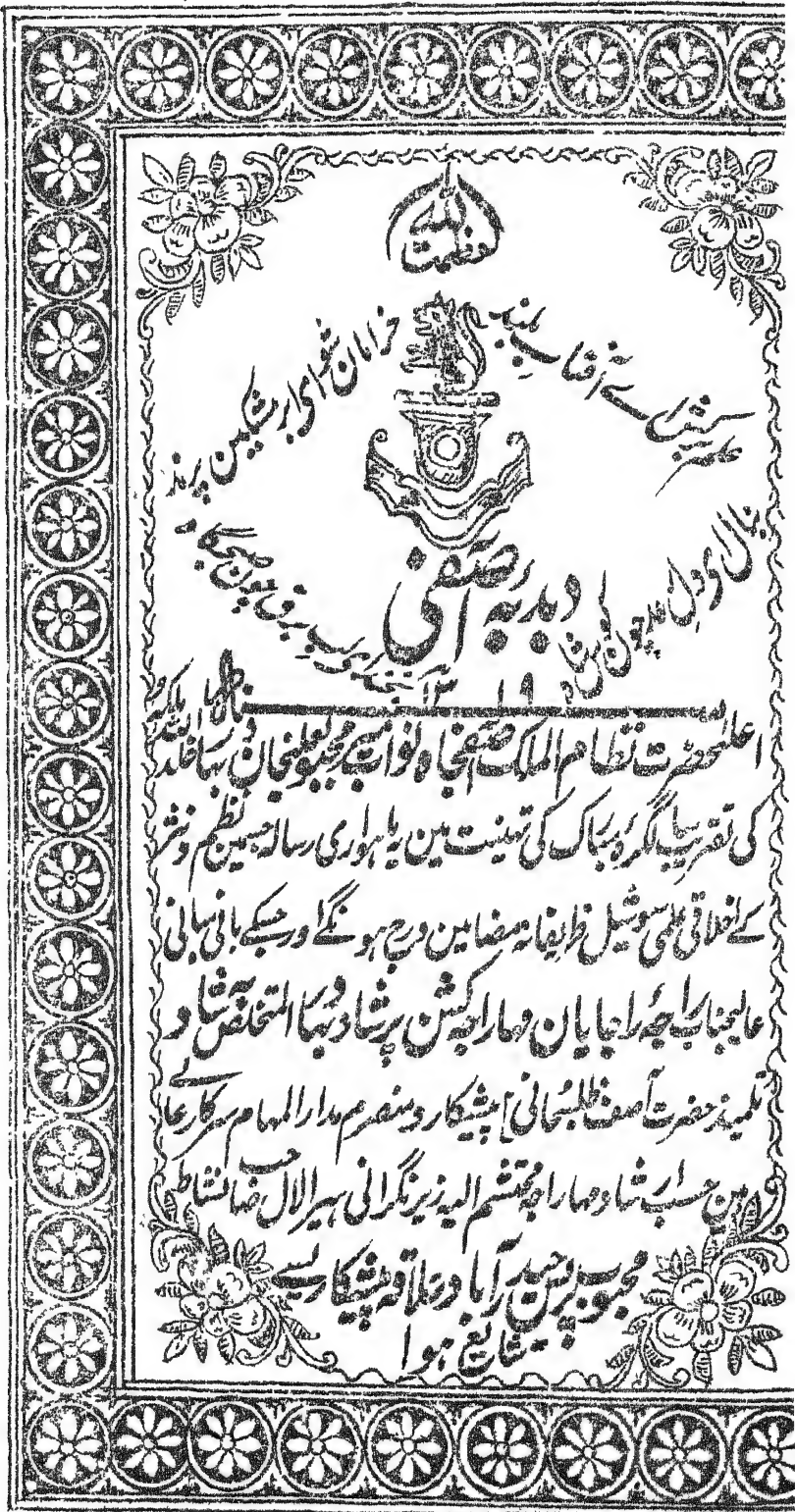
نہ تین کہ آغوش نسیم میں مسند آراے شہرت ہوں۔ اُسکی تعریف
کو بھی بس ہے کہ وہ اسم با سنے مدینۃ السلام تھا یعنی سلامتی
اور امن کی جگہ مشہور ہے کہ وہاں کبھی کسی امام نے وفات
نہیں پائی۔

اس طاعنی اور سرکش کا واپس ہونا اور
قربا باغ میں قیام کرنا

پھر تیمور ان ترکوں کو لیکر متوجہ ہوا جن میں کاہراک ترک
الذوق تھا کہ اُسکو قوم ترک کا سرکش کہا جائے اور یہ عزم کیا کہ
میتھم شہنشاہی سے موقع پر گزارے کہ ترک و عرب میں با اعتبار
اور وفات و خوبی ذاتی کے مثل قربا باغ کے ہو اب تیمور کی یہ حالت
ہے کہ باز کی طرح چاروں طرف اپنی منخوس نظروں سے دیکھ رہا
ہے۔ اور نظر منخوس بیکانہب روم جمی ہوئی ہے۔

تیمور کا اہلار یکم با یرند سلطان روم کو
مراسلہ لکھنا

تیمور نے سلطان با یرند مجاہد غازی کو مراسلہ لکھا اور اپنا
خود با یرند و کنایہ صاف صاف ظاہر کیا۔ اور بظاہر یہ سبب
نہاں کیا کہ سلطان با یرند اور قراہیوسف سلطنت سلطانی سے پاک کر دینا
ہو۔ اور حکم محمد حسن احمد



نویس

بہ رسالہ سریشینہ کی نئی تاریخ نامہ ہالہ کے شائع ہونے کا
 حقوق بحق اسے پیر لال صاحب نے قضاوت میں جیت لیا ہے
 عالیجناب صاحب بہادر نے انشا اللہ صاحب الطیب خان صاحب
 فرمایا اور انشا اللہ صاحب نے قیمت سالانہ چھ روپے فی کرا

- ۱۔ اوائے غلام سے
- ۲۔ پبلک سے

۳۔ باہر والوں سے اسکے علاوہ چھ روپے لاکھ
 فل۔ جو صاحب سے اعلیٰ مضمون پانچ روپے روانہ فرماینگے
 انکو ایک اشرفی پیش کرنا چاہیگی۔

فل۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلال ع۔ مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام

پیر لال صاحب انشا اللہ محبت میں علاقہ دار

پیر لال صاحب انشا اللہ محبت میں علاقہ دار

پیر لال صاحب انشا اللہ محبت میں علاقہ دار

پیر لال صاحب انشا اللہ محبت میں علاقہ دار



مہم سلامت ہو ہزار برس
ہر برس کو ن چاس ہزار

فہرست مضامین و دبیرہ آصفی نمبر ۴۴، جلد ۵،

نمبر	نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	رموز الاوائل	جناب مولوی غلام محمد صاحب شکر گینٹ و کونسل
۲	۱۳	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب پبل

رموز الاعداد

پُر اسے و قنون بین اہل علم کی عادت تھی کہ اسپیشہ قاصد
 و ہشیدہ اور مطالب قلمیہ کو ایکس فرغی اور بن گھڑت قصہ کہانی
 کے پیرائے میں چسپاے رکھتے تھے۔ اُنکی غرض غالباً
 اس سے یہ ہوا کرتی تھی کہ کوئی نا اہل علمی راز پر واقف
 نہ ہو سکے۔ علماء ایران اور علماء فارس و ایران
 کی پُرانی تصانیف میں بکثرت اسکی مثالیں موجود ہیں
 قیاس سے یہ ہند کی تعلیمات وینی و دنیاوی کا واریدار بھی اسی
 طریقہ پر متاثر کے اخلاقی اور سیاسی علوم میں بھی اسی کی
 جملک نظر آتی ہے۔ یہاں تک کہ علماء ہند نے خواص
 شرفاء و راجہوں کے لئے ایک لغت ہی علیحدہ وضع
 کر لی تھی جس میں عوام الناس کو گفتگو کرنے کا قانوناً حق نہ تھا

علامہ خفاجی نے اُسکے حاشیہ میں قصہ ابدال و سلمان کا ذکر چھپایا ہے لیکن یہ نہیں بتایا ہے کہ وہ قصہ کیا ہے اور اُسکی تاویل کس طرح ہو سکتی ہے اسی طرح شیخ رئیس ابن سینا نے اپنی کتاب اشارات میں اس قصہ کا بہ طریق مثال ذکر کیا ہے لیکن اُسکے رمز کا اہل پورے طور پر نہیں کیا صرف اس قدر کہتے ہیں کہ فرض کرو سلمان تم خود ہو اور ابدال تمہارا ورثہ علیہ ہے اگر مٹے ہو سکتا ہے تو اس رمز کا حل کر لو انتھے کلامہ۔

اگرچہ ابدال و سلمان کی نسبت بہت سی روایتیں نظر سے گزری ہیں لیکن کوئی قصہ اور اُسکی تاویل زیادہ دلچسپ نہیں معلوم ہوئی مگر ایک رسالہ میں نے دیکھا جو خود شیخ رئیس کی روایت ہے اور بتلایا یہ وہی ہو گا جس کا ذکر ابو عبیدہ بخاری نے منہ شمس کے تحت شیخ کی تفسیل میں کیا ہے۔ اسلئے اُسکا ترجمہ عربی سے مندرج ہے اور میں کرتا ہوں تاکہ ہبوط لب علم الہی و سہلان تاملوں میں اس قصہ کا ذکر سنتے ہیں اور اُسکی تاویل و تفسیر میں توفیق سے مستحق حیران و پریشان رہتے ہیں اس سے بہرہ مند ہوں و اللہ الموفق والمعين۔

آغاز قصہ ابدال و سلمان

گو اس طریقہ تعلیم میں بہت سے فوائد مضمر ہوں لیکن اس میں شک نہیں ہے کہ اسکے مضرتیں فوائد سے بھی زیادہ ہیں ہم اس موقع پر اسباب میں تفصیلی گفتگو کرنا نہیں چاہتے ہیں بلکہ صرف اس قدر دیکھنا مقصود ہے کہ وہ لوگ اپنے مافی الضمیر مقاصد و مطالب کے لئے کس خوبی و عمدگی سے ایک قالب تیار کرتے تھے اور کس ہوشیاری اور چالاکی سے بیش بہا زروجواہر کو گوڑے کے نیچے چھپاتے تھے اہل اسلام میں بعض مفسرین اور کئی قدر فلسفین نے اس کو چھپین قدم رکھا ہے لیکن اہل تصوف نے نسب سے زیادہ اس واوی میں قدم مارا ہے اور اس رنگ کو ترجیح دیا ہے چنانچہ حضرت مولوی معنوی فرماتے ہیں ۵

خوشتر آن باشد کہ ستر و لبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

علامہ بیضاوی نے آیہ ما انزل علیٰ ملکین بیابل ہاروت و ماروت کی تفسیر میں اسی طریقہ کی جانب اشارہ کیا ہے اور کہا ہے کہ شاید یہ از قسم رموز الاول ہے اور

وریاقت کیا کہ ابسال اُسکے پسندے میں نہ پہنسیگا تو اُس نے
دوسری چال چلی اور اپنے شوہر سلامان سے یہ خواہش ظاہر
کی کہ تو اپنے بھائی ابسال کی شادی میری چھوٹی بہن سے
کر دے اور اپنی بہن کو اسپر راضی کر لیا کہ تیری شادی ابسال
سے کر اتو دیتی ہوں لیکن وہ تیرا خاص شوہر نہ ہوگا بلکہ میں بھی
تیرے ساتھ ابسال کی زوجیت میں شریک اور حصہ دار ہوں گی
اور اُس عورت نے ابسال سے یہ ظاہر کیا کہ میری بہن باکرہ
ہے اور بڑے شرم و حیا والی ہے اسلئے دن کو اُس سے
مخالفت نہ کرنی چاہئے اور جب تک وہ بچہ سے اچھی طرح
مانوس نہو جائے اُس سے گفتگو بھی نہ کرنا چاہئے۔ غرض
شادی ہو گئی اور زفاف کی شب سلامان کی عورت دولہن
کے بستر پر آپ سو گئی جب ابسال بستر پر آیا تو اُس جلی دولہن
سے صبر نہو سکا اُس نے جلدی سے اپنے کو ابسال کے
قریب کر دیا ابسال کو اس حرکت سے شک پیدا ہوا اور اُس نے
دل میں کہا کہ باکرہ میاوار لڑکی ایسی حرکت نہیں کیا کرتی اتفاقاً
اس وقت آسمان پر ابر چا گیا اور بجلی چمکنے لگی بجلی کی روشنی
میں ابسال نے اُس عورت کی صورت کو دیکھ لیا اور اُس کو

زمانہ قدیم میں مسلمانان اور اہلسال روہ قفقز بھائی سے
 اہلسال چڑھتا اور اسپنے بڑے بھائی مسلمانان سے لڑنے کے اہتمام میں
 تربیت اور نشوونما پایا تھا اور نامیت خرمش روہ قفقز قتل اور
 بڑا ہی موؤب اور عالم اور صاحب فقتہ و شہنشاہت نکلا تھا
 اتفاقاً مسلمانان کی عورت اسے عاشق ہو گئی اور اسے مسلمانان
 کو پیشورہ دیا کہ اہلسال کو اسپنے گھر میں رکھنا چاہیے تاکہ ہمارے
 بچے بادلے اہلسال کے علم و ادب اور حسن و جمالت سے
 فیضیاب ہوں مسلمانان نے اس راہ سے کی تاہم یہ کسی ایک مسلمان
 اس امر کے قبول کرنے میں عذر کرنے لگا اور کہتا تھا کہ رتوں
 بچوں کا میل جول مناسب نہیں ہے یہ میں متاثر ہوں گا نہیں
 آسکتا۔ مسلمانان نے اسکو اس طرح سمجھایا کہ میری عورت
 تیرے حق میں بمنزلہ مان کے ہے اُس سے میل جول رکھنا
 میں کیا عیب ہے غرض کہ اہلسال اُس کے گھر رہنے پر راضی
 ہو گیا۔ مسلمانان کی عورت اُس کے ساتھ بڑے آداب و ہمت
 سے پیش آیا کرتی تھی اور ایک مدت کے بعد مسلمانان
 کو خلوت میں پا کر اپنا عشق اُس پر ظاہر کیا۔ مسلمانان یہ سب سنا
 بہت بخیدہ اور کبیدہ خاطر ہوا۔ جب عورت نے یہ

صوبہ ملک کا باغی ہو گیا اور مسلمانان نے اہسال کو
 لشکر و کارا سے بھرتا بلکہ کھلے روئے کیا اُس عورت نے
 سرداران لشکر کو رو پیئے پیسے کا لالچ دیکر اس بات پر آمادہ
 کیا کہ عین معرکہ قتال میں اہسال کا ساتھ چھوڑ کر اُس سے
 الگ ہو جائیں چنانچہ اُن لوگوں نے ایسا ہی کیا اور دشمن
 غالب آ گئے اور اہسال زخمی ہو کر میدان جنگ میں گر پڑا
 اہل لشکر نے اُس کو مردہ سمجھ کر وہیں چھوڑ دیا خدا کی شان ہو
 کہ ایسے وقت میں ایک ڈشتی جانور نے اُس پر رحم کیا اور
 اپنی پستان کو اُس کے منہ میں رکھا اہسال و وہ بیکر سید
 تندرست ہوا اور چنگا ہو کر مسلمانان کے پاس واپس آیا ایسے
 وقت میں کہ دشمنوں نے اُس کو ہر طرف سے گھیر رکھا تھا اور
 اُسکی ریاست بہت ہی خوفناک حالت میں تھی اور وہ نہایت
 متفکر اور غمگین تھا اور اپنے بھائی کے ہلاک ہونے کا غم اس پر
 سب سے علاوہ تھا جب اہسال اُس کے ان پہونچا تو فوراً
 لشکر جمع کر لیا اور سامان حرب و رست کر کے دشمنوں پر جا پڑا
 اور اُنکو پریشان کر دیا اور باغی سرگروہوں کو قید کر لیا اور

پہچان لیا اور بستر سے نکال باہر کیا اور خود بھی وہاں سے
 نکل گیا۔ اور یہ ٹھان لیا کہ اُسکی صحبت سے دور رہنا بہتر ہوگا
 اور سلامان سے جا کر کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے لئے
 ملک گیری اور کشور کشائی کروں اور چونکہ مجھے اپنی شجاعت
 پر بہرہ رسہ ہے میں اس کام کو اچھی طرح سے انجام دوں گا
 سلامان نے ایک بہاری لشکر اُسکے لئے جمع کیا اور اُسکو
 لشکر کا سردار بنادیا ابسال نے لشکر کو لیکر دور دراز ملکوں پر چڑھا
 اور بہت سی قوموں سے شدید جنگ کئے اور بحر و ہوا اور
 شرق و غرب میں اپنے بھائی کے لئے بہت سے شہر
 فتح کئے اور بغیر کسی منت و انسان کے اپنے بھائی سلامان
 کو اُسکا مالک اور بادشاہ بنا دیا اسلئے وہ پہلا فرخ و القرنین تھا
 جو تمام روئے زمین کا مالک ہو گیا۔ بعد اُسکے جب ابسال
 فتح مند اپنے وطن کو واپس آیا تو گمان کیا کہ وہ عورت اپنے
 عشق کو بھول گئی ہوگی لیکن اُس عورت نے اپنے خیال کو
 نہ چھوڑا اور پہلی ملاقات ہی میں ابسال سے میاں فقہ کرنا چاہا
 ابسال انکار کیا اور اُسکو دھکایا۔ اسلئے ناراض ہوا اور ایک

حاصل کرتی ہے جب عقل نظری بجانب کمال ترقی کرتی ہے تو اُسکے عرفان کی غائت یہی ہوا کرتی ہے، اور سلامان کی عورت سے مراد قوت بدنیہ ہے جوشہوات و غضب کی آثارہ ہے یہ قوت تمام دیگر قوا کو اپنا سرخربنا لیا کرتی ہے تاکہ خواہشات فانیہ کے حاصل کرنے میں سب اُسکے تابع ہو جائیں اور ابسال کا انخار اور احتراز کرنا مثال ہے عقل کے انجذاب اور توجہ کی اپنے عالم عقلی کی جانب۔ زوجہ سلامان کی بہن سے مراد وہ عقل ہے جسکو قوت علیہ نے حاصل کیا ہو اُس عقل کو مطیع عقل نظری کہا کرتے ہیں اور نفس مطمئنہ بھی اُسی کا نام ہے) اور زوجہ سلمان کا اپنی بہن کا بھیس لینا اور اُسکی جگہ اپنے کو قائم کرنے سے مراد نفس مارہ کا مغالطہ دینا اور اپنے ذلیل مطالب کے حاصل کرنے کی فکر کرنا اور اپنے خواہشات کو مصالح حقیقیہ کی صورت میں نمودار کرنا ہے۔ اور ابرتاریک میں بجلی کے چمکنے سے مراد خوف الہی ہے جو خواہشات فانیہ نفسانیمہ کے ارتکاب کے وقت انسان پر وارد ہوا کرتا ہے اور وہ ایک جذبہ ہوتا ہے جذبات فی سے۔ اور ابسال کی اُس عورت کو زبرد تو بیچ کرنے پر

تمام ملک کو اپنے بھائی کے لئے صاف کر دیا۔ بعد ازاں
اُس عورت نے دو شخص طابخہ اور طاعنہ نامی کو بہت
کچ مال و متاع دیکر اس بات پر آمادہ کیا کہ ابسال کو زہر کھلائے
چنانچہ انہوں نے کسی جیاد سے اُس کو زہر دیدیا چونکہ ابسال
بڑا ہی جان نثار اور اعلیٰ درجے کا عالم باعمل اور شجاع اور
ذی نسب تھا اُس کے مرنے سے مسلمان اس قدر غمگین ہوا کہ
اپنی بادشاہت چھوڑ دی اور تمام کاروبار ریاست کو اپنے
ایک ہم عمر شخص کے تفویض کر دیا اور خداوند حقیقی کے دربار
میں بعد قیامت دل مناجات کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام حقیقت
حال مسلمان کو بذریعہ وحی معلوم کرادی تب اُس نے اپنی عورت
اور طابخ اور طاعنہ ان تینوں کو زہر دیکر مار ڈالا۔

تاویل اس قصہ کی یہ ہے کہ

مسلمان سے مراد نفس ناطقہ ہے	ابسال	مسلمان
اور ابسال عقل نظری ہے جو	عقل نظری	نفس ناطقہ
درجات کمال کی جانب ترقی	زوجہ مسلمان کی بہن	مسلمان کی عورت
کرتی رہتی ہے اور اس ترقی	عقل مطیع عقل نظری	قوت ہدینہ یا نفس لامہ
کے ذریعہ سے عقل مستفاد کو	بالفرض مطیعہ	

جبکہ عقل نے نفس کی تدبیر کو چھوڑ دیا ہو اور عالم با فوق کی جانب
 مشغول ہو گیا ہو اور ابسال کے اپنے بسائی سکے ہاں
 پلٹ آنے سے مراد عقل کا انتظام مصالح نفس کی جانب
 التفات کرنا اور تدبیر بدن میں نفس کی مدد کرنا ہے طایف
 سے مراد قوت غضبیہ ہے جو طایف انتظام کے وقت
 میں بڑک اٹھتی ہے اور طاعن قوت ششویہ ہے جو بدن
 کے مایحتاج اشیاء کی جانب انسان کو کھینچتی رہتی ہے۔
 سلامان کی عورت کے طایف و طاعن کے ساتھ مل کر ابسال
 کے ہاک پتہ بنی ہو جانے سے مراد عقل کا ارذل غریب میں
 استعمال نفس مارہ سے ضعف و عجز کی وجہ سے منقطع ہو جانا
 مراد ہے اور سلامان کی عورت کو اور طایف و طاعن کو اور
 سے مراد نفس کا استعمال تو اسے بدینہ کو آخر کار چھوڑ دینا
 مقصود ہے اور قواے غضبیہ و ششویہ کے متعلق
 ٹوٹ جانا مراد ہے اور سلامان کی پاؤں و شاہدہ
 الگ ہو جانے اور دوسرے کو تقویض کر دینا ہے۔
 مراد نفس کا تدبیر بدن سے منقطع ہو جانا اور بدن کو
 دوسروں کے تحت تصرف میں چھوڑ دینا مراد ہے۔

مراد عقل کا خواہشات انسانی سے منہ موڑنا ہے اور
 ابدال کے اپنے بنائی کے لئے ملکوں کے فتح کرنے سے
 مراد نفس ناطقہ کا بواسطہ عقل نظری کے تمام چیزات و ملکوت
 پر اطاع پانا اور عالم انکو میں ترقی کرنا ہے اور نیز ملکوں
 کے فتح کرنے سے مراد نفس ناطقہ کا بواسطہ قوت تخلیق اپنے
 مصالح بدنیہ کے تدبیر پر قادر ہونا اور انتظام امور سنازل
 و تدبیر بدن کو بآئین بہین انجام دینا ہے اور اس لئے
 اسکو پہلے ذوالقرنین کے نام سے یاد کیا گیا ہے کیونکہ
 یہ لقب اس شخص کا ہے جو تمام ممالک و سرزمین کا مالک
 ہو گیا ہو۔ اور لشکر کے ساتھ چوڑ و وسیع سے مراد
 قوا سے حصہ اور دنیاویہ اور وہمیہ کا نفس سے کنارہ کرنا ہو
 جب کہ نفس طار اعلیٰ کی ترقی میں مشغول ہو اور ان تمام قوا
 کی جانب اسکی التفات نہ واسوجہ سے قوا سے مذکور میں
 فتنہ کا سراپت کرنا اس سے مراد ہے اور وحشی جانور کے
 دورہ پڑنے سے مراد اس پر عالم غیب سے فیضان کمال
 کا دار ہونا ہے اور ابدال کے کہو دے پر سلمان
 کا تیرا حال ہونے سے نفس کا مضطرب ہونا مراد ہے

۱۳ بقیہ ترجمہ تاریخ تہموری

اور مادہ شرفساد ہیں۔

اور یہی دولوں باعث نا اتفاقی و ہلاکی بلا و نقصانِ رومال ہیں
اصل او بار اور خوزیری بندگان پروردگار کا ہی سبب ہیں
یہ دولوں تکبر اور سرکشی میں فرعون و ہامان کے
جوڑ ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ فرعون و ہامان اور انکا لشکر
جسطحِ خاطر اور غطاوار کے تھلے طبع یہ دولوں اور انکے
ہمراہی تمہاری علوم و تربت کی حمایت میں لگے لیٹے ہوئے ہیں
حالت انکی یہ ہے کہ جہان قدم رکھا نحوست اور شامت
انکے ساتھ نازل ہوئی۔

حاشا و کلا کسی طرح قرین مصلحت نہیں کہ ایسے دو بہو کے
مفلوک تحت حمایت سلطان روم قیام پذیر ہوں۔ آپ انکو
امن دینے سے نہایت حذر فرمائیں بلکہ فوراً انکو کھلا دیجئے
اور گمیر کر جہان دستاب ہوں قتل کیجئے۔ آپکو چاہئے
کہ ہماری مخالفت سے پرہیز کریں ایسا نہ کہ آپ کو ہمارے
قمر کا دائرہ گمیر لے اپنے سنا ہو گا کہ ہمارے مخالفین
کی کیا گت ہوئی اور ہماری لڑائی تے اور مار پیٹ نے
انکی کیا حالت خراب کی اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ ہم نے انکے ساتھ

<p>نگونید از سر بازیچه حرفی اگر صد باب حکمت پیش نادان</p>	<p>کز ان پندے نگیر و صاحب پیش بخوانند آیدش بازیچه در گوش</p>
---	--

مولوی غلام محمد منتظم کینست کونسل

جب سلطان نے مراسلہ ملاحظہ کیا اور طرز تحریر سے
 فحوائے سخن پر مطلع ہوا جہلا کر کھڑا ہو گیا اور غصہ سے لال
 ہو گیا اور اس قدر چلا یا کہ آواز بیٹھ گئی گویا کہ رسوت کا آبرو لال
 بیگیا (رسوت ایک درخت کا عصا رہے جس کی تاثیر یہ ہے
 کہ اس کے آپ زلال پینے سے آواز بیٹھ جاتی ہے)۔

پھر کہا کیا تمہو ران ہیو وہ فقروں سے ڈراتا ہے یا ان
 دواہیات، مضافات میں سے جوش دلاتا ہے یا مجکو بھی مثل
 شوکتی عجم اور تیمار و شست کے محقق کے برابر خیال کیا ہو
 کیا سیری جمیگت کو اہل ہند کی جمیعت خیال کرتا ہے
 یا یہ گمان ہے کہ مثل افواج عراق میرے بیان کے
 لشکر میں کبھی مادہ اختلاف و شقاق باہمی ہے یا یہ وہم ہو
 کہ میرے ساتھ خازیان اسلام مثل عساکر شام کے
 نہیں ہیں یا اسے عساکر اور جمیعت کو میری فوج کے برابر
 سمجھتا ہے شاید اسکو یہ معلوم نہیں کہ میں اس کے ذریعہ
 حالات سے واقف ہوں کہ کس کس طرح سلاطین کو فریب
 دیا اور وہو کہ بازئی سے غلبہ حاصل کیا اور کافر نعمت
 بنا اور جو کچھ ان سلاطین سے اسنے کیا اور جو کچھ انہوں نے

کیا کیا مناسب یہی ہے کہ ہمارے آپ کے درمیان جنگ
و جدال تو کیا قیل و قال کی بھی نوبت نہ آئے۔ ہنرے آپ کو
تمام مجتہدین تبار دین اور مشالین دیکر سمجھا دیا۔

اس مراسلہ کے فقر و ن مین کمین ڈرا یا کمین و ہکا یا کھی
ہو لناک و افقے متلائے کبھی وحشت ناک خبرین سنائیں۔

ابن عثمان بنجیع اور مضطرب العقل تہا صبر کی تاب نہ تھی
حالانکہ وہ سلاطین عادلہ سے تہا سقی وین کا مقصد عامی
مگر اضطراب مزاج کی یہ حالت تھی کہ اگر شہ نشین مین بات
کتنی شروع کرتا تو ٹٹلتے ٹٹلتے سراپر وہ تک آجاتا۔ بوجہ عدا
سطلانی زمانہ موافق تہا اور شوکت سطلانی عام تھی چنانچہ مہما
قمریان پر قبضہ کیا اور دہان کے بادشاہ سلطان علاء الدین
کو قتل کیا اور سلطان کے وچون کو قید کیا اور ممالک
منشا اور صرار و خان پر جابرانہ دخل کیا۔ اور
امیر یعقوب بن علی شاہ والی کرمان بہاگ کر تھیو
سے جا ہلا۔

حد و کوہ بالقان ممالک نصاری سے ممالک
ارژنجان تک بالکل صاف ہو گئے۔

تو فسادہ نشی کی فتن میں ان پڑھان گئے اور ہمارے
کم فیتہ لوگوں کو تلواریں قیام کے ہاتھ کہاں آئے ہیں
وہ سوائے تیر اندازی کے کچھ نہیں جانتے ہیں ان میں کچھ لڑتے
شیران ہمارے وہی کے رہے لوگ تیر اندازی پر دبانے پر انداز
حرابہ جنگ کے آفرین و کار ہیں۔

اہل ہند کے ہمارے فوجیوں میں تیر کے لئے کئے اس
مکمل کرنے اس میں فوجیوں نے بڑا بہرہ ہے اس کے فوجیوں میں
آلٹ و سٹ اس وجہ سے اس کے پانچ پانچ لڑتے ہیں
اور عموماً اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے اس کے لئے
رہ گئے۔

اور ہمارے شام انہوں نے بڑے کچھ کیا مشہور رہا اور
معصائب ان پڑے کچھ نہان نہیں لیکن جیسے ان کا پار شاہ
ملک طمانہز راہی ملک بھاہرا اور قوت اور جیت کے
ہاتھ پانچ بیت سلطنت کے سستون بل گئے اور جہ
مٹھی بندی تھی وہ کھل گئی بات میں ہوتے پڑی آپس میں بغاوت
ہونے لگی روسا قتل ہو گئے جہوٹے لوگ رہ گئے تو زمانہ
نے مالا سے مرورید انتظامی کا دبا گا توڑ دیا سب انتظام

اسکے ساتھ کیا۔

اب میں مختصر طور سے حالات کی تفصیل کرتا ہوں اور جو کچھ
دل جانتے ہیں اُسکو کہہ دیتا ہوں۔

سب سے اول یہ ہے کہ یہ حرام زادہ چور و خونریز پروردہ ^{عصمت}
کاشکنندہ بدعہد و وعدہ خلاف مہر یا اونٹ کی طرح اچھا کیست
چھوڑ کر ناقص پر جا پڑے یعنی راہ صواب سے منحرف
طریقہ خطا کا اختیار کر نیا لاتا۔

اسی حالت میں حملے کئے غالب آیا بڑھتے بڑھتے پہل نکلا
طاقت بڑھ گئی لوگ غافل رہے۔

اور جبوقت سے یہ ظاہر ہوا بچپن ہی سے عیب دار
تھا یہاں تک کہ بوڑھا پابھی عیب سے مفلوط رہا اور جوان ہوا
اب جوان ہو کر جو پایا اور باغ ہو کر جو کیا کیا۔ یوں کہے کہ ایک
شرارہ (تینگا) تباہ ترک اُٹایا ایک دانہ کی شاخیں پھوٹی ہوئی
ایک گون بہر غلہ ہو گیا۔

ملوک عجم کے یہاں حیلہ و فریب سے داخل ہوا اور بعد
اسکے کہ ملوک عجم اگر چاہتے تو تیمور کا نام صفی ہستی سے
مشادیتے و فتہ انہر پیدا ہوتا اور سوار و سوار سے ہلے کیا۔

سخت ہیں اور تیرسید ہے استوار اور مقابلہ اور مقابلہ کے
قوی ہیں اور حجاج کے قافلہ کے اونٹوں کی طرح یکجا ہیں اور
بیکہ ہوئے شیر و کئی طرح آمادہ ہیں تاہم وہ ہمارے لشکر کے
جماؤ اور فتح و نصرت کا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

بہت فرق ہے کہ ایک شخص ہو کون ٹکون کو اکٹھا کرے
اور ایک جگہ پہاوان اور غازی جمع ہوں کیونکہ لڑائی ہمارا کیل ہے
اور مار پیٹ ہمارا مطلوب ہے اور جہاد ہمارا کام ہے اور غازیوں
طریقہ فی سبیل اللہ ہمارا جاؤہ ہے اگر کوئی بطلب و نیاکتے کی طرح
ہمپر ہوتا ہے تو ہم ان پر بائیں تمنا حملہ کرتے ہیں کہ اللہ کا بول بالا
ہو۔ ہمارے لوگوں نے اپنے جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ
بوجھ دیا۔

ہمارے ضربات کی کفار کے کانوں میں بہینا ہٹ اور تلواروں کے
خودوں پر پڑنے کی جہننا ہٹ اور ہمارے کمانوں کی نمارا کی ناک کے
تھنوں میں چسپا ہٹ اگر انکو حکم دین کہ سمندر میں کود پڑو فوراً
تسلیں کریں اور اگر کہیں کہ کفار کے خون کا دریا بہاؤ تو بہا دیں۔
اور جب پل ٹریں وہ اپنے قلعوں سے دشمنوں کے قلعے
اکھاڑنے پر تو ہلاک کر ڈالیں اور خاک میں ملا دیں۔

ترتیب ہو گیا اور تفرق کے اُلو ملک میں بولنے لگے حالانکہ وہ لوگ اپنی صورتوں میں مثل ربیع کے تھے (ربیع کا مزاج حار و طاب گرم شے نافع ہوتی ہے) اور باطن میں چما و می (یہ بار و یابس ہے اور بار و یابس شے مضر ہے کیونکہ روح کا مزاج گرم تو ہے) اُنکی بہتر یا چال ہے جد ہر کو ایک ہو ا سب ساتھ ہیں اکٹھے ہو کر شب باس ہوتے ہیں ۔ اور اُنٹے ہیں ایک ایک دو۔ تفرق یا یاد یسب یا خراب قلات الزمویہ مثل ہے معنی یہ ہیں کہ سب متفرق ہو گئے۔

سب امین کے جدا جدا کا نام ہے ہر دو میں اس سے بہتر ترجمہ نہیں کہ اُنکی طاقت کی با و ا ا ر م کا کیل کیل ہو گیا۔ جب یہ تفرق پیدا ہوا تو لشکر تیموری لوٹ مار پرا ترا یا اور تیمور خالی میدان دیکھ کر بھول گیا اور سیٹیان بجانے لگا اور اگر عسا کر شام میں اتفاق ہوتا تو تیمور کو تکہ بولی کر دیتا اور اُسکی جمعیت کو ترتیب بظاہر دیکھنے والا خیال کرتا ہے کہ وہ سب یکدل ہیں مگر حقیقت وہ ہر اک اپنے اپنے خیال میں متفرق ہے۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ وہ متفق النظام ہیں نیزے

لامت نہیں سنتے۔

ہم جانتے ہیں کہ یہ ہماری تحریر ٹھیکو ہمارے بار کی طرف
براغیتہ کر لی اگر تو نہ آئے تو تیرے ازواج پر تین طلاقین
اور اگر تو آئے اور ہم ہاگ جائیں اور نہ لڑیں تو اس وقت
ہماری عورتوں پر تین طلاقین منظر۔ بچہ رٹ کو بند کیا اور یہ جواب
تیور کے پاس مسجد یا۔

جب تیور نے یہ جواب منظر بانہ (س) سے جوش کی چھٹی تکی
تھی بڑا لگا کہ اس نے عثمان دیوانہ اور اتمو ہے کیونکہ اتمو
طویل نامہ اور ہج او ختم کیا اپنے منظر کو عورتوں کے ذکر پر
(یہ دلیل اس کے حق کی ہے) کیونکہ ذکر عورتوں کا اُس کے یہاں
سخت عیب اور بدترگناہ ہے یہاں تک کہ وہ منہ سے لفظ
عورت یا جو روکا نہیں کہتے اُس کو اور لفظوں سے تعبیر کرتے ہیں
(جیسے اہل ہند گہ والی یا اہل خانہ کہتے ہیں) اگر کسی کے لڑکی پیدا
ہوتی ہے تو اُس کو مخدرہ پردہ نشین مستورہ کہہ کر تعبیر کرتے
ہیں۔

بلاوروم کے خراب کر نیو اس آؤ کی
ہم خاصیت یعنی (تیور) کا قصدا

۶
اگرچہ اس وقت تک کہ اگر کسی نے اس کو دیکھا ہو تو اس کی بات سننا بھی اس کی بات سننا ہی ہے اور اس کی بات سننا ہی ہے۔

اگرچہ اس وقت تک کہ اگر کسی نے اس کو دیکھا ہو تو اس کی بات سننا بھی اس کی بات سننا ہی ہے اور اس کی بات سننا ہی ہے۔

اگرچہ اس وقت تک کہ اگر کسی نے اس کو دیکھا ہو تو اس کی بات سننا بھی اس کی بات سننا ہی ہے اور اس کی بات سننا ہی ہے۔

اگرچہ اس وقت تک کہ اگر کسی نے اس کو دیکھا ہو تو اس کی بات سننا بھی اس کی بات سننا ہی ہے اور اس کی بات سننا ہی ہے۔

اگرچہ اس وقت تک کہ اگر کسی نے اس کو دیکھا ہو تو اس کی بات سننا بھی اس کی بات سننا ہی ہے اور اس کی بات سننا ہی ہے۔

سنا تھا کہ نہ توفیق نہ (کیونکہ توفیق کے یہ معنی ہیں کہ پہلے کام کے
اسباب مہیا ہوں) اور یہ فوج کہ جسکو بحر و خا رکئے تو بجا ہے
اور اندھیری رات سے تشبیہ دیجئے تو روا ہے چلتی پہرتی
اور راہ میں قہر و استیلا کرتی ہوئی قلعہ شہر کماخ پر خیمہ
آفتاب ہوئی رکناح عجی لفظ ہے اور پلا دروم سے ایک بلد ہ

کا نام ہے)

یہ قلعہ اپنی مضبوطی میں ایسا ہے جیسا موحہ خدا پرست کا یقین
کہ کسی طرح ٹوٹ نہیں سکتا اور اپنی حفاظت کی شہر نیاہ میں ایسا تھا
جیسا عابد کا اعتقاد کہ اُس میں کوئی سوا خدا کے دخل نہیں ہوتا اُسکی
مندان کو وہم کا تیر بھی نہیں گزر سکتا اور اُس میں پہونچنے کے لئے
فہم صائب کا رہبر بھی رہنا ہی نہیں کر سکتا۔ قدرت کے مہار نے
اُسکے سنگلاخ ارکان کی بنیاد ڈالی اور فطرت کے انجیز بنائے
اُسکے قہ بنائے نہ یہ ڈول لبی عمارت تھی نہ زمین سے ملی ہوئی
شنگتی مگر اپنی مضبوطی میں یہ قلعہ ہے نظیر تھا۔

حدود قلعہ کماخ

ایک جانب نہر فرات قد مبوس تھی دوسری طرف ایک
وسیع دادی اُسکے پہاڑوں کی نگین تھی جسکے پاس زمین قدم

اب تمیور نے ابن عثمان پر چڑھائی کا راستہ نکالا اور رفیق و طریق کی فکر کی (جیسے مثل مشہور ہے اول رفیق بہر طریق) اور ایک رہبر کو ساتھ لیا۔ فوج کا شمار کیا تو گویا فاذا االوحوش حشرت یعنی جسوقت وحوش کا حشر انسانوں کے ساتھ ہو تو کیا ہجوم ہو گا۔ اور جب وہ فوج زمین پر پھیل گئی تو گویا فاذا االانفس افشرت یعنی ایسے ہو گئے جیسے ستارے بھڑھائیں اور جسوقت فوج نے اپنی موج میں حرکت کی تو گویا فاذا االجبال ستر یعنی یوں معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ چل رہے ہیں اور جب ذرا اُپر سے تو گویا فاذا القبور اُفشرت یعنی یہ عالم ہو گیا کہ قبر سے مرنے اُٹھائے گئے اور جب چلے تو فزائلت الارض ذلزالا یعنی زمین پر ہونچال اُگیا اور ہل گئی اور جب چلے تو گویا فاطمات القيامة اہوالها یعنی قیامت لی ہولناک سین و نیا کے نائمک میں تاشایون کو دکلا دیا۔

اور تمیور نے اپنے ولیعہد بہادر محمد سلطان بن جہانگیر یعنی اپنے نواسہ کو لکھا کہ تم بمبیت امیر سید الدین اینجاب کے پاس حاضر ہو۔

اب تمیور برہ راست روم کو روانہ ہوا۔ اتفاق نے تمور کی

کر کے تمام کڑیاں تختے اور لکڑیاں وادی میں ڈال دیں
اور زمین کے ہموار کرو یا اور عرفاً طولا بہر ویا۔

اہل قلعہ کو جب معلوم ہوا کہ وادی کی لکڑیوں سے بہر ویا ہے
انہوں نے فوراً باروت ڈال کر آگ دیدی تمام لکڑیاں مشتعل
ہو گئیں مگر چونکہ بنیا و قلعہ کی پہاڑ پر واقع تھی اس کو کچھ مضرت
نہ پہنچی۔

مگر تیمور کے استقلال اور نکر میں اس سے کچھ فرق نہ آیا بلکہ
فوراً حکم دیا کہ شہر خض لہند پر نصف نین کے پتھر لائے اور اس میں
ڈالے گئے تاکہ چھوٹیوں باندھ سے دل کی طرح پل پڑے اور
پہاڑ اور میدان اور درختہ اسے آتش و خرابی سے پتھر لائے
اور اس وادی میں ڈالے گئے لفظ میں غوج تیموری
نے درہ کو دو تہر کنکر سے بہر ویا بہر حکم دیا کہ ان پتھروں کو
اس وادی میں اس طرح ڈال دو کہ جیسے کفار قبا مسک جب جہنم
سے پوچھا جائیگا کہ تو بہر گئی اور وہ کہے گی ہاں کچھ اور بھی زیادہ
کہ وہ پناہ پختہ کر تیموری نے پتھروں کے تو دہشتہ کہ جمع کئے
تھے کہ سیدر تیمر اس میں ڈالے اس کے بہر نے کے بد جب قدر
اس میں ڈالے گئے اس سے ہزار چوبانی رہ گئے جہاں تک

لگنا محال تھا تمام پانی نہ فرات میں آتا تھا اور دوسرے
 دو جانبوں میں ایسے پہاڑ تھے کہ جب اُن پر آنکھ پڑتی تو بصیرت
 زبان حال سے کہتی انہ لستی عجائب بیشک عجیب چیزیں۔
 تیمور نے اسکو بلا کلفت لے لیا اور اُسکے مکانات محترم میں
 بلا ملاقات و وقفہ داخل ہو گیا۔

یہ قبضہ قلعہ کا بعد آنے محمد سلطان کے ہوا کیونکہ تیمور نے
 بعد آنے ولید بہادر کے قلعہ کا محاصرہ اور جنگ اُنکے
 سپرد کی۔

قلم کو تیمور نے کس طرح فتح کیا

بدینوجہ کہ وادی میں کسی کے سپر جتے نہ تھے جو آتا تھا دشوار
 گزاری وادی سے تنگ ہو کر بے نیل مرام واپس ہوتا تھا وادی
 وہاں پہاڑ جھکا رہا تھا اور اُچھڑا ہوا تھا کیونکہ عبور کا قابو نہ ملتا تھا۔ تیر کی زبان
 اُسکے عرض کی آبروریزی نہ کر سکتی تھی یعنی تیر اُسکے عرض کو طے
 نہ کرتا تھا۔ غواص (دخولہ زن) مینالی کا پانوں اُسکی تہ تک نہ پہنچتا تھا
 تیمور کی جب نظر اسپر پڑی اور چشم فرست سے دیکھا فوراً
 حکم دیا کہ اس میں تختے اور لکڑیاں ڈالیں جائیں آنکھ جھپکنے کی ویر
 سکتی کہ فوجی سپاہیوں نے درختوں کو گر کر اور مکانات کو ٹکڑوں میں

شمس کیا تو قاصدوں کو ہر صا در وار کے اطلاع کے لئے
فرمان واقعات نیک و بد وغینہا سے بے جد بعد بعنوان ذیل
لکھ کر دینے کیا ۔

ترجمہ ششم

اُن تیز شو کیٹنگ کے خوشنویسی تہیں | شکر خدا کا رخ کا قلعہ ہوا ہے فتح
اس فرمان میں یا استتار میں اپنا خط لکھنا اور ابن عثمان کا
احتمائے جواب لکھنا ظاہر کیا ۔

نظامہ استتار و عنوان تحریر یہ تھا کہ بیٹے ابن عثمان پر
ظلم نہیں کیا اور نہ جادہ عدل و انصاف سے بچا و زکیا بلکہ
بیٹے بڑی نرمی اور لطف سے لکھا تھا کہ تو اپنے مملکت کے
دولوں سے مادہ فساد کا نکال دے یعنی احمد جلا پر می
یہ قوم جلا بر کی طرف نسبت ہے، اور فرایوسف ترکمانی
کو جنہوں نے بلا و کو بے چراغ اور بندگان خدا کو برباد کیا ہے
اور ظاہر ہے رضا بالمعصیت بھی معصیت ہے اور اقرار بالکفر کفر
اور فاسق بے سوال محتاج بہتر ہے فاجر ظالم سیئی الباطن ہے
یہ دولوں و وزیر نگئے اور ابن عثمان مملکت فساد کا امیر بن گیا۔
اور بغض و عناد میں وہ دولوں اگر چھوٹے ہیں تو یہ بڑا ہے

نظر جاتی تھی چھری پھر نظر آئے تھے ۔

جب دادی بہرگئی فوج اُسپر سے چلکر دیواروں کے قریب پہنچی اور سپہیان لگا کر اُپر چڑھ گئی اور یہو مرستے تیر اندازی کے تھے وہاں مردہ یا ندھا ۔

اب اہل قلعہ اپنی زبان و رازی سے باز آئے اور اسٹیج ٹیمپ کی اور کہا کہ تم قلعہ میں باطنیان و سلامتی آ جاؤ ۔

یہ محاصرہ اور اہل قلعہ کا مضطر کرنا شوال سنہ ۱۰۱۰ء میں ہوا ۔ جب تیمور نے قلعہ کو مستقر بنایا حکم دیا کہ ان بہرون کو جہان کے تان پہونچا دو یہ کہنا تھا کہ اہل عساکر ہوا کی طرح اُڑے اور جہان سے لائے تھے وہیں ہینک آئے پھر مسے شمس کو وہاں کا والی بنایا اور وہاں سے اس طرح لوٹا جیسے کل گزشتہ ۔

یہ قلعہ ارژنخان سے نصف منزل ہے ۔ اور یہ قلعہ اُن مشہور قلعوں سے ہے کہ حسین باریابی دشوار اور حبکی استواری معلوم ہے ۔

جب تیمور نے اس قلعہ کا ازالہ بکارت اپنے فولادی حربہ سے کیا اور قہر افش کر کے پیر حیر نقصان باعطا رتولیت

دوا کے پیرقان

عوام الناس کو مژدہ ہو کہ اکثر لوگ مرض پیرقان میں مبتلا ہو کر سخت اور پرہیزی
معاہجون سے عاجز ہو جاتے ہیں اسلئے بنظر آسانی رفاد عام احقر کے
دواخانہ یونانی محلہ بلیہ راجہ چند و لال بکلیٹہہ باشی واقع سمت دوم
صفائی اندرون بلدہ مکان نمبر ۱۲۱-۱۲۲ عرصہ وراز سے تیار ہوئی ہے
سات پوڑی ادویہ قیمت ۵۰۰ روپے عالی ملتی ہیں بوقت اخذ ادویہ ترکیب اسکی
کدیجا و گی - طرفہ یہ کہ پرہیزی بالکل نہیں جو چاہو استعمال کرو صد ہا مرض
شفا پانچے -

نرو خضاب عمدہ

خضاب عمدہ اور عالی درجہ کا تیار کیا گیا ہے جسکے لگانے سے
سفیدی بالوں کی بالکل جاو گی اور رنگ بالوں کا سیام ہی رہتا ہی ہو راتین
ہوتا منگو نٹلور ہو لیجائیں اور آنا مین قیمت بالکل کم ہی فی نرو - ۲۴ روپے
اخذ خضاب ترکیب بتلائی جاو گی -

المشیر
حکیم فتح چند صد صاحب جاگیرات عالیجناب جہ راجا بایان لکھنؤ
گہارا جہ باد و رشیکار و منصرم مدار المہام سرکار عالی

اور وہ دونوں فساد میں بیکارے عیش و سرور کے رکبنہ، یہیں دونوں
اُسکے والی ہین تو کیا بُرا سولی ہے اور کیا بُرا کبنہ وہ دونوں
درست نہ ہوے اور ابن عثمان کو بگاڑ دیا اور اُنکو کچھ فائدہ
ہوا اور یہ ٹوٹے مین آگیا گویا کہ شاعر نے انہیں کا امر مراد رکھا
اور انہیں کا قول ظاہر کیا اور عیب کیا، اُنکو اپنے قول سے۔

ترجمہ شاعر

اونٹ خاشتی کی صحبت میں اگر اختیار کیا
یہ نہ اچھا ہو جو اچھا ہو وہ خاشتی بن

ابن عثمان اپنی کچی برہا اور اُنکو پناہ دیکر ایسا ہو گیا جیسے کسی
شخص نے کفار لنگڑے کو پناہ دی تھی (کسی شخص نے کفار جانوروں
کے لنگڑے بن پر ترس کھا کر اُسکو پناہ دی بالآخر کفار نے
اُسکا پیٹ چاک کر دیا)۔ ہم نے اُسکو منع کیا نہ مانا اور متنبہ کیا تو
نہ باز آیا بطور عبرت اُسکو اور رون کے واقعات بتائے نہ سمجھا
ہر چند کہ ہمارا انتقام نے اُسکو بزبان حال کہا کہ اَلْحَذَرُ اَلْحَذَرُ۔
ہم نے اپنی عادت اور رزم کے موافق اُسکا نام اپنے نام کے
ساتھ لکھا اُس نے اس طریقے سے تجاوز کیا اور اپنی کج روی ظاہر
کی اور اُس نے بعض مراسلات اور مکاتبات میں اپنا نام طرین کے نام
کے نیچے لکھا اُسکو یہی واجب تھا دینے وہ اُس سے بھی ارذل تھا

عظمت

شعبان سے آفتاب بندہ

خزائن شواسے ابریشمین پرند

مال و دولت و دولت و دولت

دبیبی

۱۳۱۵

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفی انوار مجیب علیہ السلام

کی تقریباً لکڑہ مبارک کی تہنیت میں یہ ماہواری رسالہ صہین

تظم و نشر کے اخلاقی علمی شوق ظریفانہ مضامین ورج ہوئے اور جسکے

بانی بانی عالیجناب جہ راجایان تمام کجشن پرشاد و بہا و مخلصین

تکسید حضرت آصف نعل سجانی پیشکار و وزیر افواج آصفی بہن

بنا و مجتہد الیہ زیر نگرانی رائے ہیرالال صاحب مخلصین نشاط

مجتہد حسین رباب و علاؤ الدین

شائع ہوا

نوس

یہ سالہ ہر مہینے کی پیش تالیف مادہ ہالی کہ شامل ہے۔ گاہ میں
 حقوق بحق راہی ہیرالال صاحب شایعہ مطبوعہ ہیرالال صاحب
 مالیناب ہمارا یہ پورا ورثہ نشا و نشان کو بطریق خاص
 عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دیا
 ۱۔ امرایہ عظام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
 ۲۔ چمک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
 ۳۔ سامہر والوں سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کے علاوہ محصول ڈاک ۔ ہر
 سال ۔ جو صاحب سے سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرما
 انکو ایک اشرفی پیش کیا جائیگی ۔

۴۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہو گانہ واپس ۔

اطلاعیہ مضامین قیمت درخواست خیر یا خیر نام
 ہیرالال صاحب شایعہ مطبوعہ ہیرالال صاحب

علاقہ ماہرہ بھابھکانہ
 و قسطنطنیہ دارالمنہج



تم سلامت رہو ہزار برس
مہر میں کے ہونے کا پاس ہزار

فہرست مضامین و بدیہ اصفی نمبر (۵)، جلد (۴)

نمبر	صفحہ نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ ویدہ۔	عالیجناب راجہ بہا پیشکار و وزیر افواج اصفی
۲	۴	بقیہ صنعت۔	جناب قادر مر قاضی حسین صاحب
۳	۹	بقیہ حکمت فلسفہ	جناب محی الدین حسین خان صاحب تسنیم
۴	۱۴	بقیہ تاریخ یورپ۔	جناب لہار راؤ صاحب وکیل و کرنل انجمن و فز و جہاد
۵	۱۸	تحریر تمام ترقیوں کی جڑ ہے۔	جناب محمد قطب الدین علی صاحب یسلی۔
۶	۲۵	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری۔	جناب مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب

بقیہ وید

سلسلہ کے لئے دیکھئے دہد بہ آصفی نمبر (۴)، جلد (۴)،

ہم سرو امیر ہا بجنون کا ترجمہ لکھتے ہیں کہ یہ معلوم ہو جائے کہ عبارت کا ڈھنگ کیا ہے۔ اس میں بائیسواں لکچر ہے اور اس کے دو باب ہیں جنکو انوکھا کہتے ہیں اور یہ انظم ہیں۔

ترجمہ اصل سبب آگ ہے۔ اور آفتاب اور ہوا۔ اور چاند اور برہما پاک اور پانی اور کل خلق کا اشرف۔ وقت پل۔ گڑھی وغیرہ۔ اور یہ وہ ہے جسکی افضلیت بڑی ہے اور ضرورت نہیں ہے یہ وہ ہے جسکی شہرت مختلف مقدس گیتوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور وہ خدا کی جسکا وجود کل مقامات پر جلوہ فگن ہے سب کے پہلے وہ خلق ہوا۔ وہ شگفتہ اور پیدا ہوا ہے۔ وہ علوہ علیہ انسانوں اور بالجموع کل انسانیت کے پاس ہے وہ جسکے قبل کچھ نہیں پیدا ہو۔ وہ جو مخلوق کو آفرین ہے اور

زمین آسمان اور کائنات ابھو کو وہی سمجھنا چاہئے سب سے قبل پیدا ہوا۔
اور یہ سمجھنا چاہئے کہ تمام دنیا میں اور نظام شمسی خود اسی کی ذات ہے اور
سجیدگی سے قربانی کرنی چاہئے۔

عقل اور دولت کے لئے میں قربانی کے بادشاہ کی جو اندرا کا
دوست ہے خدمت میں منت کرتا ہوں خدا کرے یہ ہم قربانی اثر پذیر ہو۔
اے انہی توجھے آج اس نور عقل سے روشن ضمیر کر دے جسکو دیوتا
اور بزرگ پوجتے ہیں خدا کرے یہ قربانی رنگ اثر چاہے۔ اور ورنہ
عقل مجھے عطا کر۔

اے آگ اور پیر چاہتی میرے دل کو نور جمیت عنایت کر۔ اے
اندرا اور ہوا مجھے ایسا کر دے کہ عقل سے دل بالالامال ہو جائے۔ اندکی
قدرت سے میں عقل سے بہرہ ور ہو جاؤں۔ اور خدا کرے کہ یہ قربانی مقبول ہو
اور میری کامیابی سے کرو اور سپاہی و لون کو فائدہ حاصل ہو۔

دیوتاؤں کی بدولت مجھے وہ خوشی حاصل ہو جائے جسکی کوئی انتہا نہیں۔
میں تجھے قربانی دیتا ہوں اللہ مقبول کر دے۔ اور توجھم شرفیت ہو۔

شاد و عفی عنہ

جزو جسم ہے وہ خلق سے خوش ہے اور جس نے چاند سورج۔ آگ کو پیدا کیا
یعنی تین روشن اجرام کو کس خدا کے نام کی قربانی ہمیں کرنی چاہئے۔
اسی کے نام کی۔ جسے آسمان کو سیال بنایا اور ٹھوس زمین پیدا کی۔ اور
نظام شمسی اور اجرام علوی مرتب کیا اور کائنات الجوین قطار ہای باران
بیچھے۔ کہ خدا کے نام کی ہمیں قربانی کرنی چاہئے۔ اس خدا کے نام کی
جسکو آسمان زمین دونوں خیال میں رہتے ہیں۔ اور ان دونوں کو مضبوط
کرتا ہے اور نور بازو اور آفتاب انکو روشنی دیتا ہے۔ حکیم طبع آدمی
اس سے جو اور سب سے نہان ہے ویکہ لیتا ہے اور جسکے سبب سے
دنیا قائم ہے۔

دنیا اسکا ایک جزو ہے۔ اور اسی سے آفرینش ہے مخلوق میں وہ
پیوست ہے۔ مختلف صورتوں میں اس حکیم طبع انسان کو لازم ہے
کہ اس غیر فانی کو مقدس سمجھے اور الہام کے مطلب پر غور کرے۔ اور
اُس نظر سے نہان کو دیکھے۔ جسکو تین حالتوں سے واقفیت ہو۔ آفرینش
اور قیام اور فنا جو بالکل راز سرستہ ہے۔ وہ برہما جنکو دیوتا باقی کہتے
ہیں یعنی جنکو فنا نہیں ہے وہی بچون کا مقدس باپ ہے اور وہی
حکم تمام عالم میں ہے۔

عنصر کا جانتا۔ مختلف دیوتاؤں کا پتہ لگانا یہ اسی کا کام ہے

میں کارخانہ اسوقت موجود ہیں۔

کارخانہ پارچہ بافی

شمار	نام	مقام
۱	حیدر آباد وکن اسپننگ اینڈ ڈیونگ کمپنی۔	حیدر آباد
۲	محبوب شاہی مل گلبرگہ۔	گلبرگہ
۳	اورنگ آباد اسپننگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی۔	اورنگ آباد

دیگر کارخانجات

نام مقام	تعداد	کیفیت
اورنگ آباد۔	۱	روی صاف کرنے گٹے باندھنے کا کارخانہ۔
جالندہ۔	۳	کارخانہ صفائی پنبہ۔
منجھ گانوں۔	۲	کارخانہ صفائی پنبہ۔
برلی۔	۱	گٹے بنانے کا کارخانہ۔
راپڑ۔	۳	گٹے بنانے کا کارخانہ۔
یاوگیر۔	۱	کارخانہ صفائی پنبہ۔
لاہور۔	۱	گٹے بنانے کا کارخانہ۔
اووگیر۔	۱	تیل نکالنے کا کارخانہ۔
درنگل۔	۱	تیل نکالنے کا کارخانہ۔
فرنگی۔	۱	تیل نکالنے کا کارخانہ۔
حیدر آباد۔	۱	تیل نکالنے کا کارخانہ۔
حیدر آباد۔	۱	تیل نکالنے کا کارخانہ۔
حیدر آباد۔	۱	تیل نکالنے کا کارخانہ۔
حیدر آباد۔	۱	تیل نکالنے کا کارخانہ۔

یہ گولڈ کے متعدد کارخانہ ہیں اور بن بھی اسکے سوا گلبرگہ اور حیدر آباد کے کارخانہ یہ ہیں۔

بقیہ صنعت

سلسلہ کے لئے دیکھئے وید بہ آصفی نمبر ۴۲، جلد دوم،
یہ ایک ناقص فہرست ہے ان قدیم صنائع کی جو کسی زمانہ میں وکن کیلئے
باعث فخر تھے اور جنہے ابہ صرف آثار باقی رہ گئے ہیں۔ یہ سب اشیا
جس قدر عمدہ ہوتے ہیں اس پر عام رائے کا اتفاق ہی۔ مگر افسوس ہے
کہ اکثر یہ صنائع کس مہر کی حالت میں ہیں اور خوف ہے کہ اگر جلد انکی
خبر نہ لیجائے تو وہ بھی معدوم نہ ہو جائیں۔

اسکے بعد ہم اصل مرکوز کرنا چاہتے ہیں کہ زمانہ حال کے اصول پر
وکن میں کس قدر کارخانہ قائم ہوئے ہیں۔

کارخانجات

ممالک محروسہ ہندوستان میں سوت کاسنے اور کپڑا بنانے کے

اور صنعت و حرفت کا کام عمدہ طور سے ہو رہا ہے۔ پچھلے عرصہ میں صنعت و تجارت اور
 دارالصناعت دیکھا ہے جہاں کے اشیاء صنعت، قابل تخریب نہ رہیں
 اور خیمہ شطرنجی قالین وغیرہ وغیرہ اس جس میں اعلیٰ درجہ
 تیار ہونے لگی ہیں۔

افزائش نسل جو پایہ سرکار عالی نے اپنے مراحضہ وارہ سے ایکہ شتر
 بنام افزائش جو پایہ قائم کیا ہے جسکے ناظم شہ علی بن عمر ایہ
 ہیں اس سرشتہ کے قیام سے سرکاری غرض بھی ہے کہ فوج اور ملکی
 ضروریات کے لئے اعلیٰ درجہ کے گھوڑے ملین۔ پٹن چسرو۔
 سنگار پٹمی صدر مقام قرار دے گئے ہیں۔ (۱۰) گھوڑے
 فارس سے اور دہا، ہیل میسور سے منگو اسے گئے اس سرشتہ
 کے لئے مختلف مین مبلغ لکھتے ہیں۔ یہ منجانب سرکار صرف ہو رہے
 اور ماویا نون سے جو پچھلے حاصل وہ ذیل کے تھے سے معلوم
 ہوں گے۔

ماویان جنہر گھوڑے چوڑے گئے					
یکھیرے جو، بڑے حاصل ہو رہے					
سرکاری	دیگر	جملہ	سرکاری	دیگر	جملہ
۱۹	۸۳۲	۸۵۱	۱۱	۷۱	۷۲

مدارس صنعت و حرفت سرکار عالی کی طرف سے اورنگ آباد۔
 اورنگ آباد میں ایک ایک مدرسہ صنعت و حرفت قائم ہو لیکن مالک محروسہ کی حالت
 کے لحاظ سے یہ تعداد بہت ہی مختصر اور ناقص صاحب کی فوری توجہ کا محتاج ہے
 کہ جسے کم ہر ایک ضلع میں ایک مدرسہ تو ضرور ہے۔

بہلول پور سے طور پر علم نہیں ہے کہ یہ مدارس کن اصول پر قائم ہوئے ہیں
 جب تک یہ اصول نہ معلوم ہوں انہیں ان کے نتائج کی نسبت کچھ بحث نہیں کر سکتے۔
 ان مدارس کے اخراجات خزانہ شاہی سے حسب ذیل
 دئے جاتے ہیں۔

تفصیل اخراجات مدارس صنعت و حرفت

ردیف	نام	رسم سالانہ	وظیفہ طلبہ
۱	مدرسہ اورنگ آباد	۱۰۰ روپے	۵ روپے
۲	مدرسہ ورنگل	۱۰۰ روپے	۵ روپے

دارالصناعات محالیں اضلاع و بلدہ کے محالیں میں بھی دارالصناعات میں

بقیہ حکمت فلسفہ

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبیرہ آصفی نمبر (۴۲) جلد (۴۲)

علم فلسفہ کے عالموں کا یہ قول ہے کہ دنیا میں جو واقعات پر وہ غیب سے وقوع میں آتے ہیں وہ خالی از حکمت نہیں ہوا کرتے بلکہ وہ انسان کی بہبودی ہی کے لئے ہوا کرتے ہیں بعض اوقات ایسے واقعات وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ ظاہر اے وجہ اور بے دلیل بنی پرنا انصاف معلوم ہوتی ہیں مگر فی الواقع وہ با وجہ ہوتے ہیں۔

گو فلاسفوں کا قول صحیح سمجھا جائے مگر دنیا میں جب ایسی نظیر پیش ہو جاتی ہے کہ ہزاروں ناکردہ گناہ کے عزیز جانین ناگاہ کسی حادثہ کے وقوع سے ضائع ہوئیں تو دل عجیب کیفیت طاری ہوتی ہو اور سمجھ میں نہیں آتا کہ اُسکے وجہ کیا ہونگے کیونکہ ظاہر کوئی وجہ نہیں پائی جاتی کہ وہ گردہ کے گردہ ایک وقت واحد میں نذر اجل ہو جائے

مدرسہ سالوتریان نظام صاحب افزائش نسل چوپایہ کے زیر نگرانی ایک
 مدرسہ بنام مدرسہ سالوتریان سٹاف سے بلدہ حیدر آباد میں قائم
 ہے سرکاری خزانہ یہ ہے کہ اس مدرسہ میں فن سالوتری کی تعلیم دی جائے
 جس سے سرکاری اور پبلک کے لئے آسانی ہو سٹاف میں اس مدرسہ کا
 خرچہ ٹال دیا گیا ہے۔
 باقی آئندہ۔

قادر مرضی حسین

اطمینان و دلاسا دیتے اور ہزرگوں سے دعا کی التجا کرتے تھے بالآخر لمحہ بر لمحہ انکی حالت اثر اطباء و بارش سے زیادہ نازک ہوتی گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب مرنا ہی نصیب میں لکھا ہے جب ایسا وقت آجائے پہر کون کسیکا ہمدرد کون کسکا ساتھی جو لوگ تو انا اور جو ان تھے سبکی الفت پر خاک ڈال کر اپنی ہی جان بچانے کی فکر کی اور یہ تدبیر سوچنی کہ کسی بلند مقام پر پہنچے جائیں اور فوراً گھر چھوڑ کر ایک ٹیلے کی طرف دوڑے یہ سچے رہتے تھے کہ اپنی عزیز جان کو بچانے کے لئے جارہے ہیں مگر یہ نہ سمجھا کہ اُنکے لئے موت استقبال کر رہی ہے گھر سے وہ باہر نکلے اُنکے ساتھ ہی ایک سیلاب پانی کا ایسے روز سے آیا کہ ہاتھوں ہاتھ اُنکو اپنے دامن میں لے لیا اگرچہ چارے گھر ہی میں رہتے تو شاید کچھ اور لمحہ کی مہلت اس واسطے ملجاتی کہ اپنے عزیزوں کو ایک نگہ ہر کر دیکھ ہی لیتے جو لوگ ناتوان اور ضعیف تھے اور بچے تھے اُنکا حال نہایت درد انگیز رہا وہ سب کے سب بالا خانہ پر گئے دیکھا کہ وہ اپنے مکان میں نہیں ہیں بلکہ ایک سمندر میں تباہ شدہ جہاز پر بیٹھے ہیں اور وہ دنیا کے چند ہی لجن کے مہمان ہیں تو ایک ہی شور و غوغا مچایا درد انگیز صدا میں بلند ہوئیں آسمان کو دیکھ کر دعا کرتے تھے کہ یا خدا اہمکو اس غضب سے بچا ہمنے اگر کچھ خطا کی ہے تو اُسکو معاف فرما اگر ہم خطا وار ہیں اور سزا کے سزاوار ہیں تو خیر جو تیری رضا ہو مگر ان چھوٹے چھوٹے ننھے بچوں نے کیا خطا کی

بالاخر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انسان کا حوصلہ نہیں ہے کہ وہ راز حقیقی سے واقف ہو سکے۔

اگر یہ کہ جو ایک نہایت مشہور و معروف مقام ہے جبکی ہر زمین اعلیٰ تہذیب پر و شائستگی صنعت و حرفت کی بدولت دنیا کا نمونہ بن رہی ہو وہاں بتاریخ ۵ جون ۱۹۲۲ء ایک ایسا سخت جانچا واقعہ وقوع ہوا کہ جب تک کہ تاریخی دنیا ہے فراموش نہ ہو سکے گا خدا ہی جانے کہ کیوں وہاں متوطنوں پر غیضب نازل ہوا۔

۵ جون ۱۹۲۲ء کو بمبیس برک ٹامی ٹیل سٹی کے شہروں اور اُسکے اطراف و اکناف کے حدود میں صبح کے وقت آسمان پر ابر کے ٹکڑے نمودار ہوئے اور رفتہ رفتہ توڑی ہی دیر میں خوب گسٹا چھا گئی اور بارش شروع ہوئی وہ اس زور و شور سے کہ آنا فانا تالاب و ندیوں و باولین میں لبالب پانی بہ گیا اور دیکھتے دیکھتے تمام شہر کے سارے نشیب کی زمین اور اُسکے مکانات پانی سے لبریز ہو گئے لوگوں نے دیکھا کہ اب مکانات میں رہنا اپنی عزیز جان کو نذر اجل کرنا ہے مگر مکان کی الفت اور عیال و اطفال کی محبت قدم بڑھانے کی اجازت نہیں دیتی تھی وہ کہیں تو اپنی جان عزیز کے بچانے کی فکر کرتے کہیں بچوں کو گود میں لئے ہوئے اُنکی جانوں کی خیر مناتے ایک طرف سے عورتوں کو

اُگ اور پانی اُنکا تعاقب کیا ہوا تھا کسی سدا پانی کے وسیع پیمانہ سے جان
 بچائی تو اُگ کے شعلہ کا تھلہ پڑتا اُگر آتش سے کوئی اسپنٹ کو بچالیا تو پانی
 کا وسیع پیمانہ اپنے واس میں کہیں لیتا کہیں چری کی تھیب شہزادے سے کہ
 باوصفہ کہ آتش اور آب میں خد سے ہے اور دونوں کہیں ٹنٹنی نہیں ہوتے
 مگر زمین امریکہ کی بد نصیبی سے کہ اُس کے ایک حصہ کی بربادی کے واسطے
 وہ بہانہ متضاد متفق ہوئے غرض اس حادثہ واسطے سے بیٹھو یا رک کے
 بڑے بڑے مکانات اور کارخانہ جات بجلی کی مندرمیں پن چکیاں اور راہی
 نین سب نیست و نابود ہو گئیں لاکھ لاکھ ڈالر کا نقصان ہوا اور قریباً
 ص ہزار آدمی اپنی امیدوں اور امانوں کو ساتھ لئے ہوئے دنیا سے
 رخصت ہو گئے خاندانوں کے خاندان بے پتا ہو گئے جنگ نام و نشان
 دنیا میں باقی نہیں رہا گویا دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اتفاق سے
 صرف چند لوگ رہ گئے شاید خداوند تعالیٰ نے اُنکو اسلئے زندہ رکھا کہ
 عزیزوں کی دائمی جدائی پر رور و کر جان دیں۔

محی الدین حسین خان تیسیم

خدا یا انکو تو بچالے تاکہ ہمارے یادگار تو دنیا میں رہیں غرض ہزاروں آدمی
رحم اور بیچارگی کے لہجہ میں صدائیں دے رہے تھے مگر کیا ہو سکتا ہے جبر
خدا ہی کا قہر نازل ہو۔

ان بد نصیب لوگوں کی تباہی کے لئے جو کچھ اسباب پیش آئے قدرت نے
شاید اُسکو ناکافی خیال فرمایا کیونکہ ایک اور نئی آفت پیدا ہوئی وہ یہ کہ لگا
بجلی گرجی جسکی آواز ہوشربا تھی اور اُس انبار خانہ پر جا پڑی جو گیس کے تیل کا
عالیشان بنا تھا چند ہی منٹوں میں سارا شہر دھوین سے بھر گیا حتیٰ کہ تاریکی
پھیل گئی۔ اور اسکے بعد ہی آگ لگ گئی۔ چونکہ گیس کا تیل باروت سے
کم شعلہ افروز نہیں ہے جس سے ہندوستان بھر واقف ہے وہ آگ
بھڑک اُٹھی کہ دو دو سو فیٹ اونچی بھڑکتی تھی اُسکا بجھانا امکان سے باہر ہو گیا
کسکو ہوش تھے کہ بجھانے کی تدبیر سوچتے۔

افراطِ بارش سے پانی کا سیلاب زور سے اُن بڑے بڑے تیل کے
حوضوں میں جا گرتا اور شیب و فراز زمین پر کودتے اور پہاڑاتے دوڑتا تھا
اور اُسکے ساتھی ساتھ گیس کا تیل بہتا تھا اور آگ بھڑکتی جاتی تھی گویا پانی
شعلہ فشان آگ ناجیتی تھی غرض ہر طرف سے شور و فغان تھا کہ دوڑو بھاگو
مگر کہاں کا بھاگنا جبر خدا کا غضب ہوا انکو کون بچا سکتا اور وہ کہاں دوڑ
سکتے ہیں بیچارے وہ جس طرف دوڑتے اوہر موت سامنے کھڑی تھی۔

تاریخ ۲۶ ہر روز یک شنبہ کو دوسرے باج گزار راجاؤں کی طرح ہونما
اور شاہی دربار کے قاعدہ سے رانا امر سنگھ نے شہر ۱۰۵۰ سے
ملاقات کی اور نذر گزارانی۔ نذرانہ مین مین اسکا خاندانی بے بہا نعل (جو کجور کے
برابر تھا) اور اقسام کی طلا کاری ہتھیار اور باقی ماندہ سات بیش قیمت
ہاتھی اور نو گھوڑے بھی شامل تھے۔

شہزادہ سے رانا سے بہت ہی اخلاص اور ارغہ از کے ساتھ ملاقات
کی۔ اس وقت رانا قدیم پوس ہو کر معافی کا خواستگار رہا۔ شہزادہ نے رانا کو
تسکین دلائی اور بہر طرے اسکی حفاظت کا یقین دلا کر باقی گھوڑے
شمیر و لباس وغیرہ کے خلعت سے اسکو خست کرویا۔

اسکے بعد بھی شاہجہان نے اپنی خنواہی سے رانا کے ساتھ بہت ہی
عہدہ برتا اور کما شہنشاہ ایک ہر کے زمانہ سے جتنا ملک رانا کے قبضہ سے
فتح کر لیا گیا تھا وہ سب واپس دیکے رانا کے فرزند راجہ کرنا کو اپنے
علاقہ کے جاگیرداروں کے معزز گروہ مین شریک کیا اور بہت مال و تحفہ دیا۔
اس طرح رانا امر سنگھ کے زمانہ حکومت مین او دوسے پور اسکے
شاہی خاندان کی خود مختاری کا خاتمہ ہو کر اسکی وقت بہر طرح گھٹ چکی۔
اسوجہ سے اسکی شگفتہ طبعی مین فرق آگیا۔ اور وہ ہمیشہ دریا بے غم مین رہا ہوا
نظر آتا تھا۔ آخر الام توڑے ہی زمانہ مین کل کاروبار سلطنت پر رانا کرنا کج ہوا

بقیہ تاریخ اودھ پور

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبیرہ آصفی نمبر (۲) ج (۳) ص ۱۶
یہاں تک رانا امر سنگھ کی خوش قسمتی سے سلطنت کا کاروبار
ٹھیک چلا اسکے بعد اُس پر ایک بلائے عظیم نازل ہوئی جس سے وہ عاجز
ہو گیا چونکہ جہانگیر بادشاہ کے فرزند شہزادہ خرم عرف شاہجہان
اپنی بے انتہا فوج سے اُس پر چڑھائی کی۔ گو اُس وقت رانا نے بھی حتی الامکان
فوج جمع کرنے میں کوتاہی نہ کی اور اُس کے سپاہی کو ہستانی ملک کے
چیدہ چیدہ تھے۔ تاہم مغلوں کی بیشمار فوج کے مقابلہ میں رانا کا
کچھ بھی زور نہ چل سکا۔ جب بہت سے شہر اور سارے قلعہ غنیمتوں نے
فتح کئے اور ملک ویران ہو گیا تب رانا مجبور ہو کر صلح پر آمادہ ہوا
اُس کو قبول کرنے کے بعد جو واقعات اُس وقت گذرے ہیں اُس کو خود جہانگیر
نے یوں لکھ رکھا ہے۔

نے تاریخ میں یوں لکھ دیا ہے۔

یہ لڑکا اعلیٰ خاندان سے ہونے کا ثبوت اُسکے پر نور چہرہ سے
خود مل سکتا ہے۔

رانا جگت سنگھ کی چھٹی سالہ حکومت ابتدا سے انتہا تک
بغیر کسی جگڑے بکھڑے کے یکساں رہی۔

او دے پور میں اسی رانا کے زمانہ میں جو بڑے بڑے کام ہوئے
وہ اب تک اسیکے نام کے ساتھ مشہور ہیں جسکا مفصل حال کرنل ٹاڈ صاحب
نے اپنے مصنفہ کتاب تواریخ راجستان میں درج فرمایا ہے۔

کرنل مالیس نے بھی تصدیق کی ہے کہ جب میں نے وہ کل صنعتیں دیکھیں
اسکی نسبت ٹاڈ صاحب کی لکھی ہوئی تعریف لفظ بہ لفظ صحیح ہونے کا
مجھے یقین ہوا۔ باقی آئندہ۔

ملہار راو کھیل ورنن انجن خرد افروز حیدر آباد

کر کے اودھ پور سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک مکان میں سکونت پذیر
ہوا پھر وہاں سے اپنی عمر بہر باہر نہ نکلا کسی نے کیا سچ کہا ہو؟

خلاصہ

सगो बाने लखाने मरण मथवा दरगम
”शرفونکو کسر عزت میں موت یا چلاؤ دھڑلے بہتر ہو گا“

رانا کرن سنگھ نے اپنے والد کا قائم مقام اور تخت پر نشین ہوا
اس کے بعد جب شہزادہ خرم شاہ جہان نے اپنے والد جہانگیر بادشاہ کے
خلاف غدربریا کیا اُس وقت رانا کرن نے اُسکی حمایت کر کے اودھ پور
اُسکو پناہ دی مگر جہانگیر بادشاہ کے دل میں رانا کی اُس حرکت کا کوئی
اثر نہ ہوا۔ کیونکہ بادشاہ یہ سمجھا ہوا تھا کہ شہزادہ خرم نے رانا کرن کے
والد پر جو احسانات کئے ہیں اُسکو یاد رکھ کے کرن اُسکا حامی بن گیا۔
جو اُنکے مناسب حال تھا۔

رانا کرن نے بڑے امن سے سلطنت کا کاروبار چلایا۔ اور ۱۶۲۶ء
میں اس وار فانی کو چھوڑا۔

اس کے بعد اسکا لڑکا جگت سنگھ تخت شاہی پر جلوہ گر ہوا۔
یہ لڑکا اپنی کم سنی میں جب اسکی عمر بارہ سال کی تھی پہلے ہی مرتبہ بادشاہ کی
ملازمت کا شرف حاصل کرنے گیا تھا اُس وقت اس لڑکے کی نسبت جہانگیر بادشاہ

ہیں اور علم ہی قرب خدا کا ایک خاص ذریعہ اور بام ترقی کا قریب تر ذریعہ ہے۔
 حدیث "الدنیا مزرعۃ الآخرة" سے دین و دنیا کا ایک خاص رشتہ ظاہر
 ہوتا ہے اور دنیاوی ترقی ہی چاہئے کیسے قدر ترقی ہی کے ساتھ کیون نہ دینی
 ترقی ہو سکتی ہے۔

ابتدا میں جب حروف ایجاد نہیں ہوئے تھے تعلیم کا یہی طریقہ تھا کہ زبان
 یہ بذریعہ تقریر ایک آدمی کے خیالات دوسرے کے ذہن تک پہنچا دیے جاتے تھے
 اور اس طرح سلسلہ بہ سلسلہ تبادلہ خیالات ہوتا رہتا تھا۔ مگر اس تعلیم میں بسینہ کا
 اثر توڑی مدت تک بھی باقی نہ رہا اور اکثر علوم جو زمانہ کی جاہلیت کے وقت
 طور میں آئے تھے آج اُنچا پٹا تک نہیں چلتا جب تحریر کی ضرورت کو ملاحظہ
 محسوس کیا تو کسی طریقہ کے ایجاد کی طرف توجہ ہوئی تاکہ آدمی کے خیالات
 زمانہ مابعد تک مامون و محفوظ رہ سکیں۔ ضرورت نے حروفِ تبہی کا بنیادی
 پتہ رکھا اور تحریر کے لئے ایک عمدہ قصرتیار کر دیا کتابت کی ایجاد کی ابتدائی
 تاریخ بتلانے میں مورخوں نے عام لوگوں کو بہت کچھ دور و دراز مائلوں کی
 سیر کرائی ہے اور انتہا یہ کہ اسکے موجب حضرت داؤد علیہ السلام
 بتائے گئے ہیں اور یہ تو ایک مسلمہ امر مانا جاتا ہے کہ نبی اسرائیل بن لکنے کا
 طریقہ جاری تھا۔

مصر والوں نے جو یونانیوں سے پہلے تہذیب و شائستگی کا ڈنکا

تحریر تمام ترقیوں کی جڑ ہے

اسلام کے مشہور فلسفی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ وہ امانت خدا نے انسان کو دی ہے اور جس سے انسان تمام دیگر مخلوق سے ممتاز ہوا ہے وہ ترقی کر نیکی استعداد و قوت ہے نہ اس سے کوئی فرد بشر محروم ہے نہ اسکی کوئی حد ہے یہ ترقی انسان کی حیوانوں کی طرح طبعی نہیں بلکہ اسکی سعی و کوشش پر موقوف ہے حیوان طبعی ترقی کرنے میں یعنی بڑھتے ہیں مگر خود انکو خبر نہیں ہوتی۔ انسان بھی حیوانوں کی طرح بھیجری کے عالم میں بڑھتا ہے مگر حالات قابو میں کر سکتا ہے اور اپنی زندگی کی راہ کار بہنا بن سکتا ہے۔

مسئلہ امر ہے کہ تعلیم ہی تمام ترقیوں کی جڑ ہے اور علم ہی انسان کے کل بڑھانے کا اصل اصول دین و دنیا کے کل اُتار چڑھاؤ محض علم ہی کے دم سے

قبرین دفن ہو گیا تحریر کے نامکمل ہونے کو دیکھو کہ آج مصر والوں کے کارنامے اور شایستگی کی تاریخ زیادہ تحسین کی محتاج ہو گئی ہے اور باوجود تلاش بھی خال خال کہیں کہیں انکی ترقیوں کے ٹٹے آٹھارے پائے جاتے ہیں۔

ہندوستان بھی ایک قدیم ملک ہے یہاں ابتدا میں تلمذی زبانیں بولی جاتی تھیں اور آریہ قوم کے آنے کے بعد سنسکرت کا رواج ہوا۔ سنسکرت حروف کی ابتدا وید کا نزول بتلایا جاتا ہے اور چونکہ وید کے نزول کا کوئی وقت معین نہیں کیا جاتا لہذا ہم سنسکرت حروف کی ابتدا پر کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے مگر رواج تحریر پر ملکہ کس قدر غور ہے گو سنسکرت ایک مکمل زبان ہے مگر تحریر سے بے پرواہ آریہ قوم اپنے دینی و نبوی خیالات کا تحریر کرنا نہ کجا کسی کے آگے بیان کرنے سے بھی غار کرتی تھی اگر شاہ ذکیبی تحریر بھی کئے ہیں تو اسپر پر و ہنوں بہاٹوں کے اقوال کا اس قدر گہرا اثر ہے کہ اصل واقعہ کی صورت کا نظر آنا مشکل ہو گیا جسکی بدیہی بتوسہ راماین و مہا بھارت اب بھی موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ ہندوستان علمی و علمی کارنامے مصر کی طرح صفحہ دنیا سے مفقود ہو گئے۔

چین بھی منجملہ قدیم ممالک کے مصر ہندوستان کا پورا دعویدار

بجائے ہینرو میون کے غلبہ سے پہلے آوازوں کو ایک عجیب لباس پہنایا تھا کہ مختلف جانوروں کی شکلیں مختلف حروف کی ادائی کے لئے مقرر کی گئی تھیں اور ان سے کتابت کی ضرورت پوری کی جاتی تھی۔ جیسے اگر الف ممدودہ لکھنا ہوتا تو ہنس کی تصویر بنا دی جاتی تھی اس تحریر نے مصرعین ترقی کی اور اسکا ایک حد تک رواج ہوا اور ایک شخص نے اپنے خیالات انہیں تصور و رنگ و زلیہ کتابت کی صورت میں مرتب بھی کر دے مگر طریقہ مذکور میں ہر حرف کے مفہوم کے لئے چونکہ جانوروں کی تصویریں کا پورا اہتمام نہیں کیا تھا اور ایک ہی تصویر سے جو کسی خاص حرف کے مفہوم کے لئے مقرر تھی کسی خاص نشان کے از دیا دے دوسرے حرف کا بھی کام لیا جاتا تھا اسلئے تبادلہ خیالات میں ایک عجیب غلط ملط واقع ہو گیا تھا لکھنے والا تو اپنا خیال بصری ظہر کرنا چاہتا تھا مگر سمجھنے کے لئے سخت وقتوں کا سامنا تھا کیونکہ ذریعہ فرگشت اور کسی خاص نشان کے ہوسنے یا نہونے یا بدل جانے سے کل مفہوم غلط ہو جاتا اور سنے میں ہزار ہا مشکلیں واقع ہو جاتی تھیں بعض انوکھی طبیعت والوں نے اس ناقابل تحریر میں خاص خاص سناریاں مقرر کر رکھے تھے اور کسی جانور کی ایک ہی شکل سے بجائے حرف کے جملوں کا مفہوم سمجھا اور سمجھایا جاتا تھا اور سرواٹے اسکو ہامی سوگلائی فلک کہتے تھے مگر اس طریقہ تحریر کو مقبولیت و رواج عام نہ حاصل ہو سکا اور یہ طریقہ محدود آدمیوں میں ترقی پا کر انہیں سا

زمانہ کے ہاتھ پہنچا ہے صرف ایک تاریخ بھی کیا جس علم اور حسن فن کو غور
 دیکھا جائے تحریر کا اس پر کچھ کم احسان نہ ہوگا آدمی ہر علم و ہر فن کا بہت زیادہ
 منت کش ہے مگر یہ قدر احسان فن اور اہل فن پر تحریر کا ہے اسکی انتہا
 نہیں بتلائی جاسکتی اسلام میں سب سے بڑا بکرا اسکا ثبوت قرآن مجید
 و حدیث شریف موجود ہیں جس سے تیرہ سو برس بعد بھی مسلمان
 مثل خیر القرون اُسی طرح فائدہ اُٹا رہے ہیں مگر نہ تہا کہ اگر یہ دونوں
 تحریر کے ذریعہ محفوظ نہ کر دے جاتے تو آج مثل تاریخ اسمین بھی بہت
 تصرف ہو جاتا اور ہماری دینی شاہراہ بھول بھلیوں میں پڑ جاتی اصول و سنت
 و تمدن و معاشرت وغیرہ جو نہایت ترقی کے ساتھ جہالت کی تاریکی سے
 آج روز روشن کی طرح چمکتے چلے آتے ہیں صرف تحریر ہی کے صدقہ میں
 انہیں یہ لباس ملا ہے اور یہ ساری آرائش محض تحریر کے دم سے ہے۔
 حکماء و متقدمین کے فلسفہ کا آج کوئی نام نہ نہ جانتا اگر تحریر نہ ہوتی
 سقراط جو فلسفہ کا ابا لاء مانا جاتا ہے اور جو تحریر کا سخت مخالف
 اور علم کے سینہ بے تبا دل و نہایت احسن بتلاتا تھا اگر اسکے لکچر اور تقریریں
 ارسطو کے طفیل میں تحریر کا احسان نہ اُٹھاتیں تو آج کوئی اسکا نام ہی
 نہ جانتا۔

حکماء و متاخرین میں سے ارسطو کے فلسفہ کے ساتھ جن کو

حروف تہجی اور چوبیسوں میں اولاً جو حروف تحریر میں استعمال ہوتے تھے وہ
 انگریزوں کی طرح مختلف اشیا کی بہدی شکلیں تھیں مثلاً A A سے
 اپنا ڈیزائن اور دے سے آفتاب ظاہر کیا جاتا تھا اور اب بھی چینی زبان میں
 کوئی شخص سبب نہیں بلکہ صرف (۲۱۴) اصلی الفاظ ہیں اور وہی با یکدیگر
 ملنے سے مختلف قسم کے الفاظ ہو جاتے ہیں چینی حروف
 تحریر کی شکل، دن پیکانی حروف سے زیادہ ملتی ہے جو اہل
 شام (سیریا) استعمال کرتے تھے چینی تحریر میں سطرین کٹری
 لکھی جاتی ہیں اور چینی زبان میں ایک ہی لفظ کے پچاسوں معنی ہوتے ہیں
 جیسے شی (نعل) کہ اسکے پندرہ معنی ہیں اور ذریعے تلفظ کے بدل جاتی
 ہیں اور کوئی مختلف معنی ہو جاتے ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ چینی تلفظ
 میں صرف پانچ مختلف حرکات ہیں افسوس کہ تحریر کے نامکمل ہونے کے سبب
 تمدن بنائے گئی ہیں جن تقلید سے بھی عاجز ہے اور زمانہ ماضی کی طرح
 آج ہی کل دنیا سے پیچھے پڑا ہوا ہے۔

حروف تہجی کے رواج و ایجاد نے ملک کو جو عام فائدہ پہونچا یا
 وہ انھیں شمس ہے۔ فن تاریخ جو ایک نادرا وجود فن ہے اور جس کے ذریعہ
 کل شایستہ قوموں کے اسلاف کے کارنامہ آج انکی تہذیب شائستگی
 میں مدد دے رہے ہیں۔ صرف تحریر کے سبب ترقی کرتا ہوا موجودہ
 جہت

۲۵۔ لقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

تیمور اس اقلیم میں موضع در بند کے راستہ سے جو تخت فرمان شیخ ابراہیم تھا متوجہ ہوا۔

شیخ ابراہیم مالک شروان کا فرمانروا ہے اور اس کا نسب ملک کسرے نوشیروان سے ملتا ہے۔

اسکے بیان ایک قاضی تھا ایسا نیک نامی جو تمام اراکین دولت میں مقرب سلطانی تھا۔ یہی دستور ملک اور محیط سلطنت کا مرکز تھا سلطان تیمور کے بارہ بن قاضی سے مشورہ لیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ چار طریقہ ہیں ایک اطاعت دوسرے قلعہ بند ہونا تیسرے ہلکا جانا چوتھے۔ محاربہ وہ قاتلہ۔ قاضی نے کہا کہ ہلکا بھی برائین مگر بلند پہاڑوں کی جوٹی پر قلعہ بند ہونا میری رائے میں زیادہ مناسب اور بہرہ ور کی بات ہے۔

سلطان نے کہا یہ رائے ٹھیک نہیں۔ میں اپنی جان کی حفاظت کروں اور رعیت کو مصیبت میں چھوڑ دوں۔ میں کل فردائے قیامت میں خدا کو کیا جواب دوں گا کہ میں رعایا کا نگہبان ہو کر اپنی رعیت کو ضائع کر دوں اور نہ یہ عزم کر سکتا ہوں کہ جنگ کروں اور مقابلہ سے پیش آؤں۔

اب میں بہت جلد حاضر دربار تیمور ہوتا ہوں اور بسان تصویر اس کے سامنے امثال احکام کے لئے بلباس اطاعت کھڑا ہوتا ہوں

امام الفسوف کہتے ہیں اسلام نے نہایت اعتنا کی جس پر یورپ اسلام کو طعنہ دیتا ہے کہ مسلمانوں نے صرف ارسطو ہی کے فلسفہ سے واقفیت پیدا کی اور اُسید کا کلمہ پڑھتے رہے اور دیگر نامور حکما سے وہ بہت کم واقف ہیں مگر یہ اعتراض و حقیقت یورپ کی کوتاہ نظری کا نتیجہ ہے کیونکہ مسلمانوں نے ارسطو کے سوا اور تمام حکماء کے فلسفیانہ مسائل کا جو ذخیرہ ہم پہنچا یا یورپ باوجود ترقی بھی آج اس سے زیادہ فراہم نہیں کر سکتا مگر حکماء متقدمین کے اسلام سے رواج نہ پانے اور ارسطو کے فلسفہ کے ساتھ خاص اعتنا کا سبب صرف تحریر ہے۔ باقی آئندہ۔

محمد قطب الدین علی تسلی بیکر ٹری انجمن آصفیہ

تیمور نے کہا کہ تو میرا بچہ ہے اور میرا قائم مقام ہے ان بلاد میں اور میرا
 معتمد ہے اور بہاری خلعت دیکر سر فراز کیا اور مملکت کو واپس کر دیا
 بجا لیکہ خوش تما اپنی آرزوں کے پورا ہونے سے۔ پھر علیحدہ کئے گئے
 یہ خیمے وغیرہ اور تقسیم کئے گئے میوہ جات اور کمانے پینے کی چیزیں
 تو انبار کے انبار بچ رہے باوجودیکہ تیمور کی فوج سنگریزوں اور
 ریت کے ذروں کی مثل تھی۔

پھر تیمور نے اس کو یمن چھوڑا اور بجانب بلاد شمالی اور تار کے
 سمت کوچ کیا۔

دوسری وجہ تیمور کی اس بلاد کی طرف توجہ کی (اگرچہ تیمور محتاج بہ بین)
 یہی تھی کہ اید کو تو قتایش کی امراء میسرے سے ایک امیر بنا اور اید چیدہ
 اشخاص سے کہ جو حوادث زمانہ کے دفعیہ کے واسطے منتخب اور مہیا تھے۔
 اور اہل شوے سے تھا۔ اور قبیلہ اید کو کا قو بومات تھا اور ترک کے
 قبیلے ہی مثل قبائل عرب بکثر تھے اور زبانیں ترک کی عرب کی زبانوں کی
 لگ بگ تھیں۔

اید کو کو کسی طرح یہ معلوم ہوا کہ تو قتایش اوسکی طرف سے کشیدہ
 خاطر ہے اور خوف جان کا ہو گیا کیونکہ تو قتایش سخت منتقم تھا اور اید کو
 انتقام سے ڈرتا تھا اسلئے ہر وقت ہوشیار اور ہنگامے کے لئے اگر

اگر تیمور نے مجکو میری دارالحکومت میں واپس کیا اور مجکو میری فرمانروائی پر قائم رکھا تو فہوالمزد۔ اور اگر مجکو تکلیف دی یا معزول کیا یا قید کیا یا قتل کیا تو میں منہ یہ ہونگا اپنی رعیت کی قتل اور لوٹ اور قتل کا اور تیمور جسکو چاہیگا بجائے میری رعیت پر اور دیگر بلاد پر وائی مقرر کر دیگا پھر حکم دیا کہ خیمی اور اسباب جمع کیا جائے۔ اور لشکر کو حکم دیا کہ اپنے ٹھکانے لگے اور شہر تمام آراستہ کئے جائیں اور رعایا رجوع ہو لگما کہ امن و چین سے اپنے معاملات اسلوبی سے کریں اور تمام ساجدین خطبہ تیمور کے نام پڑھ جائے اور دراہم و دنانیر کے سکون میں عداوت تیموری قائم کیجائیں۔

اور شیخ ابراہیم نذرانہ اور خدم ہمراہ لیکر بطیب خاطر نہایت ثابت قدمی سے متوجہ ہوا۔ اور جب سامنے پہنچا اور دربار میں کھڑا ہوا تو تمام ہدایا اور تحفے اور عجیب و غریب اشیاء پیش کیں۔

جغتائی کا قاعدہ تھا کہ جو تحائف نذرانہ پیش کیا جاتا تھا ہر شے تقدیر میں لٹو ہوتی تھی اور یہ نذر باعث اقتدار و آبرو ہوتی تھی چنانچہ شیخ ابراہیم نے بھی ہر چیز نو نو پیش کی مگر غلام آٹھ تھے۔ داروغہ تو شیخانہ جو ہدایا لے رہا۔ اوس نے کہا کہ غلام نوان کہاں ہے شیخ ابراہیم نے کہا نوان میری نیت زدہ ہوں۔ تیمور کو یہ جواب نہایت پسند آیا اور دل میں شیخ کی جگہ ہو گئی۔

کوئی قصائے حاجت کو جاتا ہے۔ اور تو قتائش کے اصطبل میں اس طرح آیا کہ
دل دھڑکتا تھا اور ٹھٹھاتا تھا۔

اور گھوڑا جو بوجہ تیز روی دشمن سے بچانے والا اور اریصل تھا اور ہر وقت
زین بند ہوا تیار رہتا تھا اس پر سوار ہوا اور اپنے لوگوں میں سے جن پر
اعتبار تھا کہ یہ راز فاش نہ کریں گے اتنا کہا کہ جو مجھ سے ملنا چاہے تو میں تیمور کے
بیان ہونگا۔ مگر تا وقتیکہ میں جنگل طے نہ کر جاؤں اسکو افشا نہ کرنا۔ اید کو نکل گیا
اور کسی کو خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ بہت کچھ بڑھ گیا اور ایک طبقہ سے دوسرے
طبقہ میں جا پہنچا۔ اور بہت سے طویل طویل پارچہ مسافت کی سیر کی تیر پلینے
دھونڈنے والوں کو اس کا پتہ تو پتہ غبار تک نہ ملا۔

تو وہ کہہ کر ہی جس
کے پیچھے جا رہا ہے

اید کو نے دربار تیموری میں حاضر ہو کر ہاتھوں پر بوسہ دیا اور اپنے
واقعات اور تو قتائش کی رنجش بیان کی۔ اور عرض کی اے امیر تو ہمارے
بعیدہ اور سخت و دشوار موقعوں کے لئے جو کچھ بھی نہیں کو شمش کر رہا ہے
ایسے خطرناک مکانون میں جاتا ہے اور جنگل کے جنگل طے کرتا ہے اور
دفتر کے دفتر سفر کے ملاحظہ کرتا ہے اور یہ حلوائے بے دودا نمکونوں کو سامنے
ہے کہ جسکو آسانی و نرمی بطور خوش گوار ہضم کر سکتا ہے یہ اس قدر دیر
اور بے خبری کیوں ہے اور پس پا ہونے اور رک رہنے کا سبب کیا ہے
پورا پورا قصد کیجئے میں ذمہ دار ہوں کہ نہ تمکو کوئی قلعہ مانع ہو سکتا ہے۔

کوئی بات معلوم ہو جائے تیار رہتا۔ اوسکی نگہبانی بھی کرتا تھا اور منتہی دم کرتا رہتا تھا۔ کبھی جرات سے کام لیتا کبھی نرمی کرتا تھا۔

ایک شب کہ سامان سرور و نشاط مہیا تھا اور ساغر کے ستارے خوشی کے آسمانوں پر دورہ کر رہے تھے اور سلطان خمر کے احکام منقل پر کہ پابز بھرتی جاری تھے تو قتائش کو اس قدر نشہ ہوا کہ اید کو سے کہا بجا لیکہ آنکھ بند ہوتی تھی اور کہلتی تھی۔ ایک روز تیرے لئے میرے سامنے وہ دن آئینا لایا کہ دلت کی تکلیف اٹھایگا اور دسترخوان حیا سے روزہ رکھنے کا حکم لایگا اور تیرے بقار کی آنکھ بند کے بدلے فنا کی ادنگ سے سرشار ہوگی۔ یہ کونے مغالطہ دیا اور کشادہ خاطری سے عرض کیا کہ میں پناہ مانگتا ہوں اپنے سردار خاقان سے کہ دل میں برائی رکھے ایسے غلام سے جس نے کبھی خیانت انکی ہو اور پھر مردہ کرے اوس پودے کو جس کو خود لگایا ہو۔ یا اگر اے اوس بنیاد کو جس کو آپ بنایا ہو۔ پھر بہت منت و سماجت اور خشوع خضوع کیا مگر جو اس کو پہلے سے گمان تھا وہ سچ ہو گیا۔ اب یہ فکر ہوئی کہ یہ طرح نہایت نکلتے اور تند بیرین سوچنے لگا۔ اور یہ یقین ہو گیا کہ اگر تو قتائش میرے قتل سے رکھیا صلت دی تو مجھ کو آٹھ آٹھ آنسو رو لائیگا۔ توڑی دیر کے بعد سلطان کسی اور شغل میں لگا کہ یہ فوراً مصاحبین اور حاضرین کے درمیان سے سٹک گیا۔ ہر چند کہ وہ اپنی اسی اوہ پیرین میں تھا مگر اس طرح نکلا جیسے

بلاد دشت کی حدود اربعہ

بجانب قبلہ بحر قلزم نہایت گہرا اور سیاہ اور بحر مصر ہے جو بلاروم سے واپس آتا ہے۔ یہ دونوں بحر مل جاتے اگر ان کے درمیان میں کوہ جبرکس آٹے نہ آجاتا جو ایک کوہ دوسرے سے ملنے نہیں دیتا۔ اور بجانب مشرق ممالک خوارزم و آنزارد و سغناق وغیرہ بلاد کی انتہائی زمینیں جو ترکستان اور بلاد قبا سے ممالک مغول و خطا میں حدود چین تک برابر چلی گئیں ہیں بجانب شمال بہت سے موضع اور جنگل۔ اور چیل میدان اور پہاڑ کی برابر ریت کے نیلے۔

بیان ایسے جنگل میں کہ طور کے ہوش جاتے ہیں و ہوش تیر ہوتے ہیں جیسے بڑے لوگوں کی رضامندی نہ نہایت کہتا۔ نہ غایت کا نکاما۔ جانب غرب میں حدود بلاد روس و بلغار اور ممالک خاصہ و اشعار اور ان حدود سے متصل وہ زمینیں ہیں ممالک روم کی جو بہ تحت حکم ابن عباس ہیں۔

جو قافلہ خوارزم سے آتے تھے بہت جلد گزرتے تھے حالانکہ راستہ میں ہر طرح سے امن اور بے خوف و کسک تھے۔

طول میں قریم تک۔ اور مسافت طول میں تخمیناً تین چھینے کی راہ ہے اور عرضاً ایک بحر ہے ریت کا جسکو سات بحور کے جوار بہاٹے نے

نہ لشکر تھکا سکتا ہے نہ رہزنی کا کٹکانہ مزاحمت کا اندیشہ نہ کوئی مقابل
 نہ مقاتل۔ ملک تو قتل و غارتگری کا گڑھ ہے چند اراذل و اوباش لوگ جمع ہیں جس قدر
 حیوانات ہیں انکو ہانک لائے۔ خزانے اپنے بیرون چلے آئینگے اید کو
 تیمور کو برابر اور بہار تار ہا اور ہمیشہ تقاضہ کرتا اور پس و پیش سمجھاتا۔ یہ بعینہ
 یہ واقعہ تھا بیاض عثمان قرایلوک نے تیمور سے کیا۔ جب قرایلوک تبریز سے
 آیا اور تیمور کو شام پر چڑھائی کی حرص دلائی۔ یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ
 سلطان برہان الدین احمد قتل ہوا اور سیواس پر قبضہ کیا۔ اسکا مفصل حال
 آئندہ مذکور ہوگا۔

اید کو کے تاکید سے تیمور دشت برکہ کی طرف متوجہ ہوا اور
 سامان جنگ مہیا کیا۔

تتارین یہ چند شہر مخصوص تھے۔ اور طرح طرح کے مویشی اور قبائل
 ترک سے معمور۔ چاروں طرف سے محفوظ اطراف و جوانب سے آباد آبادی
 وسیع اب دہوا درست۔ لشکر پیدل تیر انداز ترکوں میں فصیح اللہجہ۔ پاک
 طبیعت۔ خوبصورت۔ صبیح۔ عورتیں جیسے آفتاب۔ مرد چاند کے ٹکڑے۔
 بادشاہ ان کے سردار۔ اور دولت مند ان کے صدر۔ نہ اون میں جھوٹ نہ دغا
 نہ مکر نہ فریب۔ انکا شعار ہے بھلی پر سوار ہونا امن و امان سے بے کشکے
 ٹوٹری سی بستیاں ہیں مگر مسافت پر واقع ہیں۔

کنزِ نیل

واضح ہو کہ اُردو ناول موسومہ بالاسرائیلی طرز کا لائٹانی سلسلہ کے
 واریخی حالات پر مبنی۔ رزم و بزم کا مجموعہ تعجب انگیزہ اسرائیل کا افسانہ
 ناصر و الیان و زسار ملازمان ریاست کے قابل ویدہ اس احقر نے
 ضمیمہ کیا ہے قیمت صرف (۹) روپے محصول ڈاک ۔
 کتاب میرے پاس سے مل سکتی ہے ۔

المشاہدہ

پر تابہا ور
 سیتا بلدیہ ناگیور۔ مالک متوسط

پیدا کیا ہے۔ اور یہ ہر بہنا کو پتا نہیں لگتا۔ اور وہ عیمیس اور کے پاس
 نہیں پہنچتا اور عیمیس الرمل ایک غلام حبشی تھا جو رہنمائی میں ضرب المثل ہوا
 ایک زمانہ یہ تھا کہ قائلہ نہ توشہ لیکر چلتا تھا نہ توشہ کی بار برداری کو
 ورنٹ ساتھ ساتھ تھے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آبادی بکثرت تھی جہاں سے
 پہنتے تھے وہ کوئی نکوئی شاخ ہوتی تھی قبائل آبائی کی اور جہاں اترتے
 تھے وہ وہ لوگ ہوتے تھے کہ اپنے مہمان کی عزت اور اکرام کرتے تھے
 گویا کہ نابغہ ذبیانی نے یہ شعر وہنیں کے لئے کہا ہے۔

ترجمہ شعر

گہرے تھے ہر طرف سے وہ سوق عکاظ کو
 بچے وہنیں کے شوق میں عرار کہتے تھے

(شوق عکاظ شوق عامرہ ہے اشعر حجین یہ بازار طائف
 اور مکہ کے درمیان میں قائم ہوتا تھا۔ اور شعرا اپنا تقاضا بیان کرتے تھے
 اور اپنے اپنے اشعار فخر اُٹھاتے تھے۔ عرار یہ ایک لفظ ہے کہ
 جب بچے کہلاتے ہیں تو اور دن کو بلانے کے واسطے یہ لفظ کہلاتے
 ہیں) آج وہ دن ہے کہ خوارزم سے قریم تک نہ کوئی دولت مند مسکین
 نہ خواص نہ عوام وہاں انیس آہوان دشت ہیں یا شتران سپید
 دشت کے تحت میں سرے ہے یہ شہر اسلامی وضع کا ناو طرز سے
 محمد حبیب الرحمن بیدل



حکومت شاہی
خزانہ شہزادہ شکیں پریز

بنال و دل بد چون کوں شاہ
ویدیه اصفی
نمبر ۱۹

اعلیٰ حضرت نظام الملک اصفیٰ لخواہ اب مجبور علی بن خلیفہ
کی تقریب لکھو مبارک کی تہنیت میں یہ ماہوری سال حسین نظم
کے انداز میں علمی ظرفانہ مضامین درج ہو گئے اور حکومتی سبکی
عالیٰ بنیاد پر راجا یان مہاراجہ کشن پرشاد و رتنی صن شاہ
تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی آپشیکار و منصر مدرالہمام سرکار
ہیں جسبک شاد و مہاراجہ متشم الیہ نیز نگرانی ہیر الال صاحب
مجبور کس حیدر آبا و علما و پیشکار سے
شائع ہوا

نوسٹ

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا۔ کل حقوق
بجی تہیر الال صاحب نشاط محفوظ ہیں اسکا منافعہ عالیجناب
ہمارا جہ بہا ورنے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور
نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

(۱) امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۲) پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۳) باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ڈاک ۔ ۔ ۔

و۔ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائیے
انکو ایک اشرفی پیش کی جائیگی۔

و۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

اطلاع میضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام را۔

ہیر الال صاحب نشاط محبوب پریس علاقہ ممباجہ بہا ورنے

شکار و ذریعہ لوج آصفی پرنٹنگ



نظم ہائے ست و سید بہرِ ارجیت
ہر سیرت کے راز کا پیکرِ جہیز

فہرست مضامین و بدیہ آصفی نمبر (۵)، جلد (۵)

نمبر	نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	نظم و لحیپ -	جناب ظہور الدین احمد صاحب - قائل
۲	۲	مناکونشی کا مضمون	جناب عبدالہادی صاحب - آری
۳	۱۱	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	جناب مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب پیدل

نظم و بحسب

سند گزشتہ میں جب طابہ مدرسہ دارالعلوم ایلمی و سنی پنجاب سے کامیاب ہوئے تو مولوی محی الدین محمود صاحب نے نوشتہ فاضل میں پاس ہوئے تھے طلبہ کو اور اساتذہ کو بیٹاری کی دعوت دی اس دعوت میں علیہما با مولوی الہی بخش صاحب صدر تہتم دارالعلوم بھی تشریف فرمائے کہ میرے اساتذہ با مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحب بیدیل نے ایک رباعی اور ایک نظم پر آمیز پڑھی تھی میں اس نظم کو بہینا نظرت کرتا ہوں۔

ظہور الدین احمد قائل تلب بیدیل

رباعی

بولایہ ہنر کلید دولت میں ہوں

دولت نے کہا مایہ عزت میں ہوں

<p>بقتِ سحر ہی اور یہ اک شمعِ نیجان بر او مخالفِ تاسپر کیا کیا نہ مہمبائی رتا ہوں اب عا پر میں ختم مدعا کو ماکم رسبجیہ دولت افزون ہو و رعزت ہو کا یہاں بیا رب ہر نیم ہن یہ داور بیا کی شیم ہے سے محفوظ رکھ آہی ریدل کی ہوتا او فی سا ہی نکھوار</p>	<p>سمجھو اسے غنیمت ہماں ہے تمہارا داماں آصفی کا روکے ہو ہی ہے سیلا آئین کہو دوا نویہ وقت ہی دعا کا آصفی ہی سلامت فرمانروا ہمارا موسیٰ ضا ہوں ضامن ہنچتین کا سایا او رویدہ زمانا آنکھوں پہ دھڑکنا میری دعا ہو مقبول ہی خالق البرایا</p>
--	--

ظہور الدین احمد قائل تلمیذِ بیدل

تب علم نہ ہند کہ کس تو بہ تو بہ
جاہل ہو کہ جانِ قابلیت میں ہوں

نظم حضرت مولوی حکیم حبیب الرحمن جہا بیدل تلمیذ
حضرت سید اللہ خان لکھنؤ

منصب کا کچھ وسیا جاؤں گا سہلا
داد کو تھی عمارتی پوتے کو ہیزارا
دولت کرے غلامی ہو خرچ سہیاد
افسوس ہے کہ تم میں اُسکا گنہ گارا
دارالعلوم ہر اک ملک کن میں تنہا
اگرنگ پر زمانہ رستا نہیں ہمیشہ
ہیں خم کے خم لبالب سرشارِ جہانیا
کیا کیا اٹھارہا ہوسے تونکے ناز سجا
تعلیم سے ہو غافل اسکا نہیں ملو
کوشش سے تمہم کی یا ہون گئے اکٹھا
سرو و ہونو گئے آخر تہا ہے وہ زانا
اسلام کی ہر رونق ایمان کا ہر جاوا

امو خوش و اجوانو گر ہے ہی تیش
مٹیاں گایہ آخر تقسیم باہمی میں
ہو مال ناجانا حاصل کرو وہ ثروت
جو علم تہا تہا راتا فخر جس پہ نہ کو
کچھ علم مشرتی کا چرہا ہی مدرسہ میں
یہ لوگ ور یہ مجمع ہر وقت ہی کمی پر
ساتی ہیں میکدہ کے منجور باد و فن
پیرنگان تہا اگر کس درجہ ہی بھی خواہ
اسپر اگر نہ سمجھو چوڑ و نہ خم کچی کو
یہ بہوڑی ہو گڑ عالم یہ نوجوان پُرفن
اسوقت کو غنیمت جانا تو تم امی جوانو
یہ مدرسہ شمعِ نیرم علوم دینی

زیادہ مقدار کی حاجت ہوتی ہے جو لوگ مٹھا کو پینے کے عادی
نہیں ہیں ان پر اسکا زہر نہ صرف خود پینے سے محسوس ہوتا ہے
بلکہ اگر کسی کمرہ میں مٹھا کو کا وہوان پیدا ہوا اور وہ سانس کے ساتھ
دہوان پی جائیں تو انکا سر گھومنے لگے گا اور ستلی معلوم
ہوگی۔

اکثر خورد سال بچے اس کمرہ کی ہوا سو گئے سے بیمار ہو گئے
جو انکے حقہ نوش باپ نے زہر ناک کر دیا تھا اس میں بالکل مبالغہ
نہیں ہے کہ بہت سے بچے اسکے اثر سے مر گئے ہیں و جیسا
کہ چوبیسے بچوں پر ہر قسم کا زہر حد سے زیادہ اثر کرتا ہے۔

ایک اور عمر ہوتا کو نوش لڑکی کی حالت
سرخیا کسی شہر سے مٹھا کو نوشی سینٹ کی شکل آزمائش
کے وقت لڑکی اڑ کے کے اندر دنی احمد بابہ کا کہی امتحان
نہیں لیا لیکن جانوروں پر اس کے اثر کی حالت میں آزمائش کی گئی
ہے اور ایک مشہور اور معروف عالم اور زکیم نے اس پر مشاہدہ
کی صورت اس طرح بیان کی ہے۔ جانوروں کی حالت سے
مقابلہ کرنے سے اعضا درمیسہ کی حالت حسب ذیل پائی جائی
گی ہے دل غ زرد اور خون سے خالی ہوتا ہے سرخ و اسخ

تاکو نوشی کا مضمون

بہت کم تبا کو پیٹنے والے ایسے ہیں جنکو تبا کو کے زہر کا اثر متبادل درجہ کے ساتھ محسوس نہ ہو۔ دوران سر۔ گھومنی۔ ستلی وغیرہ تبا کو کی زہریلی نوعیت کے شاہد ہیں شکل صورتوں میں سخت قے اور دست آتے ہیں سر پھرا کرتا ہے چہرہ پر زردی چھا جاتی ہے آنکھیں بد رنگ پڑ جاتی ہیں چلنے میں قدم ٹپک نہیں پڑتا دل کی حرکت میں فرق آ جاتا ہے سانس۔ لینے میں وقت معلوم ہوتی ہے اور نہایت ہی سخت حالتوں میں بیہوشی وغیرہ بھی مشاہدہ میں آئی ہے جو شخص تبا کو کے استعمال کا عادی نہیں ہے اس میں یہ علامتیں پیدا کرنے کے لئے ایک بہت ہی خفیف مقدار کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جن لوگوں نے اپنے نظام جسمانی کو اس زہر کا عادی بنا لیا ہے اُنکے لئے

ہے۔ وہ ہتھورہ سنسکریا۔ کچلہ اور بہت سے زہر اس طور پر
کھائے جاسکتے ہیں ہماری رائے میں اکثر بتا کو نوش بتا کو
کے زہر سے ہلاک ہوتے ہیں موت تو لہدی ہے لیکن کسی
شخص پر بتا کو کے زہر کا اثر جلد محسوس ہوتا ہے۔ کسی پر دیر
میں۔ ایک شخص جو بتا کو کے استعمال سے اپنی عمر مقررہ سے
دس برس پہلے مر گیا تھا اسکی نسبت ٹھیک طور سے یہ بات
کہی جاسکتی کہ وہ بتا کو کے زہر سے اسی طرح مر جس طرح ایک
شخص اسکی زیادہ مقدار کھا کر کیا رگی مر جاتا ہے۔

عادت مر مرنہ

جب بتا کو پینے کی عادت کو ایک عرصہ گزر جاتا ہے
تو اسکے زہر کے خراب نتیجے مختلف صورتوں میں نمودار
ہوتے ہیں ڈاکٹرنی ڈبلورچر ڈسن جو انگلستان کے مشہور
اور معروف طبیب اور عالم ہیں لکھتے ہیں۔

بتا کو نوشی سے خون نہایت رقیق ہو جاتا ہے خون کے
سُرخ ذرات کی رنگت تبدیل ہو جاتی ہے۔ معدہ میں ضعف
آ جاتا ہے متلی معلوم ہوتی ہے اور بعض حالت میں انسان
سخت بیمار ہو جاتا ہے۔ آنکھ کی پتلیاں بد رنگ ہو جاتی ہیں

پڑ جاتے ہیں جو بہت اُپرے ہوئے ہوتے ہیں خون حد
زیادہ رقیق ہوتا ہے۔ پیر پیپر کے کی رنگت زرد ہو جاتی ہے
دل جو ضرورت سے زیادہ خون سے بہا ہوا ہوتا ہے اور
جسمین قوت فاعلی بہت کم ہوتی ہے آہستہ آہستہ کانپا کرتا ہے
گویا ایک سمجھ دار شے کی طرح اپنی ذمہ داری اور کمزوری دونوں
سے واقف ہے دھڑکتا ہوا دل نہیں ہوتا ہے۔ اگرچہ اسکی
کل میں کوئی چیز نہیں بگڑتی ہے لیکن اسکے باریک عضلات
میں کوئی چیز ایسی بہر جاتی ہے کہ اسکو ہمیشہ مقید رکھتی ہے
اور چلنے نہیں دیتی جب بتا کو کا ملک ہونا ثابت ہی تو کیا سبب
ہے ہزاروں لاکھ آدمی جو بتا کو پیئے ہیں اسکے اثر سے
مر نہیں جاتے اس اعتراض کا جواب یہ ہے جس وجہ سے
نیکو ٹائن یا بتا کو کے زہر سے بہت کم آدمی مرتے ہیں وہ
یہ ہے کہ انسان کے نظام جسمانی میں خود کو مقتضی سے
ضرورت کے مطابق بنالینے کی عجب قابلیت اور گنجائش
ہے۔

اس فریج سے انسان ملک زہر رفتہ رفتہ برداشت کر لیتا ہے
عتی کہ بلا فوری ملک اثر کے بہت بڑی مقدار میں زہر کھا سکتا

پیدا ہوتی ہیں اُنکو وہ اس طرح بیان فرماتے ہیں -

خون میں تہا کو کا اثر

نہیں

خون معمول سے زیادہ تپلا ہو جاتا ہے اور زیادہ سخت حالتوں
اسکی رنگت زردی مائل ہو جاتی ہے ایسی صورتوں میں خون کا
ناقص رنگ تمام بدن میں پھیل جاتا ہے اور خارجی سطح زردی مائل
سفید یا دھوین کی رنگ کی ہو جاتی ہے لیکن خاص تبدیلی ان چھوٹے
اجسام میں پیدا ہوتی ہے جسکی بشمار تعداد خون میں اُڑا کرتی ہے
اور بسکوا انگریزی ریڈ گلوبولس کہتے ہیں ان چھوٹے چھوٹے
دوائے یا کروں کی صورت بالطبع ایک دوسری مجوف سطح کی ہوتی ہے
اور انکے کنارے کامل طور سے مسطح اور ہموار ہوتے ہیں
تہا کو کے گونٹ کے جذب ہونے سے انہیں جلد جلد تبدیلیاں
پیدا ہو جاتی ہیں - آہ خور دین میں دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے
کہ انکی گولائی جاتی رہتی ہے اور انکے سرے بیضاوی یا بیقاعدہ
ہو جاتے ہیں اور بجائے باہمی کشش اتفاق کے جو ایک
حد تک انکی جسمانی تندرستی کے ایک اچھی علامت ہے وہ بالکل منتشر
اور پریشان رہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ ایک لالین مبصر پر اس سے
یہ بات ہویدا ہوتی ہے اور اسطور سے ظاہر ہوتی ہے گویا انہوں نے

بصارت میں فرق آجاتا ہے چیرین دھندلی معلوم ہوتی ہیں آنکھوں میں چٹیان اور جالا پڑ جاتا ہے اسی طرح حقہ نوشی سے سماعت کو سخت نقصان پہنچتا ہے آواز کی تشخیص نہیں ہو سکتی سیٹی یا گھنٹی کا لون میں بچتی ہوئی محسوس ہوتی ہے داغ بھاری ہو جاتا ہے منہ میں چپا لے پڑ جاتے ہیں گلے میں خراش پیدا ہو جاتی ہے مسوڑھوں میں یا تو غیر فطری سختی اور انقباض پیدا ہو جاتا ہے یا انکی حالت اسفنج کی سی ہو جاتی ہے پیہر پٹون کو حد سے زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ کما سن کو ترقی ہوتی ہے اور سانس رکتی ہے۔

چونکہ یہ بیان اُس عالم کے قلم کا نتیجہ ہے جسکو خود بھی ایک طولانی عادت ہو کر چونکہ وہ قلم و سائنس کا بادشاہ اور اعلیٰ درجہ کا ڈاکٹر ہے لہذا اُسکی رائے خاص وقعت کی نظر سے دیکھی جانیکے قابل ہے۔

ڈاکٹر جرڈن صاحب نے ایک جگہ بیان کیا ہے کہ نیگوٹائن سے خون کے ذرات کو جو نقصان پہنچتا ہے وہ آلہ خوردبین سے ایک بُرائے تمباکو نوش کے خون کی آزمایش سے معلوم ہو سکتا ہے تمباکو نوش کے خون میں جو تبدیلیاں

بقیہ ترجمہ تاریخ تموری

کچھ عرصہ تک ابن عثمان نے اس آفت کو ہبلا اور چاہا کہ موافق مذہب امام مالک جو کچھ لازم آئے اُسکو بہگتنا اور رجوع کرنا کہ دفعۃً سواران لشکر تموری نے جیسے سوار (لنگن) پہنچے کو گمیر لیتے ہیں ابن عثمان کا احاطہ کیا۔

جب ابن عثمان کے ساتھیوں نے دیکھا کہ شکست کھائی اور سخت گرداب فوجی میں گھر گئے ایک دم پیدل پہلوانوں پر پل پڑے اور تیر اور تلوار سے کام لیا۔ یہ ٹخنیاں پانچزار آدمی تھے جنہوں نے اُتھون ہی کو ہلاک کیا اور اسقدر فوج کو ہرگا دیا لیکن انکا مقابلہ اور مقابلہ فوج تموری سی ایسا تھا جیسے کوئی چلنی میں ریت پھانے یا جیسے کوئی دریا کو غبار سے ناپے یا جیسے کوئی پہاڑوں کے وزن کو قیراط (ماشون) اور شفا لہو سے لگے انجام کار فوج تموری نے ان پہاڑوں کی جوڑیوں پر اور ان شیروں کی کوکھوں تک ہلاکی کے ابر سے صاف چھتہ خونریز اور کالے تیروں کے مینہ برساتے اور صیاد قضا نے گایوں پر گتے چھوڑ دئے اسید طرح وہ پیٹے پیٹے حکم قضا و قدر تمام ہو گئے اور یہاں تک تیر جسم میں اتر گئے کہ قفاز (یہ ایک جانور ہے جسکے پر تیروں کی طرح تیز ہوتے ہیں)

خود اپنے کما تاکہ جس آدمی سے وہ مشق کئے گئے تھے وہ جسمانی طور سے نفعیہ ہے اور اسکی اعصابی اور روانی دونوں قوتیں کمزور ہیں اب یہ امر مسلم ہو گیا کہ اگر تبا کو بڑی مقدار میں استعمال کیا جاوے تو زہر پرور نہ اسکی ہر مقدار مضر اور نقصان رسان ضرور ہے اس سے سانس میں دلغ لگ جاتا ہے خون فاسد ہو جاتا ہے دماغ بیماری اور مضحمل ہو جاتا ہے رگ و پٹھے کمزور پڑ جاتے ہیں جگر کا فعل خراب ہو جاتا ہے بصارت کم ہو جاتی ہے جلد میلی پڑ جاتی ہے اور ہر عضو اور ریشہ میں جس سے وہ جسم میں ملتا ہے جو ٹلگ جاتی ہے اور اسکی انجام یہ ہے کہ وہ مادہ حیات کو بے حس و عمر کا قصہ کوتاہ کرتا ہے یعنی مار ڈالتا ہے فقط

عبدالہادی۔ اثر

اسکی شاخ بحرِ مصر سے نکلی ہے۔ وہ بحرِ مصر کہ جو آگے بڑھ کر بلادِ شام
 و کرج کی طرف ہو گیا اسمین اور بحرِ قلزم میں جبلِ جرس واقع ہے
 (بیان ایک قوم ہے ترک سے جنکا ذکر اوپر آچکا ہے)
 جو کچھ غلبہ اور خرابی میں ابنِ عثمان کے واقعے
 کے بعد ہر گز ہی اور وید سے پر واقع ہوئے

جب سلطانِ روم کو یہ سختِ معرکہ پیش آیا اور لشکرِ سلطانی
 کو قیامت کا دہنگا لگا اور ہلاک کر ڈالا اس لشکر کو تیمور کے
 منحوس لشکر نے صبح کے وقت مملکتِ روم میں جدائی کا کو اکائی
 کائیں کرنے لگا اور شام کے وقت آلو بولنے لگا امام قضا و قد
 نے جماعتِ مملکت پر محبت کی محراب میں الف لام میم غلبتِ روم
 یعنی مغلوب ہو گیا روم، پڑھ دیا سربراہِ وردہ لوگوں کے سب جھک گئے
 بڑے بڑے مضبوط قلعے اور مکانات ہل گئے اور گہرا اُسٹے
 قریب اور بید اور سانس ہول گئی ہر تاجدار اور زنا فرمان کی
 ایک دم سے مثل گدہوں کی جلا اٹھی اور مایوس ہو گئے اپنے اہل
 اور وطن اور مال و رزندگی سے اسلئے کہ سردار رہا نہ کوئی شخص
 قائم رکھنے والا لڑائی کا جب سنا انہوں نے کہ امیرِ سلیمان
 نے لوگوں کو اپنی آغوشِ محبت میں لیکر پورا ورنہ تک بعبور دریا

ہو گئے اور یہ قتال صبح سے عصر تک رہا بالآخر فتح ہوئی اور
فوج تیموری نے روم پر سورہ نصر پڑھی پھر چب پہنچے تک گئے اور
مغین و مددگار کم ہو گئے اور حاکم جنگیے خائن اور مباعد پس
فوج تیموری نے تلوار دن اور بنزدن سے اور بہر دے
خون سے تالاب اور گوشت سے کھڈ۔ اور ابن عثمان
جال میں آگیا اور مثل پزند پھرے میں قید ہو گیا۔

یہ میدان جنگ مدینہ النقرہ سے ایک میل کے فاصلہ
پر تھا چار شبہ کے دن تیار بجے اس وقت کچھ شبہ بہت سے
لشکر کو پیاس اور پیٹ کی گرمی نے ہلاک کیا کیونکہ یہ ۲۸ تر تیار
ماہ متوزکی تھی دمتوز گرمی کا مینا ہے جیسے ہندی مینونین
جیسٹہ بیا کہہ۔

فصل

امیر سلیمان اپنے باپ ابن عثمان کے مستقر برو سے تک
پہونچا۔ اور جو کچھ وہاں مال و دولت بچے کے اور نفیس بربری
کے قابل چیزیں تین اُنکو جمع کیا اور اس طرف متوجہ ہوا کہ ان
تمام اشیاء کو پراور نہ تک پہونچائی۔ یہ دشت عقب میں اُس
دریا کے ہے کہ جو بہت بڑے بڑے مکانون کو گیرے ہوئے

رسائے جمع ہو کر بلا و دشت و کرج کی طرف متوجہ ہو کر بلا و کرج پہنچ جاتے ہیں۔

فرج حکمت کے باد و گرا و رگندے تو نیک کرنے والوں کے
مهندس مجال نہیں رکھتے کہ ان راستوں کے سوا تیسرا
راستہ نکالیں۔

اب سنسنے والی بولے کا گھاٹ مسلمان ملاحون کے
قبضہ میں ہے اور استنبول کا گھاٹ نصاریٰ کے ہاتھ میں۔
اور یہ گھاٹ دونوں میں بڑا ہے اکثر لوگ اس طرف قصد
کرتے ہیں اور انگریز ہیں کہ خوشی سے اڑے اڑے پرتے
ہیں مسلمانوں کے اور ان کے بال بچوں کے خون میں غوطہ
لگا رہے ہیں اور مال کو علیحدہ کرتے جاتے ہیں۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ ابن عثمان نے انکا محاصرہ کر کے انکو
ضعیف کر دیا اور انکے گانوں کے گانوں ہلاک کر دیے
اور تنک کر دیا اہل قریٰ پر انکی جانوں کی آمد و رفت کا راستہ
ایک وقت اسی حالت میں تھے یہاں تک کہ طیفانی ستم تاج
ہو چکی اور ہر شے نے امن میں اپنے باڑہ دار ناخن اُتار دیے
تیمور کا آنا اچانک اس شدت اور آفت میں باعث کشادگی

عزم کیا تو مہر گماٹی اور مہر وادی میں اس طرح اقتان و خیزان ہو جاتے تھے جیسے پانی ۔

ادھر ان لوگوں نے بلا سے تموری سے جان بچانیکے لئے امیر کی طرف رجوع کیا اور امیر نے اہل استبٹول سے مدد طلب کی اور محبت پیدا کی اور یہ عہد کیا کہ کوئی ایک ماہ دوسرے سے غدر نہ کرے اور انکو محبت دی پیرا عانت چاہی اُن سے اپنے پہونچنے پر ساتھ قطع کرنے دریا کے دو گھاٹوں کالی بوسے اور استبٹول سے اسلئے کہ ان دونوں دریاؤں کا راستہ قریب اور گھاٹ سوائے ان دونوں نثرین کے نہیں ہے۔ کیونکہ بحر اسکت دریا شروع ہوتا ہے اٹکا کیہ اور علاقہ یہ سے پہر قصد کرتا ہے بلا دروم کا اور گمیر لیتے ہیں۔ اسکو پاٹ بلا شمال کے پہونچنے سے پہلے جینا بچہ اسی محاصرہ کی بدولت دقیق اور دونوں جانبیں اُسکی سکرٹھی جاتی ہیں یہاں تک کہ نظر آنے لگتے ہیں دونوں کنارے اور قریب معلوم ہوتا ہے کہ لمجائیں اور یہ انضمامی حالت تخمیناً تین دن رہتی ہے پہر کسی کسیدہ بڑھتا اور جاری ہونا علی وجہ النشاط شروع ہوتا ہے پہر تمام اس دریا کی موجوں کے

اور اسلام کے جنگل میں یا دارالحرب کفر میں اقمہ کفار بنکر طوق غلامی
گلے میں پڑتا ہے۔ جانے والے جا رہے ہیں نہ کسی سے
وصیت کر سکتے ہیں نہ بال بچوں کی طرف لوٹ سکتے ہیں پھر
جب جہاز خالی ہو کر آتے ہیں تو ہر شخص بڑی جدوجہد سے
اُن پر سوار ہونے کی کوشش کرتا ہے انجام کار اس حجمِ غفیر سے
ہر شئی سے بچنے والوں کی مقدار ایسی تھی جیسے کوڑوں میں سرخ تھوڑ
اور سرخ چوپچہ واسے۔

اور دست درازیاں کیں دشمنانِ دین نے جس طرح چاہا

مسلمانوں پر۔۔

امیرِ سلیمان نے اس بکھر کو عبور کیا اور اس بڑے غالب
آیا تمام وہاں کے ممالک ضبط کئے راستوں کا انتظام کیا یہ
زیادہ گنجائش دانی بجانب ہے بائیں طرف سے اور بائیں
سوا و سرسبز رہا اس سے زیادہ کشادہ۔ پانی کی اکثریت خراج وافر
محصول بہت کچھ بڑے بڑے قلعے عمدہ عمارت اور
اُسکے تحت میں شہر اور نہ واقع ہے سب لوگ امیرِ سلیمان
کے پاس اکٹھے ہو گئے اور جلد کام آسان ہو گئے۔

ذکر ابن عثمان کی اولاد کا کہ زمانہ نے

اور فرحت ہوا ابن عثمان کو ان نصارے سے علیحدہ ہونا پڑا
جو انکی خوشی اور امن کا سبب تھا۔ اور اس پر یہ طرہ کہ مسلمان
انکی طرف محتاج ہوئے کیونکہ گھاٹ استنبول کا نصارے
کے ہاتھ میں تھا اب انہوں نے اپنے گلوگرفتگی سے بے فکر
ہو کر مسلمانوں سے بد لالینے کے لئے فرصت کو غنیمت
سمجھا۔

اب وہ لوگ جہاز مسلمانوں اور انکی باربرداری سے بہرہ ور
سمت استنبول متوجہ ہوتے ہیں اور استنبول ایک پہاڑ کی چوٹی
کے پیچھے واقع ہے اور مخوف ہو کر پہاڑ کی چوٹیوں میں سے
ایک چوٹی کے پیچھے ہے۔

استنبول دنیا کے بڑے شہروں میں سے ہے یہاں تک
کہ کہا گیا ہے کہ استنبول قسطنطنیہ کبریٰ ہے اب انکی یہ حالت
ہے کہ جب اس قلعہ جبل کے پیچھے جہاز اور انکو لیکر مڑتے
ہیں اور وہ پوشیدہ ہو جاتے ہیں اس جانب کے لوگوں کی
آنکھوں سے تو ہو جاتے ہیں مثل اموات کے کہ قبر میں لے
جائیں یا کسی گڑھے میں لٹکائے جائیں۔ نہیں معلوم ہوتا کہ
کہان متوجہ ہوتے ہیں اور کس مجلس میں رجوع کرتے ہیں سلامتی

رات۔ ہر ایک طرح ایک بہت بڑی ہنسنے اسکے درمیان سے
اُتر کر دیکھنے لگے ہیں۔

اسی دن اور نئے قیامت میں اس قدر ناعام پر کہ تیز و مسافر پہلو
طے کرے۔

اب یہ ہنسنے والے کا دوسرا بیٹا۔ عیسے لہنس قلعہ جات میں
پناہ گزین رہا تھا کہ اس پر حملہ ان کے بچے جو ابن عثمان کا
بڑا بیٹا تھا۔ بچہ ہائی خدیجے کو قتل کیا۔ اُس کے بعد موسیٰ
نے جو ابن عثمان کے بیٹے بیٹا تھا عیسے کے ساتھ وضع میں اسیلیوں
کو قتل کیا۔

پھر سب کے بعد محمد نے موسیٰ کو قتل کیا۔ اور احکام
محمدیہ سے تمام شرائع موسوی اور عیسوی کو منسوخ کیا (یعنی
محمد حکمران رہا اور احکامات موسے اور عیسے کے منسوخ کئے
اور اپنا حکم چلایا)

محمد ابتداً ۳۵ء میں اپنی موت سے مرگیا۔ یا یہ کہ ملک مد
کے ہدایا میں قوجبقار کی معرفت خفیہ طور سے کچھ دیا گیا۔
اب ملک اُس کے بیٹے مراو کی طرف منتقل ہوا چنانچہ وہ
۳۵ء میں منتقل کا فرماتا۔

کسی طرح انکو پریشان اور بالک مکتوبہ
 سلطان باغیہ کا بڑا بیامیر سلیمان نما اور بھائی اور
 مصطفیٰ اور محمد اور زویٰ یہ سب سب یہ تاتہ ہر اک کے
 اپنا اپنا ٹھکانا اور رہا سکتے کی جگہ پیدا کی اور باگ کر دیان
 ٹھکانا کپڑا نجیب اور شرافت لوگ ہر اک کے ساتھ ہو گئے
 چنانچہ محمد اور موسیٰ قلعہ اٹا پیہ۔ یہ نرسٹنہ جسکے بار
 میں ابوالطیب قبی نے یہ دشمن لکھے۔

ترجمہ اشعار

خرشتہ میں نیز و مدح جا کر گز گب	تھے شفی تروم اور یحییٰ بن کر و تہن
لیڈین تہین باندین و لادھی قبتین	پاک ہی تہین کتہین لیسٹ رہی تہن

جاگزین ہوئے۔

صفت قلعہ خرشتہ

اس قلعہ کی چوٹی اس قدر بلند تھی کہ گویا قلعہ فلک سے
 متعلق ہے۔ اس قلعہ سے اترنے والا اس سے زیادہ تھکا
 ہی کہ اور قلعوں پر چڑھنے والا۔

اسکو اہل قلعہ بغداد اور روم کہتے تھے اسلئے کہ جیسے زمین بغداد
 کے وجہ نے دو حصہ کئے اور وجہ وسط بغداد و میں

دوا — یرقان

عوام الناس کو مژدہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان میں مبتلا ہو کر سخت اور پرہیزی معالجوں سے عاجز ہو جاتے ہیں اسلئے نظر آسانی رفاہ عام احقر کے دواخانہ یونانی محلہ سداراجہ چند ولال سکینٹہ باسشی واقع سمت دوم صفائی اندرون بدہ مکان نمبر ۱۲۱ - عمرہ سے تیار ہوئی ہے ساٹ پوڑی ادویہ قیمت عصم حالی ملتی ہیں بوقت اخذ ادویہ ترکیب اسکی کہد جاو گی ۔ طرفہ یہ ہے کہ پرہیز بالکل نہیں جو چاہو استعمال کرو صد ہا مریض شفا پا چکے ۔

نرد حضاب عمدہ

حضاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تیار کیا گیا ہے ۔ جسکے لگانے سے سفیدی بالونکی بالکل جاو گی اور رنگ بالون کا سیاہی رہتا ہے بہور اپن نہیں ہوتا جنکو منظور ہو لیجان اور از مائن قیمت بلکل کم ہے فی نرد ۔ ہر بوقت اخذ حضاب ترکیب بتلانی جاگیگی ۔

المشہد
حکیم مخ چند مدر محاب جاگیرات عالیجناب راجہ راجایان راجہ کشن شاہ
مدارہ سار شکار و مفرم دارالماہرہ کار عالجے ۔

اسفندیار کا تیمور کے پاس ملحق ہونا اور
خود طوق اطاعت گلے میں ڈال کر حاضر ہونا

امیر اسفندیار بن بایزید جو ملوک روم سے ایک
بادشاہ تھا اور سلطنت میں اسکا محل استوار تھا اپنے باپ
الک - تاج و تخت ہوا اور مستقل کار فرما تھا -

اسمیں اور ملوک عثمانیہ میں موروثی عداوت چلی آتی ہے -
سکے تحت حکومت قلعجات اور شہر اور زمین لپست اور میدان
تھے اُمنین سے ایک شہر سینوب ہے جسکا لقب
جزیرۃ العشاق ہے اُسکی طرافت آفاق میں ضرب المثل تھی
دروہ وسط سمندر کے ایک بڑے جزیرہ میں واقع ہے
اور اسمیں باریابی نہایت دشوار اسمیں ایک پہاڑ ہے کہ سین ہا
ران ہشتی سے زیادہ حسین اور اُسکے عبور کی راہ عشوقان
رک اندام کی کمر سے زیادہ پتی تھی - یہ پہاڑ اسفندیار کا مستقر
رہا ہے پناہ تھی اور اُسکے خزینہ کے موقعے شیطان
... ابلیس سے زیادہ نافرمان اور ملتبس تھے اور وہ دست بخیل
سے کہ جسکو حاکم انسا لونٹ کرنے والا ہے مضبوط تھا -
سرے قسطنطنیہ جو دار الحکومت تھا -



خزانہ شوالہ ابرہہ شکیں پرند

شیش اسے آفتاب بلند

بنال اول بعد چون کس شاد
دل بہ صفتی
۱۸ ۱۳

اعلیٰ حضرت نظام الملک آصفیہ توابع میر مجیب علی بیہا علی اللہ ملکہ
کی تقریب سالگرہ مبارک کی تہنیت میں یہ مامواری رسالہ جس میں
نظم و نثر کے اخلاقی علمی سوشل ظریفانہ مضامین درج ہونگے اور جس کے
بانی سبانی عالیجناب جہ راجا یان ہمارا جہ کشن پرشاد بیہا المتخاصین شاد
تمیز حضرت آصف ظل سبحانی پشکارو وزیر افواج آصفیہ میں حسب ارشاد
ہمارا جہ محترم البیہ زیر نگرانی رائے ہیر الال صاحب متخلص نشاط

محبوب حسین آباد علاقہ پیشکا

نوش

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا
 کل حقوق بحق رائے ہیرالال صاحب نشاٹ محفوظ ہیں اسکا
 منافع عالیجناب ہمارا جہ بہادر نے نشاٹ صاحب کو بطیب خاطر
 عطا فرمایا اور نشاٹ صاحب نے قیمت سالانہ جب ذیل قرار دی

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔ ع

۲۔ پبلک سے ۔ ۔ ۔ لے

۳۔ باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ڈاک ہم
 ڈا جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے
 انکو ایک اشرفی پیش کی جائیگی ۔

ف ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس ۔

مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام
 رائے ہیرالال صاحب نشاٹ محبوب پریس جید آباد

علاقہ ہمارا جہ بہادر کشمیر
 اللہ اکبر علی



تم سلامت رہو ہزار برس
ہزار برس کے ہوں نہ چھوٹا ہزار

فہرست مضامین و مدیر آصفی نمبر ۴

ردیف	صفحہ	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	بقیہ دید۔	عالیجناب مہاراجہ دریا پشکار و وزیر افواج آصفی
۲	۵	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری۔	جناب مہاراجہ لوی حکیم محمد حبیب الرحمن صاحبیل

بقیہ وید

سلسلہ کے لئے دیکھئے ودر بہ آصفی نمبر (۲۷) جلد (۴)
 دوسرے انتظام کے مطابق دوپورے کانڈراہین و فرستید
 انکا ذکر موجود ہے۔ یہ پرچاپتی یعنی مالک خلق کی تصنیف مینف سمجھ
 جاتی ہے۔ اور اتنے ہی سوما یعنی چاند کرہ قمر کے متعلق ہیں۔ سات گنی
 یعنی آگ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور سولہ کل دیوتاؤں سے ساتویں اور آخری
 کتاب سے کچھ انتخاب بطور نمونہ تیت تر یا بچر وید سے ذیل میں صج ہے
 صرف پانی ہی پانی تھا۔ ابتدا ابتدا میں یہ دنیا ہمہ آب تھی سراپا عالم
 آب اس دنیا میں خالق کائنات نے ہوا پیدا کی۔ اوس نے اس دنیا کو دیکھ
 اور شکل و راہا یعنی کچھ آیا۔ اور اس کے بعد دنیا کو دس ماگرا یعنی عمارت
 و دنیا کا معمار نامزد کیا۔ اس کے بعد پرتھوی کے نام سے مشہور ہوئی

پہلے چہ لکچر دن اور انکے مطابق کے کاٹڈا میں نہ سہی رسوم کا ذکر نہ کر رہے
اس وید کے متعلق چند اپانشدین یعنی تیت تریکا نار اپنا کا تھا
ورنی وغیرہ وغیرہ۔

دسوان باب

ساما وید

ساما وید میں ایک خاص تقدس ہے۔ اسکی کل دعائیں منظم ہیں
اور وہ گائی جاتی ہیں انکے پڑھنے کا ایک طرز نوی ہے۔
ساما وید کے خاص حصے کو جو حصہ اول نہیں ہے۔ آرجچکا
کہتے ہیں اس میں وہ دعائیں ہیں جنکو شاما گاڑ گاتے ہیں۔
اونکے چھ باب ہیں یعنی پرتیچا کا اور وہ چھوٹے چھوٹے بابوں پر
منقسم ہیں اور ان چھوٹے چھوٹے بابوں میں بھی حصے ہیں جنکو وسا کا
کہتے ہیں۔ وہ باب دس۔ اور عموماً دس دس شعر ہر ایک میں ہیں۔ اسبقدر
تقداد دعا ونکی اور اسی طرز پر بعینہ۔ یہ بھی گائے جاتی ہیں۔ انہیں سترہ
باب ہیں اور انکا نام گراجیاگ نا ہے۔

ساما وید کے ایک اور حصہ جو گاپی کے لئے موضوع ہوا ہے
اسکو ادنیاگانا کہتے ہیں۔ مثل آرجچکا کے وہ تین بابوں پر منقسم ہیں

اسی وجہ سے زبان شریف سنسکرت میں دنیا کو پرتھوی کہتے ہیں۔ خالق کائنات نے بامعان نظر دنیا پر غور کیا اور دیوتا پیدا کئے یعنی وسوس۔ روراز۔ اور ادینہ۔ ان دیوتاؤں نے خالق کائنات کی طرف عرض کی کہ ہے پریشرم مخلوق کیونکر پیدا کریں جواب آیا اے میرے بندو جس طرح میں نے تم کو مٹی سے یعنی غور و تعمق کے بعد پیدا کیا اسی طرح تم بھی میری مخلوق کو ترقی دو۔ اس نے انکو متبرک آگ عطا کی۔ اور فرمایا کہ اس متبرک آگ سے تم قربانیاں کرو۔ اسی آگنی یعنی آگ کے ذریعہ سے اونہوں نے کارروائی شروع کی اور ایک برس میں ایک آگ بنائی اور آگ کو واسوس اور روراز اور ادینہ کو یکے بعد دیگرے دیا یہ کہہ کر کہ اسکی حفاظت کرو واسو اور روراز اور ادینہ نے مختلف اوقات میں اسکی پالنے یعنی پرورش کی۔ اور اس نے واسو کو تین سو تینیس بچے دئے۔ اور قس علی الہذا روراز کو بھی اتنے ہی۔ اور اسی تعداد کے ادینہ کو یہ سب ملا کر ایک ہزار ہوئے۔

اس وید کے دوسرے حصہ میں ادینہ کا بیان ہے جس میں مثل سن تہا یہ لکھ دیکھے ہیں۔ انکے متعلق ابواب ہیں۔ اور اس کے جن و ہیں۔ اس میں بھی ایک قسم کی تقسیم ہے جس میں کانڈا ہیں۔ مختلف مضامین کے مطابق۔

بقیہ ترجمہ تیار کیج تیسری

جب تیمور جو کچھ ملا لیکر تو قتایش کی سلطنت سے جدا ہوا
اور اید کو ہاتھ سے نکل گیا، اور تیمور اپنے مستقرین باطنیان پہنچا تو
اید کو اپنے لوگوں میں جا ملا اور اپنے طرفداروں اور جان نثاروں میں
آگیا۔

اور تو قتایش کا جویان حال اور اپنی حفاظت کرتا رہا۔ اور بوجہ
عداوت باہمی ہر وقت تیار اور مستعد رہتا تھا۔

یہ بات اید کو کے بوتہ کی منتی کہ جو گرہ کھل گئی اور سکوا بندہ دے یا جو
دباہم دل پھٹ گئے، ان کو رفرور دے۔ اور یہ بھی ممکن نہ تھا کہ باطنیان علی
سلطنت مستقل طور پر بوجہ جاکے کیونکہ اگر ایسا ہو سکتا تو تیمور جو بہت سے
ممالک کا مالک ہو گیا دعوے کرتا۔

پہرا اید کو نے اپنی طرف سے ایک سلطان مقرر کیا اور ایک
مکان کو مضبوط بنایا۔ اور پیسہ کے سرداروں اور اسکے قبائل کے
سربراہ آوروہ لوگوں کو بلایا تو وہ بہر و چشم لبیک لبیک کہتے ہوئے
آئے کیونکہ یہ گروہ اورون سے زیادہ قوی اور تیمور کے ضرور نقصان
ماہون تھا۔ اب اید کو کی قوت بڑھ گئی اور مکان عسا کر کے واپس آنے سے
آباد ہو گیا اور دارالملک میں بنیاد قائم ہو گئی اور ارکان سلطنت
بلند ہو گئے۔

اور ہر ایک حصص نصف نصف باب ہیں اور دفعت۔

ارشیہ برہمنا۔ سو ما وید کے اپنے دو حصوں کے ضمیمہ ہیں

ان میں اس امر کا بیان ہے کہ کس موقع پر انکا استعمال کیا جانا چاہئے۔

یہ صرف مصنفوں اور رشیوں کے کام کے ہیں۔ باقی آئندہ۔

شاد عفی عنہ

سیکوٹا پنچ مارا خلیفہ نے قصاص کا حکم دیا یہ برا معلوم ہوا
اور مدعی سے ایک شب کی ہلاکت لی اور بعد ۲۰ ہزار آدمیوں کی
بھاگ کر روم چلا گیا اور پھر تمام قوم بٹا ہوا ہو گئی۔
اس گروہ کا نام قرابو خدان ہے۔

انہیں اسباب سے بہشت کی آبادی خالی اور اوجاڑ ہو گئی
اور لوگوں کی ہلاکتی اور انتشار سے یہ نوبت پہنچی کہ اگر کوئی شخص بازار ہنسا
دیا سب ان اوس راہ میں چلے تو بوجہ گرم ہونے راستہ پر ہلاک
ہو جائے۔ کیونکہ موسم گرمیاں ہو جاتی کثرت سے راستہ پر یہاں آجاتی
اور رہنے والے کا نشان مٹ جاتا ہے۔ اور جاڑے میں برف سے راستے
بند ہو جاتے ہیں اسلئے کہ وہاں کی تمام زمینیں اوپر سے اور زمینیں غیر ہمیں
اور ہر محلہ چٹیل میدان بے آب تشہاں ہمارے ہر صورت وہاں سے
گزرنا مملکت ہے اور سخت دشوار ہے ہندرمیوں لڑائی میں ایک کوئی
شکست کمانی تمام لشکر متفرق اور پریشان ہو گیا اور ایک کو جمع پانسواڑی
ریت کی دریا میں غرق ہوا اور سیکوٹا نہ لگا۔

اب تو قتائش مملکت پر مستقل ہو گیا اور دشت برکہ میں کوئی مزاحمت
باوجود اسکے تو قتائش ایک کوئی خبر اور حال کا جو بیان اور کیفیت ہلاکتی کا
نگران تھا۔ اس طرح چند مہینے گزرے کہ نہ انکھین اوسکی جہاں سے

اور ہر توقعاتیش کی عقل جب اپنے ٹکٹا نے پر آئی اور پھر دماغ بین
سمجھ نے حکمرانی کی۔ اور دشمن چلا گیا اور گونہ اطمینان ہوا تو لشکر کو جمع کیا اور
اپنی قوم اور معاونین سے مدد چاہی اور اید کو اور توقعاتیش میں انواع و اقسام
چھیڑ چھاڑ آلات حرب میں قائم رہی۔ اور صلح کی آنکھیں زمانہ کی چشم
ہائے کو رکیطرح سوتی رہیں یہاں تک کہ پندرہ مرتبہ صف آرائی کی نوبت
پہنچی کہی یہ گئے کہی وہ گئے کہی یہ بڑھے کہی وہ بڑھے۔

اب یہ نوبت پہنچی کہ دشت کے قبیلہ دن بدن گھٹنے لگے اور ترتر ہونا
شروع ہوئے۔ اور چونکہ قلعے اور پناہ کی موقع کم تھے یہ انتشار پیدا ہوا
خاص کر اسوقت کہ ان قبائل پر دوشیر پلے ہوئے ہیں توقعاتیش اور
اید کو اور دو مخوس ہمہاں ہوئے ہیں اور پڑا حصہ ان کا تیمور کے ساتھ
جا چکا ہے۔

اب توقعاتیش اسہی فکر میں قید ہے اور افکار نے پیشاب پاخانہ تک
بند کر رکھا ہے کہ ان قبائل کا ایسا حصہ کہ دفتر میں سمائے نہ گنتی میں آئے
علیہ ہو کہ بجانب روم و روس چل دیا۔ یہ انکی بدنصیبی اور برگشتگی
قسمت کی نشانی ہے۔ یہ لوگ مشرکین میں نصارے اور مسلمانوں میں
اُسارے ہو گئے جیسا کہ جبیل نے بنی غسان سے کیا تھا۔

جبیل نے اپنی قوم کے بعد خلیفہ دوم مسلمان ہوا اور ایک روز

قصد کیا اور دیر تک مدافعت کی بالاخر زخمی ہو کر گرا۔

یہ سولوان حملہ لڑا ایک خاتمہ اور فراق کا حکم تھا۔

اب دشت برکہ کے تمام امورات اید کو کے متولی کے قبضہ میں آ گئے اور تمام قریب و بعید صغیر و کبیر اوسکے احکام کو کان لگا کر سننے لگے۔

تو قتامیش کی اولاد افاقیہ میں تتر بتر ہو گئی جلال الدین اور کریم خوجا روس کو بال مین اور باقی بہائی سفحاق بن چلے گئے۔

اب تمام امور سلطنت اید کو کے حکم پر ہیں جسکو چاہتا ہے متولی بناتا ہے جسکو چاہتا ہے معزول کرتا ہے۔ اوسکے حکم کی کوئی مخالفت اور حدود و سلطانی سے کوئی تجاوز نہیں کرتا۔

وہ لوگ جنکو اید کو نے والی بنایا تو بلخ تیمور خان اور اوسکا بہائی رشادی بیگ پر قولاد خان۔ تو بلخ تیمور کا بیٹا۔ پھر اوسکا بہائی تیمور خان کے زمانہ میں امور سلطنت میں ہل چل پڑ گئی اید کو کے ہاتھ میں زمام سلطنت تسلیم نہ کی گئی اور اید کو کی وہ عزت و کرامت نہ رہی تو اید کو نے کہا کہ میں کبیش مطاع ہوں دایسا سہ دار ہوں کہ سب میری اطاعت کرتے ہیں، مجھ سے اطاعت نہو گی اور میں مثل ناگوری بیل کے پیش روندہ ہوں پھیا کی طرح مجھ سے تبعیت نہیں ہوتی۔ اب دونوں میں جگڑا چلا اور آسمان حسد پر نفاق کے چپے ہوئے ستارے

آشنا نہ زبانوں پر مذکر۔

چونکہ اید کو ان ریت کے دشوار گزار راستوں اور ٹیلوں کا کھڑا ہوتا
اور ان تپتی اور سخت زمینوں کو بار بار اپنے پیروں کے ٹانگوں پر طح کر چکا تھا
منتظر وقت رہا اور حسب مضمون اشعار ذیل فکر و تدبیر کرتا رہا۔

ترجمہ اشعار مصنف

انتظار وقت کر رہا کام میں	جب طے موقع تو ادا شد بہر و غا
عقل سے اور صبر سے لے کام دیکھ	تو ت کا پتا تھا جو دیسا ہوا

جب اید کو نے یہ یقیناً سمجھ لیا کہ اب تو قتائش مجھ سے مایوس ہے
اور اس نے یقین کر لیا ہے کہ موت کے شیر نے اید کو کو چیر ہاڑ ڈالا تو
اید کو تو قتائش کا تجسس کرنے لگا اور ہر وقت اس کموج میں رہنے لگا
یہاں تک کہ ایک روز یہ پتا ملا کہ تو قتائش فلان سیرگاہ میں لشکر سے
علی و تمنا ہے۔ فوراً اید کو گھوڑے پر سوار ہوا شب تیرہ و تار کی چادر اوڑھ لی
اور رات دن چلا اور سوسنے کے بدلے جاگنا اختیار کیا۔ حباب اس کا ہاتھ بوجھ
چڑھتا تھا اور مثل شبنم کے بلندی سے اترتا تھا یہاں تک کہ تو قتائش کے
پاس اس کی بھجری میں پہنچا اور قضاء مبرم کی طرح ٹوٹ پڑا۔ تو قتائش کو جب
خبر ہوئی کہ چاروں طرف سے بلائے گمیر لیا۔ اور موت کے تیروں نے
حملہ کیا اور نیزوں کے اثر ہے اور تیروں کے افی ڈسنے لگی تب کسی قدر اونکا

شبیج رعب و داب کا چہرہ ذمی و جاہت سخی خندہ پیشانی۔ رائے مصیب
 علماء و فضلاء کا دوستدار صلحا و فقرا کا حاضر باش ان لوگوں کی عمدہ لفظوں
 و غیر اور اچھے طریقہ سے تعظیم کرتا تھا۔ دن کو روزے رکھتا تھا شب زندہ دار
 شریعت کا پابند کتاب و سنت و اقوال علماء کو بینہ و بین التدویر علیہ نجات
 سمجھتا تھا۔

ایک کو کے قریب قریب بیس اولاد تھی۔ ہر اک اور نین سے
 بادشاہ مطاع تھا اور ہر اک کا ملک اور لشکر جدا تھا۔

ایک کو دشت کے ملک میں امام تھا قریب بیس سال کے
 سطرچ رہا کہ حسین و سبر پر اس کے ایام نور پیشانی تھے اور اس کے ملک
 میں زمانہ کی پیشانی پر زلفین تھیں۔

پھر اصل قصہ کہ دیر لڑتے جوئے اور تیرو کے مصائب
 قلم بند کرے ہیں

جب تیمور آذربایجان پہنچا اور اس کا لشکر ممالک سلطانیہ اور خاندانی
 پیل گیا اور قلعہ مار دین کے بادشاہ ملک طاہر کو جو قید تھا باکرے عطاء
 خلعت و اکرام چوڑ دیا چنانچہ تفصیلی حالت بیان ہو چکی ہے۔ اور
 ملک طاہر کو بعد عہد و پیمان دیار ما بین العراق و الشام کا والی مقرر کیا
 چونکہ تیمور بوجہ معیت گروہ ہائے دشت برکہ عجم میں ٹہر نہیں سکتا تھا

چکنے لگے اور آپس میں شر و فساد بغض و کینہ پھیلا۔
 ایک وقت کہ فتونے اندھیرے باہم گتے لگے اور دشت کے شب
 تیرہ و تار میں فساد کے ستارے فریقین میں جگمگانے لگے اچانک
 بدر دولتہ جلالیہ نے مشارق خاندان توقعاتیشیہ سے طلوع اور بلاد
 روس سے ظہور کیا۔

یہ قضیہ سن ۱۲۱۵ء میں ہوا اور فسادات و شرارتیں پھیلنے اور بات
 بڑھنے اور اید کو کا حال نہایت ضعیف ہو گیا اور تیمور خان نے اید کو کو
 قتل کیا اور ممالک قفقاز کے باہمی شر و فساد جب تک رہے کہ اید کو کو
 ہو کر نرسچون میں ڈوبا پھرا دسکو دہان سے بچھا م سرائیچو قی نکال کر
 پھینک دیا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے اید کو کے عجیب واقعات اور ناز و ندر
 اخبارات ہیں۔ اس کے تیر و شمنون میں نشانہ رس ہیں اور اس کی مکائد
 وحیل اور دشمنوں کے شکار کے قصص مشہور ہیں۔ اور اس کے اصول فقہ
 سیاست میں ایسے کمرے کمرے ہیں جیسے مضامین نقود و درود
 (یہ اصول فقہ کی دو کتابیں ہیں) اور اون قواعد میں بحث حصول
 مقصود تک پہنچاتی ہے (حصول اور مقصود وہی دو کتابوں کا نام ہے)
 اید کو کا کستقد ر حلیہ اور صفات

اید کو کا رنگ گندم گون یعنی سرخ و سپید سیانہ قد با تہ پانگوٹھی ہو

لفظوں میں خطاب تھا کہ دل بیٹھا جاتا تھا کہیں تسکین و اطمینان کچھ ڈھنگ تھے
کہیں جبروتی رنگ تھے۔ خلاصہ تمام فرمانوں کا یہ تھا کہ خطبہ بنام محمود خان
و سیور غاتمیش خان اور اینجانب کا پڑھا جائے اور بھی نام سکھ میں
مسکوک ہوں اور قاصد و نکو حکم تھا کہ خود حاضر ہو کر فرمان دیں۔

سلطان نے فرمان کی طرف توجہ کی نہ قاصد کی طرف نہ جواب دیا بلکہ اُن قاصد و نکو
افسروں کے سر کا نکر بقیہ قاصدین کے گرد نون میں لٹکا کر پہلے اپنے بلا دین
تشمیر کیا پھر دو حصہ کر کے دو طرف بھیجا ایک بجانب سلطان ملک طاہر
ابی سعید برقوق دوسرا بخد مت سلطان ابی ترید بن مراد بن
اور خان بن عثمان حاکم مالک روم اور دونوں کو یہ قصہ لکھا کہ اس طرح
تیمور مقہور کا فرمان لیکر قاصد آئے اور میں نے جواب سے سکوت کیا
اور قاصد و نکو تہدیداً قتل کیا اور کچھ نکھا۔ اور یہ فعل فقط بد میں غرض کیا
کہ تیمور کی توہین ہو اور جو کچھ تیمور بلاد میں فساد اور عباد پر ظلم کرتا ہے
وہ بہت برا فعل ہے۔

پھر لکھا کہ آپ خیال فرمائیں کہ میں تم دونوں صاحبوں کا زیر سایہ
ہم سایہ ہوں میرا ملک آپ کا ملک میں آپ کے غبار کا ایک ڈرہ بمقدار ہوں
اور آپ کے بجا سلطنت کا ایک قطرہ ہوں میں نے جو کچھ کیا حالانکہ میں
ضعیف الحال ہوں مال کی کمی آدمیوں کی قلت تھوڑا سا ملک میرے

سمرقند کا قصد کیا اور وہاں پہنچ کر جو کچھ روپیہ پیسہ مال و اسباب و شت سے
 بہر کر لایا تھا داخل خزانہ شاہی کیا پھر فوراً وہاں سے نکل کر طوفان کی طرح
 جیچون سے عبور کر کے خراسان پہنچا اور بلا قیام و مقام وہاں سے آذر
 بجان گیا۔ حاکم آذر بجان طہر تن اطاعت و فرمان برداری کی گروہن
 احکامات تیموری کا طوق ڈالے ہوئے حاضر ہوا۔ قلعہ مار دین کے امر کو
 ایسا مہل چھوڑ دیا کہ بھول گیا اور اس کے مضافات کے شہروں اور دیہاتے
 کچھ تعرض کیا۔

مشعلات ممالک شام میں ابتداء عساکر تیموری کے عبارتیرہ و تار کا جوش

پہر تیمور نے موضع رہا کا قصد کیا اور لوٹنے کا ارادہ کیا تو ایک
 شخص وہاں کے روسا اور سکنا رہا کے سربراہ اور وہ لوگوں سے جسکو
 حاجی عثمان بن شکش کہتے تھے تیمور کے پاس آیا اور چند شتر کی
 بار برداری مال و دولت پر صلح کی اور بار کر کے داخل خزانہ تیمور کر دیا۔
 اب تیمور نے چند متعدد قاصدوں کو دیکر قاضی برہان الدین
 ابی العباس اور احمد حاکم قیصریہ و توقان و سیواس کی طرف
 روانہ کئے ان فرمانوں میں کہیں نرمی کہیں گرمی کہیں غیظ کہیں چالوسی
 کسی جگہ کا مضمون طبیعت کو برا لیکھتے کرتا تھا کسی موقع میں ایسے دہیے

دل بہون دے کیلجے دا غدے گردنیں توڑ دین آنکھوں کو اندہا کا تو کو
 بہا کر دیا۔ کہاں میں اور سیل عرم کا تہپڑا دست ہاتھی کی نگر۔
 اگر تم دونو مجھ کو سنا لو گے پاؤ گے۔ اور اگر مجھ کو ذیل کرو گے
 ہاتھ سے دے پٹو گے۔ تم دونوں صاحبونکی ہیبت اور شہرت کو بھی
 کافی ہے اور تمہاری لیاقت اور مدد کو بھی بس ہے کہ تمہارے خادم سے
 کوئی آگے ہے۔ جو شخص تمہاری طرف سے بس ہو گا تمہارا بال بیگا۔
 ہونے دے گا۔

اور اگر خدا انخواستہ مجھ کو تیور سے ضرر پہنچا یا او سکھ و فساد کے
 شرارے میری مملکت تک پہنچے تو کیا یہ فعل حوادث زمانہ سے متعلق
 مفعول بہ اور مفعول ثانی اور ثالث نہ ہو گا مفعول بہ سے مراد
 اپنی ذات ہے اور ثانی سے ملک طاہر ثالث سے ابائید مراد ہے
 یعنی اگر مجھ پر آفت آئی تو تم بھی نہ بچو گے۔

ترجمہ اشعار

ابتدا میں شر ہو ایسی جیسے قحطی شرار	کی اگر جلدی بھانہ بین تو فوراً بجھ گئے
ہو تباہل گرفتوں اور سیل انکاری رہے	اس قدر آتش بڑھو دل اور جگر میں جا لگے
ہو نہ بعد اسکے بھائی کو کچھ بھی مفید	ہوں اگر چہ جمع رہنوا و اسطخاض کے

اور آپ کو یہ خیال رہے کہ میرا جواب نینا اور محل چوڑ دینا

خدا م قدیم و جدید کم زور فقط آپ ہی دونکی برو کے بہرہ سپر اور آپ ہی
 دونوں کے بوتے پر کیا کہ آپ میری معاونت اور مناصرت فرمائینگے۔
 اور اسلئے کہ آپ کی سلطنت کی آبرو کے جہنڈے قائم رہیں اور آپ کی وید بہ
 مملکت کے نیزہ کے پھر برے اوڑتے رہیں۔ میں تمہاری کمین گاہوں کی
 ڈال ہوں اور سینہ سپر ہوں۔ میں تم دونوں کے لشکر کا ایک چاوش ہوں
 عساکر کا علم بردار۔ لین ڈوریکا پیش رو اور مواقع جنگ کا مقدمہ الجیش
 اور اگر آپ دونوں کی امداد کا بہرہ نہ تو میں کسی طرح تیمور کی ٹکر کا نہیں ہوں
 نہ اس کے مقابلہ کی مجھ میں سکت ہے۔

آپ تیمور کے حال سن چکے ہیں اور اس کی لڑائی اور افعال کو جانتے ہیں۔
 تیمور نے بہت لشکر و ن کو شکست دی بار شاہوں کو قید کیا اس کے
 مالک ہوا کتنے شاہوں کو ہلاک کیا بے آبروئی کی لاکھوں جانیں لین
 قلعے فتح کئے فتح منجانب اللہ دیا گیا مال لوٹے عزتیں لین دشوار گزار
 راستوں کو سہل کر دیاجن امورات میں گنجلک تھی اونکو کھول دیا۔
 بہت سے عقول کو زائل افہام کو مختل کیا سواروں کو نہر میت دی
 بنا دین او کہیٹر والین بہت کچھ ارادے مٹا دئے پہاڑوں کو گرہ دیا پچو کو
 بان باب کے غم سے پریشان کیا سر کچل دے کمرین توڑ دین عزم فسخ
 کر دے آگ کو بھڑکایا ہوا کو چلایا پانی سے غار ڈال دے غبار اٹھایا

نیکو ملک طاہر کا جواب نہیں ملا اور نہ یہ بات ثابت ہوئی کہ ملک طاہر نے
جواب لکھا یہ امر ظاہر ہے کہ جواب ملک طاہر کا بعینہ سلطان بی بی بیگ
جواب کا مشنی ہونا کیونکہ دونوں کے قول و فعل ظاہر و باطن ایسے تھے کہ
یوں معلوم ہوتا تھا کہ دونوں کو تو ارد ہوتا ہے۔

پہرین نے دیکھا کہ ایک خط ابتدائی اور اس کا جواب ہے اوس سے
معلوم ہوتا تھا کہ ابتدائی خط اس غدار یعنی تیرکار کا تھا اور جواب منجانب
ملک طاہر۔ اور دونوں میں آیات قرآنی سے ترین تحریر تھی گو اوس سے
غرض تکبر اور اظہار جلال ہو۔

یتیمور کا خط

اے پیدا کر نیوالے زمین و آسمان نے جاننے والے امورات ظاہر و
پہنان کے تو ہی اپنے بند و نکاحم ہے جبکہ وہ باہم اختلاف کرتے ہیں
اے بادشاہ و تم سمجھ لو کہ ہم لوگ اللہ سے وہ سپاہی ہیں جنکو اپنی غصہ سے
پیدا کیا جن پر اللہ غضب بھیجا چاہتا ہے کہ وہ مسلط کرتا ہے کسی و کیا پر ہمکو
رحم نہ رو نیوالے کے آنسوؤں پر ترس ہمارے دلون سے اللہ نے رحم کو
کمال لیا خرابی اور بڑی خرابی ہے اذکو جو ہمارے حکم نہ مانیں ہم نے
شہر کے شہر و جاڑ دے لاکھوں بندگان خدا کو ہلاک کیا۔ اور پھیلا دیا
ہم نے زمین میں فساد ہمارے دل پہاڑ ہیں اور ہماری تعداد ہزار ہائے

اس غرض سے ہے کہ آپ دونوں صاحب جو کچھ تحریر فرمائیں اسکی
تبعیت کروں آپ حکم دین میں اسکی تعمیل میں ملتقی ہوں۔ آپ بنیاد
قائم کریں اور میں بناؤں۔ اور آپ جو کچھ جواب لکھیں ویسا ہی میری طرف
جائے۔

وہ جواب جب سلطان ابوزید بن عثمان نے قاضی برہا الدین
سلطان مالک سیو اس کو دیا

سلطان ابوزید بن عثمان کو یہ فعل نہایت پسند آیا اور اس
تحریر کے سر پہلی فقرے نہایت خوش آئند و طرب افزہ معلوم ہوئے
اور حکم قاضی کو مستحسن اور صواب خیال کیا اور جواباً لکھا کہ اگر تیمور اپنے
ارادہ سے باز آئے اور پلٹ جائے تو بہتر ورنہ ہم ایسے لشکر کے
ہمراہ آئینگے کہ جس کے مقابلہ کی تاب کوئی نہ لاسکے۔ آپ باطنیانِ خاطر
و حسن بصیرۃ و خلوص قلب بخنکی چشم مقابلہ کریں۔ اور تیمور کے لشکر کی
ہتایت سے نگہبرائیں (خدا فرماتا ہے) بسا اوقات تم تو ایسے آدمی
غالب ہوتے ہیں بڑے گروہ پر۔ اور اگر آپ کی رائے سعید اور حکم ہو تو
میں خود آؤں اور غازیون اور مجاہدین کو لیکر اس پر چڑھائی کروں
تاکہ آپ کے جہنڈے بلند اور احکام نافذ ہوں اور تلوار کو قوت اور
لشکر کو مدد ملے۔ پھر خط بھیجا اور منتظر جواب رہا۔

اٹھ جائے اور پھر تمکو کوئی عذر باقی نہ رہے اور فنا کا منادی ندا دی کہ نہ ان میں کوئی ملتا جلتا ہے نہ کسی کی آہٹ مسموع ہوتی ہے۔ یہ ہمارا عین انصاف ہے کہ ہم نے تمکو خط لکھا اور یہ جو ہر جہاں انصاف کی تہن نثار کئے۔ والسلام۔

ملک طاہر کا جواب

بعضوں نے کہا ہے کہ یہ جواب قاضی علاؤ الدین فضل اللہ نے لکھا ہے۔ مگر میرا گمان نہیں کہ یہ صحیح ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ ملک کے مالک کو جسکو چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس چاہے چین لیتا ہے جسکو چاہے ذلت دیتا ہے جسکو چاہے عزت بہلائی تیرے قبضہ میں ہے تو ہر شے پر قادر ہے دربار الٰہیانیہ اور در دولت سلطانیہ سے جو کتاب آئی ادس پر اطلاع ہوئی۔

تمہارا یہ قول کہ ہم اللہ کے عرصے سے مخلوق ہیں اور معتوبین پر مسلط ہیں نہ ہکو بجا رہے ترس آتا ہے نہ رونے والے کے آنسوؤں پر رحم یہ کہ اللہ نے ہمارے دلوں سے رحم نکال لیا ہے تمہارے عیوب میں سب سے زیادہ ہے جسکو تم وصف سمجھتے ہو یہ تمہاری قبیح مخلصیت اسکی شہادت میں اگر تم مانو تو اسقدر نصیحت بس ہے۔ کہدی اے

ریل کی برابر ہمارے گھوڑے تڑپنے والے ہیں اور ہمارے تیز سے
 پیٹاڑنے والے ممکن نہیں کہ ہمارے ملک میں کوئی پٹے یا ہمارے
 مہمان کو ستائے۔ اگر تمہارے شروط کو مانا اور راستہ پر آگے گئے
 ہمارے منافع تمہارے منافع ہیں اور تمہارے نقصان ہمارے نقصان ہیں
 اور اگر تمہیں مخالفت کی اور اپنی ہٹ پر جمے رہے اور بغاوت کا طول دیا
 تو بالآخر اپنی آپ کو ملامت کرو گے کہ ہم نے کیا کیا کیونکہ قلعہ خون کو تم سے
 روک نہیں سکتے اور ہمارے سامنے کیسلی مجال نہیں کہ ہماری عساکر کو
 ہٹائے یا مداخلت کرے تمہاری بددعائیں ہمارے حق میں نہ مسموع
 نہ مقبول اسلئے کہ تمہیں حرام خوری کی اور مٹا دیا اور کھودیا اتفاق کہ ہم
 خوشخبری دیتے ہیں تم کو ذلت اور جزع فزع کی تم آج دیکھنا کہ تم کو کیسی
 خواری کیسا تہ جزا ملتی ہے تم اپنے کو اپنے گمان کے موافق کا فر خیال
 کرتے ہو اور ہمارے نزدیک یہ امر ثابت ہو گیا کہ فاجر ہو۔ ہم کو تم پر
 اوس نے مسلط کیا ہے جسکے یہاں تمام امور جچے تھے اور جملہ احکام سوچ
 سمجھے ہوئے ہیں۔ تمہاری جماعت کثیر ہمارے نزدیک قلیل ہے اور
 جو تمہارے نزدیک عزیز ہیں وہ ہمارے پاس ذلیل ہیں ہم ہانک ہو گئے
 زمین کے مشرق سے مغرب تک اور ہم نے ہر سفینہ کو دن دھاڑے چھینا
 ہم نے یہ کتاب تمہارے پاس بھیجی ہے تم جلد اسکا جواب دو یہ نہ کہ پردہ

ذروں کی برابر ہے۔ تو یاد رہے کہ قصائی کو بکریوں کی ہتایت کی کیا پرواہ اور سوختہ کے بڑے بڑے انباروں کو ایک چنگاری بس جو بہت قریب ہے۔ حکم خدا چند آدمی بڑے بڑے گروہ کو پس پا کر تے میں اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ ہم مصیبت سے ہانکنے والے نہیں ہیں کیونکہ ہم کو موت کی بڑی آرزو ہے۔ جب تک بقید حیات ہیں سبید ہیں اور مر گئے تو شہید ہیں۔ یاد رکھو کہ اللہ والے ہی غالب ہوتے ہیں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اطاعت کریں اوس امیر المومنین اور خلیفہ رب العالمین کی کہ جو دور ہے خیر سے (اور راہ حقیم سے پر راہ ہے) نہ ہم تمہاری سنیں نہ اطاعت کریں۔

تم خواستگار ہو کہ ہم اپنا امر تم پر منکشف کریں یہ نہایت بوج کلام ہے نہ بندش درست نہ سلسلہ استوار۔ اور اگر منکشف کیا جائے تو پھلے بیان سے کھل جائیگا۔ کیا ایمان کے بعد ہی کوئی مرتبہ کفر ہے یا تم نے کوئی دوسرا خدا اکڑا کیا ہے۔ تم نے ایسی بے تکی بات کھی کہ جس سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے زمین شق ہو اور پاڑ پاڑ پارہ پارہ ہو کر گر جائیں اپنے کاتب سے جس نے اس خط کو ترتیب دی اور مضمون کو ظاہر کیا کہ وہ کہ یہ خط ایسا ہے جیسے دروازہ کی چون چون یا کمبی کی سنہناہٹ اور قریب ہے کہ ہم لکھیں گے جو وہ کتاب ہے اور اس کو ہم سزا

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کافروں میں نہیں پوجتا ہوں اوس خدا کو کہ تم پوجتے ہو۔ ہر کتاب آسمانی میں تمہارا ذکر ہے اور ہر برائی تمہارا وصف ہے تم کہتے ہو کہ ہم کافر ہیں اللہ کی پشکار کافروں پر جو اصول میں کسی کے مشابہ ہو گیا وہ فروع میں کیا پرواہ کرتا ہے ہم لوگ یقیناً مومن ہیں نہ ہم پر عیب کا زنگ ہے نہ شک کا دخل ہے۔ قرآن عین پر نازل ہوا ہے اور خدا ہمیشہ سے ہم پر رحیم ہے۔ ہکو تاویل قرآن کے شرف سے مشرف فرمایا۔ اور فضیلت تحریم و تحلیل سے ہکو خاص کیا۔ بیشک آگ تمہارے لئے پیدا کی گئی اور تمہارے چمڑوں کے واسطے بھڑکائی گئی ہے جبکہ آسمان پھٹ جائیگا۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ شیر و نگو مٹر میں اور درندوں کو گفتار اور شجیعوں کو گنوار ڈرائیں۔

ہمارے گھوڑے عربی ہمتیں بلند نیزے جنگے کاری زخم مشرق سے مغرب تک مشہور۔ اگر ہم نے تھکوتہ تیغ کیا تو کیا عمرہ ذخیرہ ہے۔ اور اگر تم نے ہکوشید کیا تو ہم میں اور جنت میں ایک دم کا راستہ ہے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں تم انکو یہ نہ خیال کرو کہ مرمی ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں باورچیخانہ خداوندی سے ان کو رزق ملتا ہے۔ اور تمہارا یہ فقرہ کہ ہمارے دل مثل پتھر کے ہیں اور ہماری تعداد

شیرین کینچ لانے والے اور شکاری جانورین پر جوڑ کے گرتے
 والے تیمور نے موقع نہ سمجھا واپس آیا اور انقلابات زمانہ اور
 اونکی کمزوریکہ نظر ہا کہ حوادث سے کچھ آفت آجائے۔
 اس بلائے ناکھانی کے وقع کو عساکر شامیہ کا متوجہ ہونا
 خبر ملی کہ امراء شام سے ملک ہو تو تم لشکر لیکر بجانب زرخان
 نکلا اور واپسی کو غنیمت سمجھا اور کچھ ضرر نہ اٹھایا۔ اللہ نے کفار کو
 (یعنی تیمور) باینطور لوٹایا کہ اپنے غیظ و غضب میں اونکو کچھ نہ ملا
 اور حبش اسلام کے ہر شیر نے ایسے کلنگ یا غنٹ کو شکار کیا کہ
 ہم شکل شیر تھا۔

اور یہ نور علی نور ہو گیا (اس عبارت کے ظاہر بھی یہ ہے
 معلوم ہوتے ہیں کہ تیمور واپس ہوا اور اس کے سیندر آرمی اس سے
 ہاتھ سے تہ تیغ ہوئے۔ تو اب تیمور کی واپسی ایک نور اور یہ شکار
 تیمور کے آدمیوں کو مارا دوسرا نور۔ مگر تاہم اوپر کے فقرے سے
 معلوم ہوتا ہے کہ تیمور کا اس قدر خوف تھا کہ واپسی کو غنیمت سمجھا
 اصل واقعہ معلوم نہیں ہوتا یہ قیاسی امر ہے) من المترجم۔

پھر تیمور کا ممالک ہند کو واپس آنا
 جب تیمور کو معلوم ہوا کہ سلطان ہند فیروز شاہ نے دنیا کی (ت) زخمی

دنیگین پوری پوری۔

ہمارے پاس تمہارے لئے سو ایلوار کے اور کچھ نہیں۔

مقولہ موج

پہرین نے ایک نسخہ میں دیکھا کہ جسکی سیاہی روز زمانہ سے
اوڑ گئی تھی اور جسکی چہرہ سے پورا نے پن کے بوڑھا پے نے جوانی
سیاہی اوڑا دی تھی بھی خط اسی عنوان سے نصیر الدین طوسی۔
سجانب ہلاکو تری بخدمت سلطان مصر بیجا اور جواب بھی بعید
اوس زمانہ کے کسی منشی کا لکھا ہوا۔

فصل

جب تیمور کو اپنے اچھو نکی خبر ملی کہ سلطان برہان الدین نے
افسروں کے سر کاٹ کر بقیہ کے گلوں میں ڈال کر اول اپنے ملک میں
تشہیر کیا پھر نصف ملک طاہر اور نصف سلطان بایرید کو پاس
بیچ دیا۔ بہت غیظ میں آیا اور طائر غضب کے پر کاٹ دے
(یعنی اب غصہ اوڑ نہیں سکتا) اور نہایت جوش میں آیا اور دم گھٹا
قریب تھا کہ گلا روک جائے مگر یہ خیال کیا کہ ابھی ادھر ادھر لوگ ہیں
اور ابھی اسلام کے لشکر چھوٹے بڑے موجود ہیں۔ اور دین کی
اگوی میں ابھی تک مل اسلام کے شیر باقی ہیں اور اونکا مشہور وندہ

مولف کتاب ہے مین نے شعر کھا۔

ترجمہ شعر عربی مولف تاریخ تیمور

اختلاف رائے اعدا ہے سبب بھر جمع خاطر احباب ما
جب تیمور ملتان پہنچا شازنک خان نے نافرمانی کی۔ اور
تیمور ملتان کے محاصرہ پر قائم ہوا اور تنگ کرتا تھا ملتان کو۔ اور
عسا کر ملتان ایک جم غفیر تھا اور وہاں کی فوج کا سوا داندھیاری رات کی
ماند تھا۔ منجملہ اوس لشکر گران کے آٹھ سو ہاتھی تھے۔ اور نیز تمام
امراء اطراف ہند اور روساء اکناف سندھ سمٹ آئے تھے اور
رحال و رجال کو جمع کیا اور اٹقال و انیال کو مربوط و مضبوط کیا
اور یہ بلائے ناگہانی لڑا کو جھگڑا تو قریب آٹھ مہینے کے رہا تاکہ کہ
ملتان کو چھڑا لیا اور قبضہ سے نکال لیا۔

تفصیل جنگ جانشین فیروز شاہ و تیمور جاٹکاہ

جب ملو تخت نشین اور امورات ہند پر قابض ہو گیا۔ اور
خبر ملی کہ تیمور آتا ہے بہت جدوجہد سے مستعد ہوا اور فوج کثیر التعداد
اور سامان مہیا کیا اور بہت کچھ مال خرچ کیا اور یہ گمان تھا کہ ہم پر
کیا کوئی قدرت پاسکتا ہے۔ مال تقسیم کیا اور سوار و پیدل جمع کئے
اور جب قدر قلم دین ہاتھی تھے اکٹھے کئے۔ شہر و نکی استواری اور

اللہ کی رحمت کی طرف انتقال کیا۔

چونکہ سلطان کے کوئی بچہ نہ تھا کہ گدی نشین ہو تمور نے یہ کوشش کی کہ حکم وفات سلطان و عدم قائم مقام اس ملک پر قبضہ کیجئے اور یہہ وظیفہ لیجئے۔

بعد وفات شاہ ہند جو رعایا اور حکام میں اختلاف ہوا جب فیروز شاہ کا انتقال ہوا لوگ تین تیرہ ہو گئے اور دریائے

حکومت ہند میں طغیانی پیدا ہوئی۔ ہر ایک اپنے اپنے موافق غوطہ لگانے لگا اور غرض کرنے لگا۔ اس میں بعض اشخاص غرتمند ہو گئے اور بعض معززین ذلیل بن گئے۔

پھر سب کا اتفاق ہوا کہ ملو وزیر کو تمام سلطنت سپرد کی جائے۔ لوگوں کے امر میں جو شکست ریخت ہوتی تھی ملو نے اسکی اصلاح کی اور جو قابل سرفرازی تھا اسکو سرفراز کیا اور جو بلا استحقاق ترقی کر گیا تھا اسکو تنزل کیا۔

پھر شارانگ خان والی ملتان ملو کے بھائی نے بغاوت کی جسکی وجہ سے باہم مخالف ہوا اور اہل ہند میں اختلاف اور طوفان مملوکی شان ہو گئی۔

اس اختلاف سے تیمور کو بڑی مدد ملی (جیسا کسی ہندیکاشف میں ہے)

یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہیں

یہ جو باہم رقیب لڑتے ہیں

اور اونکے نشانہ کے تیر مقابل کے سینہ میں ہڈیاں توڑتے ہیں تیر انداز
ہوں یا علم بردار۔

اب صف قتال میں ان ہاتھیوں کی یہ صورت تھی گویا جنگل
اپنے شیروں سمیت جا رہا ہے یا قلعے مع لشکر چل رہے ہیں یا اونچے
ٹیلے ریت کے معہ اپنے چیتوں کے حملہ آور ہیں یا بحار افواج امواج کو
ساتھ لئے آ جا رہے ہیں یا بادلوں کے دل اپنے صواعق سمیت پہلے
آتے ہیں یا فراق کی راتیں اپنے مصائب کو لئے چل رہی ہیں۔ اور
اونکے پیچھے سوار اور تیر انداز اور تلوار پر ہر دھار شیر و نعلے مانند سردار
اور ہیڈے اور چیتے نیزے خطی اور سیوف ہندی اور تیر چلنجی اور
اطمینان قلب سے بڑی دلیرانہ اور اطمینانی حالت میں جا رہے ہیں۔

تیمور کا حیلہ مقابلہ ہاتھیوں کو

جب تیمور کو اس حال کی خبر ہوئی اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ کپڑا
اہل ہند کا ایسی تردد تھا اس لکڑی کو کہتے ہیں جس پر کپڑا بنکر لیٹا جاتا ہے
اور مراد یہ ہے کہ جب تیمور کو معلوم ہوا کہ لشکر اس طرح پر آراستہ
ہوا ہے (پر بنا گیا ہے تو وہ ایک حیلہ بنایا اور اس صید گاہ کے لئے
اور تدبیر کی ہنڈیا کا شور با ایسا بڑھا دیا کہ عصیدہ سے زیادہ گارڈ
تھا) عصیدہ ایک قسم کا حلوا ہے اور مطلب یہ ہے کہ ایسا لکڑیا

کمین کا ہونے کی مضبوطی کی اور ہاتھیوں پر مقابلہ کے واسطے برج بنائے اور تیر اندازی کے طریق و انداز کے قواعد تحریر کئے۔

ادھر تیمور نے وہ جلدی کی کہ طور سے بڑھا آتا تھا کیونکہ اوسکی رائے میں وراثت سلطنت ہند کا کوئی حاجب تھا نہ عسا کر میں پاس پہنچنے والا۔

جب تیمور اہل ہند پر لشکر لیکر پہنچا تو ہندیوں کی طرف سے مقابلہ میں اک لشکر عظیم رو بکار آیا اور ہندیوں نے ہاتھی آگے کئے کہ گھوڑے بھڑکیں۔ اور ہاتھیوں پر ڈھالوں سے برج بنا کر ہر برج میں وہ بہادر چھپائے گئے تھے کہ معرکہ جنگ میں جنگی ہیبت اور خوف ہر شخص کو ہوا اور بوقت تنگی اودن سے امید فٹ ہو۔ اور ان ہاتھیوں کو حصار کی بڑی آڑ بنایا۔ اور اودن پر ٹالین اور جبرس ایسے باندھے کہ جنگی ہولناک آواز سے عفریت جنگ بہاگ جائیں اور ہاتھیوں کی خرطوم میں ایسی تلواریں باندھیں کہ جنکو سیف ہندی کہنا سزاوار تھا۔ اونی چمک کے شعلوں سے رؤس خلق سجدہ کے لئے گرتے تھے اب لایق ہے کہ اوسکے شعلوں کو نارسند کہا جائے۔ اور یہ علاوہ اودن دانتوں کے جو باہر نکلے ہوتے ہیں جنگ موقع جنگ میں بجائے نیزوں کے خیال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ دانت کامل حربے ہیں

جمع کیا اور استعداد ہزیمت ہوا لشکر تیموری حد معین کی طرف آہستہ
 آہستہ بڑھا اور موقع معین پر جا پہنچا اور فریقین نے باہم کید و محرم کو
 دیکھ لیا تیمور اولٹے پیروں پہرا اور گھوڑوں کو ہاتھوں پر راستہ سے
 ہٹایا اہل ہند کی فوج نے خیال کیا کہ تیموری گھوڑے ہاتھوں سے
 ستر بتر ہوئے اور آفتاب اقبال تیمور منکسف ہوا اور تیموری جیسے کہ
 گواکب چنے لگے تو فوج ہند یہ نے ہاتھیوں کے قلعے جگہ سے اڑکھائے
 (یعنی جب یہ سمجھا کہ ہاتھیوں سے گھوڑے بڑکے تو ہاتھیوں کو بھولا)
 ہاتھی مثل سیل کے چلے اور بجانب تیمور بڑھے اور فیلبا نون نے
 لشکر تیموری کی طرف بڑھایا اور وسط جہان گھوڑے و فوادی سے سیل
 ہوئے تھے اور عہد و تون کے پیچھے پیدل اور سوار چلے جب
 ہاتھیوں کا مجمع کانٹوں پر پہنچا اور اون کاٹوں نے ہاتھیوں کے
 ہاتھوں پیروں کو بوسہ دیا اور کانٹے پیروں میں ہاتھیوں کو چبھ کر
 اور اونکے اذیت ہاتھ پاؤں کو غسوس ہوئی اور ٹپے پھرے کیونکہ ہاتھ
 نہ لگام نہ ڈھالی نہ ٹیکل نہ صابر نہ رہا و تون نے ہولا اندر بڑھانا
 چاہا اور واپسی سے روکا مگر توبہ توبہ کون سنتا ہے یہ تو ہر فیل نیل
 ابرہہ ہو گیا (ابرہہ ایک بادشاہ تھا جس نے کعبہ پر فیل کشی کی تھی
 تو ہاتھی بجانب کعبہ نہیں بڑھتا تھا) پھر ہاتھیوں کو جب کانٹوں نے

کہ جیسے عصفیدہ سے مکینوں کا نکلنا دشوار ہوتا ہے اس طرح عساکر ہند یہ کو تیمور کے کید سے نکلنا دو بہرہوں

تیمور نے سب سے پیشتر اس فریب کا دفعیہ چلیہ سے کیا کہ (ہاتھی جو تیمور کی فوج پس پا کرنے کو جمع کئے گئے تھے وہ باعث ہزیمت فوج ہند ہو گئے) یعنی اپنی فکر تیز سے لوہے کے گھوکرو بنائے جو تین گھونٹ کے تھے نہایت نامہ الصنعت گویا کہ وہ اپنے اشکال میں اہل ثلیث کے طرق تھے یا یہ کہ اصحاب جہل کے اعداد کی مثلث شکل تھی کہ جو تینوں طرف سے مساوی العدہ ہوتی ہے اس قسم کے گھوکرو ہزار ہا بنوا کر سامنے سے آنے کو راستہ میں بوقت شب پہیلا دئے اور اہل اخیال کے لئے لڑائی اور خرابی بیداری اور ایک حد مقرر کی اور لکھا کہ اوس سے آگے نہ تجاوز کیا جاوے۔ پھر تیمور نے اپنے لشکر کو پہلوانوں اور جرمی لوگوں سے ترتیب دیا اور شیر ببر اور چھوٹے شیروں کو درجہ بدرجہ مرتب کیا اور سواروں کو آراستہ اور پیدلوں کو پیراستہ کیا اور جانب یمن و شمال کی قدر لشکر کین گاہ میں چھپا دیا۔

حبوقت سلطان کو اکب سیارہ نے افاق کی طرف اپنا رسالہ متفرق کر دیا اور لشکر تیرگی نے ستاروں کے پیدلوں کو

جب ہاتھیوں نے آگ دیکھی اور اونٹوں کی بغغاہٹ سنی اور
 ڈرے کہ یہ کیسے عجیب الخفقت ہیں اور اذکو بولتے اور ناپختہ اور
 پیروں سے تالیاں بجاتے دیکھا تو ہاتھی پچھلے پیروں نوٹے ہانکے والی
 کچلا سوار کی گردن توڑی رسالوں کو پیڈالا پیڈالوں کو سسیریا اور
 کافروان نے (یعنی تیمور نے) آیت نصر پڑھی اصحاب فیل پر اور تیرہ گے
 طیار بائیل برساتے شاہ ہند نے ہاتھیوں سے کچے فائدہ نہ اٹھایا بلکہ
 ہاتھیوں نے بہت سے سوار پیدل ہلاک کر ڈالے پر پلٹ کر
 عسا کر ہند یہ اور پہلوان رسالوں کو اور بقیہ لشکر کو آراستہ کیا اور
 بڑے بڑے گھوڑوں کو جمع کیا۔ اور صف باندھ کر برابر برابر
 مل جل کر کھڑے ہوئے دن میں مجوسی تھے اور مسلمان۔ بڑے ٹڑنے
 والے لڑائی میں نسب بیان کرنے والے اپنی بہادری جناتے دے
 اور ہر ایک ہتھیاروں کی کثرت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں ہر رات کا
 ٹکرہ ہے۔ پھر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اول تیرہ روزی پھر پندرہ روزی
 پھر تلواریں اور زمین پکڑ لی دونوں نے ہر اور تر پڑے گھوڑوں سے۔
 اسی لڑائی میں دن سے رات ہو گئی جانبین سے چوٹیں چل رہیں ہیں اور
 حملے ہو رہے ہیں اور جانبین کی شجاعت پر داد دی جاتی ہے یہاں تک کہ
 قضا و قدر نے بزبان حال یہ آیت پڑھی اِنَّ فِيْ اخْتِلَافِ اللَّيْلِ

تکلیف دی سو اپنے کے کچھ بن نہ آیا ایک دم جو ہاتھی پلٹے پیدل اور سوار
 ہو پیچھے تھے پس گئے اور مقتولین کے ہاڑ جمع ہو گئے اور خون کی
 ندیاں بہگئیں اور پھر حسب وقت یمن و شمال کے کین گاموں سے
 فوج نکلی تو بقیہ فوج ہند پرہ کو اوس نے ہلاک اور اس سرے سے
 اوس سرے تک ہمدان کر دیا۔

اور یہ بھی مقولہ ہے کہ بلاد ہند میں اونٹ نہیں ہوتے اسلئے
 ہاتھی اونٹوں کو دیکھ کر نہایت گہرا تے ہیں۔

تیمور نے حکم دیا کہ پانسوا اونٹ نہایت بلند قامت جمع ہوں
 اور انکے گجاؤں پر ایسے پانس لگائے جائیں جن میں تہیان
 اور روئی تیلی ہیں تر رکھی جائے اور وہ سواروں کے آگے سر
 ہمان تک کہ دونوں لشکر باہم ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

پھر جب لڑائی شروع ہوئی اور صفین جھگڑیں تلوار چلنے کو تھی کہ
 تیمور نے حکم دیا اونٹوں کے گجاؤں سے روشن کئے جاویں اور بجانب
 افعیاں بڑھائے جائیں۔ جب اونٹوں کو آگ کی حرارت پہنچی
 بھگانا اور ناچنا شروع کیا اور ہاتھیوں کے طرف سے چلے اور
 اونکی مثال ایسی تھی جیسا کہ کاشغر ہے۔

بے وقیش کے گویا کہ بن وہ سارا ٹوٹ کہ جنکے ٹانگوں میں شکرینے سے جلتے ہیں

دوائے یرقان

عوام الناس کو مژدہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان میں مبتلا ہو کر سخت اور
پرہیزی معالجوں سے عاجز ہو جاتے ہیں اسلئے بنظر آسانی ورفاہ عام
احقر کے دواخانہ یونانی محلہ بیلہ راجہ چندر لال سیکنہ پٹاشی واقعہ ممبئی
اندرون بلدہ مکان نمبر ۱۱۱ عرصہ دراز سے تیار ہوتی ہے سات پوڑی ادویہ
قیمت دیکھو، حالی کو ملتے ہیں بوقت اخذ ادویہ ترکیب کی کمی جانیگی
طرفہ یہ ہے کہ پرہیزی بالکل نہیں جو چاہو استعمال کرو صد ہا مریض شفا پا چکے۔

نزد خضاب عمدہ

خضاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تیار کیا گیا ہے جسکے لگانے سے سفیدی
بالو کی بالکل جاوگی اور رنگ بالو نکاسیاد ہی رہتا ہے ہو راین بنین ہوتا جنکو منظر
یجائین اور آزمائین قیمت بالکل کم ہے فی نزد ہر بوقت اخذ خضاب کی تبدائی جاوگی۔

المشہور
علی فتح چند صدر محاسب گہرات علیخان راجہ راجہ کشن پرشاد پٹاشی کاؤریا فوج سرکار

وَأَلْبَسُواكَ الْيَاقُوتَ بِسَرِّ لَزَائِي تَمَام ہوئی اور اثر دھام متفرق ہوا اور بوجھ
مردانہ حامی ہند کے اس قضیہ کا شرکاء ہو گیا۔ لشکر نے شکست کھائی
اور اہل ہند پر خرابی آئی اور اللہ نے آیت لیل کو مٹا دیا۔

جب اہل ہند متفرق ہو گئے اور اونکی کوشش کے عقدے
اور کوہنہ کی وجہ سے کہول ڈالے گئے اور سردار قتل ہو گئے اور
سلطان ملو بہاگ گیا تیمور جہا اور حکم تیموری جاری ہوا صاحب تارنج
کہتا ہے کہ وہ حکم اس وقت تک برابر جاری ہے، اور یہاں اس طرح
اجم کیا جیسے سمرقند میں بیچین حکومت کی گاڑ دین تین۔

پھر روسا و ہند کو جمع کیا اور اسکے ہاتھ بندھا دے اور نگران حال
اسے اور جو غفلت سے رہ گیا نہ اسکا نفع : نقصان۔ پھر ہاتھ مٹاؤ تو
سپر دے گئے اور دارا بخلاف یعنی دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔

دہلی بہت بڑا شہر ہے اہل فضل و کمال کا ٹھکانہ ہندوستان کا
محزن ستار کی منڈی۔ زرو جو اہر کا معراج۔

تیمور نے اپنے کثیر القعداد لشکر اور اسکی پیہر سے دہلی کا محاصرہ کیا۔
لکھا ہے کہ تیمور کے لشکر کا جم غفیر جمعہ چارہ بیہر محاصرہ کا دائرہ پورا
نکر سکا۔ ایک جانب کا محاصرہ کیا اور دوسری جانب تین روزہ کہے جیسا ہوتا
اور محاصرین کو خبر بھی نہ تھی کہ دوسری جانب کیا کیا پیدا ہوا جس وقت کی
ہدایت کا نتیجہ تھا۔ حکیم محمد حبیب الرحمن ہمدانی

بسم اللہ



سید الشہداء
شاہان شہداء
وہابیہ
مفتی

اعلیٰ حضرت نظام الملک صاحب الفرائد محمد بن عبد الجبار بن محمد
کی تقریباً لکھو مبارک کی تہنیت میں یہ مہاروی سال حسین بن علی
شرکے اخلاقی علمی شیل طریقہ نامہ مضامین وچ ہو گئے اور سب کا بانی
مہاراجا جہاں نوار مہاراجہ کشن پرشا و المتخلف شاہ
تلمیذ حضرت آصف علی شاہی اپنی پیش رو و مہر مدار اللہ ام سرمد
میں حبش و مہاراجہ محمد شمس الدین زیر نگرنی بہر اللہ صاف شاط
محبوب حسین را با عملا و پیش کار سے
شائع ہوا

نوش

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ بلالی کو شائع ہوگا۔ کل حقوق بحق سیرالال صاحب نشاط محفوظ ہیں اسکا منافع عالیجناب ہماراجہ بہادر نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

(۱) امرائے عظام سے ع

(۲) پبلک سے ۱

(۳) باہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ڈاک .. ۳

و۔ جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے
اؤ کو ایک اشرفی پیش کیا جائیگی۔

ف۔ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

ط۔ اصلاح مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام رائے

سیرالال صاحب نشاط محبوب پریس علاقہ ہماراجہ بہادر

پشکار و وزیر افواج آصفی

پہونچنی جاسکے



تتم حلاوت رہو نہار برس
ہر برس کے ہونٹان پچاس نہار

فہرست مضامین و بدیعہ اصفی نمبر (۷) جلد (۵)

نام مصنف	مضامین	صفحہ نمبر	تعداد
مولوی حکیم محمد حبیب الرحمن پیدل	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	۱	۱
جناب سجاد مرزا بیگ	فرض -	۱۶	۲

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

تیسرے قلعہ سامسون جو سمندر کے کنارہ پر مسلمانوں کا قلعہ تھا اور اُس کے مقابل اُسکا نظیر قلعہ نصارا تھا۔

دولون میں اتنا فاصلہ تھا بلکہ کم کہ اوہر پہ چھراگر پہنچا تو اوہر پہنچے۔ اور دولون قلعوں میں باہم ایک دوسرے کی حفاظت کا پتہ ملتا تھا۔ اور ان کے سوا اور بہت سے شہر اور قریہ اور قصبہ کہا در اور بانگر کے تحت حکومت تھے رکھا ور اُس خطہ زمین کو کہتے ہیں جو نشیب میں واقع ہو ایسی زمینیں اکثر ناک ہوتی ہیں اور بانگر اس کا عکس یعنی اُس خطہ زمین کو کہتے ہیں جو بلندی پر واقع ہو یہ زمینیں بے بارش یا آب پاشی پیداوار نہیں دیتی انہیں دولا ب یا چرس یا نہریا یا وڑیے آب پاشی ضرور ہے۔

جب اسقندریا کو تیمور غدار کے یہ واقعات تفصیلی طور سے دریافت ہوئے کہ اولاد ابن قرمان سے کیا کیا اہل تبار پر کیا آفت آئی۔ قرایلوک و رطہرتن حاکم ارزنجان سے کیا سلوک کیا اور متولی کرمان امیر یعقوب بن علی شاہ سے کیونکر شیش آیا اور اُن کے حالات جو حکام منشأ اور صا دو خان سے تیمور کی طرف

پہر تیمور نے ابن عثمان وغیرہ کے ذخیرہ لٹکائے۔
 اور شاہان روم کا جس قدر نفیس اور عمدہ مال موجود تھا
 یا کسویہ ہتھوڑا اور خزانہ کیا۔ اور موسم سرما میں منشا کے
 ولایات کو اپنا مستقر بنایا اور جس طرف کو چاہا مکانات کو
 توڑ پھوڑ کے سرکین لٹکالیں اور انتہا تک پہنچا۔ اور خمر اور
 غنیمت کے بارہ میں فرمان جاری کئے اور انتہا کو پہنچا دیا
 لشکر تیموری آفاق ممالک میں پھیل گیا اور بجا ممالک میں
 غوطہ لٹکا کر بلند جبال سے عمق زمین تک طے کر گئے۔
 بہت سے وہاں کے سرداروں اور سردار اور وہ لوگوں کے
 سر چہ گئے کتنے علاقہ گوشت وشت و صحرا ہو گئے۔ بعض
 مکانات مرتفع کے دامن سے اُلجھ گئے۔ کوئی کسی سمت
 موڑ رہے پر سوار ہو کر سواحل ممالک پر پہنچ گیا کسی نے
 اپنی کوشش کے پانوں سے باغیاں تروتازہ کے
 رخساروں کو کندل ڈالا کتنوں نے سونے کے لئے
 ممالک کا داغ نیزوں سے چھید ڈالا جہاں چاہا پہنچا نہ جا
 نہ دربان جوچی میں آیا ہاتھوں ہاتھ لیا۔ روسا کے حسینہ پر
 سوار۔ بعضوں نے غدی اور ظلم کی انگلیاں پہنچون تک

متوجہ ہوئے منکشف ہو گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تیمور اُس شخص سے جو طوق اطاعت پہنکر حاضر ہو مخالفت نہیں کرتا بہت جلد حاضری کے لئے تیار ہوا اور ایچی روانہ کر نیکی تہہ کی اور تحفیات عالیہ اور ہدایا بے ہالیکر حاضر ہوا تو تیمور بہت خندہ پیشانی سے پیش آیا اور خوش معاملگی کے ساتھ اُسکو اپنی جگہ پر ابن عثمان کے جلانے کے لئے قائم رکھا اور اسفندیار اور اولاد قرمان اور دیگر وسائر اطراف و اکناف کو جنہوں نے اطاعت قبول کی حکم دیا کہ خطبہ اور سکہ میں نام محمود خان اور اسیر کبیر تیمور کو رکھ کر کان ثبت کیا جائے فوراً اُمتثال حکم کیا اور منشیات سے اجتناب بسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مصائدات تیموری سے محفوظ رہے۔

اسفندیار نے ابتداً ستم میں اُمتثال کیا۔ اخیراً و شاد کہ جب اُطام تیمور کی اسفندیار کے بعد اُسکا بیٹا ابراہیم بک تخت نشین ہوا اور اُس میں اور اُس کے بھائی قاسم بک میں جنگ ہوئی جو گڑے شروع ہوئے اور قاسم بک ملک مراد ابن عثمان سے جا ملا۔ اُس ہی کا حکم ہے آگے اور پیچھے۔

فصل

اول میں زائے منقوط ہے اور اخیر میں رائ منقطع ہے۔
 یہ قلعہ وسط بھار میں بنایا گیا مگر اپنی نافرمانی اور شجہ و داری سے
 طالب کے دل میں وہ آگ بھڑکتا ہے کہ معاف نہ ہو۔ اگر
 غور سے دیکھئے تو اُن قلعوں سے جو پہاڑ کی چوٹیوں پر
 واقع ہیں زیادہ و شوارس ہے۔ اور اس خیال سے
 بہت دور ہے کہ سوار و پیدل کی فوج کی مدد سے ہاتھ آئے۔
 تیمور نے طرح طرح کے آلات محاصرہ تیار کئے اور
 بروز چار شنبہ دسویں جمادی الاخریٰ ۸۰۷ھ کو یہ قلعہ لے لیا
 سالہائے رومیہ کے کالون اول کی جہتی تاریخ تھی۔ (کالون
 اول کسی مہینہ کا نام ہے)۔

اب تیمور نے بڑوں کو قتل کیا اور ستوراں اور بچوں کو
 قید کیا۔ اور اس قدر مخلوق کو قتل کیا کہ مقتولین کی لاشوں سے
 جامع مسجدین اور اُن کے سروں سے اُن جامع مسجدوں کا
 پینارے تیار کئے۔

پھر تیمور نے قلعہ کے تمام اغنیاء و فقرا کو گرفتار کیا۔
 اور جو کچھ ذخیرہ قلعہ میں تھا اُس کو لاکر قلعہ کو پھیل میدان
 بنا دیا۔ اور اس وقت اُس کو چھوڑا کہ دینار و درم سے خالی تھا

دراز کین۔ اور ممالک میں مشرق سے مغرب تک فنا و
 پسلا دیا سر کاٹ ڈالے گردن جدا کر دین بازو توڑ دئے
 مونڈ ہون کے جوڑ علیحدہ کر دئے جگر جلا دئے منہ بھلس دئے
 آنکھیں اشک ریز اور کہلی کی کہلی رنگین۔ پیٹ چاک کر دئے۔
 زبانیں گونگین۔ کان بہرے۔ شرفا کو خاک میں ملا دیا۔ شرار کو
 ذلیل کیا۔ دانت توڑ دئے۔ سینہ توڑ دئے۔ کمرین توڑ دئے
 نافین چیر ڈالین۔ دل گلا دئے۔ پیتھ پھاڑ دئے۔ خون
 بہائے۔ عام عورتوں کو حلال بنا لیا۔ سانسوں کو گرم جانوں کو
 ہلاک کیا اجسام کو گلا یا ارواح کو چھین لیا۔

الحاصل روم کی رعایا شرارت تیموری سے تنہائی بلکہ چوہنائی
 بھی نہ بچی اور گروہ کے گروہ اُنکے کوئی گلا گستا کوئی ضرب شدید
 کا مارا کوئی پہاڑ سے روڑ کا یا ہوا کوئی گروہ مویشی کا کچلا ہوا کوئی
 درندہ ون کا کہا جاتا۔

تیمور کا قلعہ از میر کو فتح کرنا اور اُسکی ہلاکی
 اور کس قدر بیان قلعے کی وضع اور صفات کا
 تیمور نے قلعہ از میر کا محاصرہ کیا یہ قلعہ وسط بحرین واقع
 ہے۔ اس میں بہو نچنا سخت دشوار ہے۔ از میر بروزن و لگیر

امیر سمیع الدین تیمور کا ابتدائی رفیق تھا اور انتہا میں
 کان و دولت کا سردار۔

ان دونوں نے موضع اشبار بنایا یہ موضع ہے
 کہ جسکو تیمور نے بذات خاص تیار کیا، اور ان دونوں نے
 انہیں قاعدہ لوٹ اور غارتگری کے قائم کئے اور یہ شل
 بلا و مغول اور ہٹا کے ہے۔ اور یہ انتہا فرمانروا ہے تیمور
 اور مبادار بلا و غلط پر ہے۔ انہیں دونوں نے اُس جگہ رعون
 کو امیر بنایا اور ست سے شکر سے مدد دی اور مغول کے
 موقع آمد پر حیر کیا یہ سب باتیں تیمور کے حکم سے ہوئیں جب
 ان دونوں نے اس موضع کا بنانا شروع کیا تو مغول کو یہ فعل
 قبیح ناگوار تھا کہ وہ جانتے تھے کہ یہ افغانی دم بڑیدہ لیئے
 تیمور حیر اپنے قریب ہو جاویگا تو ضرور فساد برپا کرے گا
 اس وقت سے کہ انہیں سامان نہیں ہو سکتے نہ انہیں اس کے
 قربت کی طاقت تھی اس لئے اُنکے دل پریشان اور مکر ہو گئے
 اور دل میں نہان لیا کہ اب یہاں سے چل دیجئے اور شہر نکلو
 خالی کیجئے جب یہ مغول نے یہ ارادہ کیا تو قوم جتائی کو طعنے لگے
 ہوئی دونوں فرقوں کے شہریر لوگوں نے ظلم کے ہاتھ اور

اور اس سے نیک فال کی بشارت دی اور تمام آفاق پر
شہرت کر دی۔

تیور کا بلا اور روم سے بلا و خطا کی طرف
قصہ اور محالک ترک اور جتا کے قبضہ
کا خیال اور عرب میں رہ کر وایات مشرق
کا فکر اور قضاے مبرم کا عناد اس طرح
کہ ولیمین آگ بھڑکا دی زبانہ نے
مخالفت کی تمام اغراض برعکس ہو گئے
یہ مثل جملہ معترضہ کے ہے۔

تیور نے سمرقند سے اپنے بنیرہ محمد سلطان اور
امیر سیف الدین کو مدد اسکے جماعت کے طاسب کیا جو یہاں
ہم اور میان کر چکے ہیں۔

محمد سلطان علما اور فضلا کا لجا و ماویا بنا کر
آستان اسکی پیشانی سے چلتے تھے اور نجابت کے آثار
خطوط عین سے واضح تھے۔

ترجمہ شہر

اپنی گہوارہ میں تباہتا آبی شرف	اور آثار سعادت پھر نمایان شکل سے
--------------------------------	----------------------------------

یا شان چشتانی امیر بخون شاہ کے پاس بھیجا یہ وہی وہی
 چھتر ہو چکا۔ **سجوان** کو قطع کرنے ہو۔ **سجوان** کے اور
 خواجہ یوسف کو والی بڑا یا خواجہ اسعد کو والی اور انہیں
 کی پیرایوں میں چلتے بہرتا ہیر یہ دونوں مہرتہ۔ **سجوان** کی
 طرف پہلے اور سیف الدین زاسان میں رہتے تھے وہ خان
 بلاد روم میں اگر مر گئے تھے تو اسے پیرایہ محمدیہ میں لے کر شیکا
 نہایت غم ہوا تمام لشکر سیاہ پوش ہو گیا اور وہاں کی شہر میں
 قائم کر دیں مہر خند کہ انکو سواد کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ خود
 سواد اعظم تھے پھر محمد سلطان کی ہڈیاں تابوت میں بند کر کے
 بڑی عظمت و جبریت سے سمرقند روانہ کیں اور لکھا کہ اہل شہر
 اس تابوت کو روئے اور پیٹے ہوئے شہر میں لچائیں اور
 عوامی کا سامان کریں اور کوئی شخص ایسا نہ رہے کہ سر سے
 پانون تک سیاہ پوش نہواہل سمرقند تابوت کے آنے پر
 شہر سے باہر نکلے شریف رذیل امیر غریب کے سیاہ پوشی
 کی وجہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ پیشانی دنیا پر اندھیری رات کا
 ٹکڑا چھا گیا اہل شہر نے تابوت کو لاکر مدرسہ حصینہ عرف شایہ میں
 دفن کیا یہ مدرسہ شہر میں واقع ہے۔

فساد کے پانون پھیلائے اور غارتگری کے میکدہ سے جام شراب
پئے جو جبکہ ہاتھ لگاؤ کو حلال سمجھ کر کھایا پیا۔

جغتائی اس سے نہایت خوش ہوا اور سانبھیں میں عداوت
پھیل گئی ہر ایک نے دوسرے کی آمد و رفت کے راستے
بند کر دیئے ہر ایک دوسرے کے اوپر کڑکشی کرتا اور اپنے
حق المقدور اُنکے متعلقین کو آفت و بلا میں ڈالتا مغول بھی
جغتائی کے ساتھ ایسا ہی کرتے تھے اور تیمور گود ورتا مگر
یہ لوگ مثل حوادثِ زمانہ خائف تھے اور جس طرح ڈو بتا آدمی
تنگے کا سہارا ڈھونڈتا ہے یہ بھی سالک کے خنس و خاشاک
سے مشبہ تھے۔

یہ خبر جب تیمور کو ملی تو خوشی سے بہو لے نہ سہیا اور چھوڑ دیا
اور امیر سیف الدین نے موضع اشپارہ کو سامان
کامل اور اسباب ضروری سے مضبوط کیا اور لڑنے والے
سپاہی کچھ ہنود اور ملتان کے لشکر سے اور ایک قوم
عراق عرب اور آفریجان سے اور ایک فرقہ فارس
و خراسان کے سواروں کا اور تھوڑے سے آدمی اُس
زورہ سے جن کا لقب جانی قربان تھا اور انکے سوا دس ہزار

یہ کہی گئی کہ اُس نے ذخا رشام سے بے انتہا سامان اور نفیس نفیس مال
 اپنے لئے غلام کر لے۔ یہ جو کچھ کہ انہوں نے کہاسب درست تھا
 بلکہ جو کچھ بیان نہ کیا وہ زیادہ تھا۔ بس بگاڑ دیا ان لوگوں نے
 اللہ داد کی بات کہ رہڑکا دیا اسپر سینہ تیمور کا خاصکر ایسے
 وقت میں کہ پرکتگی تھے اللہ داد کے اُسکے بھائی سیف الدین
 کے رہنے سے یہ سیف الدین ایک ایسا ذی ہبیت آدمی تھا کہ تیمور
 بھی اُس سے خوف و رجا کی حالت میں رہتا تھا مالکِ رائے اللہ
 میں اُسکے آثار مشہورہ اور نتائج فکر باقیہ مہمودہ تھی۔

یہ اللہ داد نے تیمور نے اُسکے عقب میں ایک
 فرمان یا برہنہ جاری کیا کہ فوراً موضعِ استبارہ جائے اور
 وہاں لوٹ اور ثنائی کریں گے لئے مستعد رہیں اور یہ گویا کہ اللہ داد
 کا شہرہ رکنا اور اس کے بلاد میں ڈالنا دشمنوں کی کمین گاہ اور
 مخالفوں کے درمیان پینک دینا تھا اور غون شاہ اشبارہ سے
 سمرقند آئے۔

اللہ داد وہیں رہا یعنی اشبارہ میں، یہاں تک کہ انتقال
 کیا تیمور نے الی اللہ اللہ۔

مغول اشبارہ کی طرف لشکر بھیجتے تھے اور وہ لشکر

یہ واقعہ ہے ششم کا پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد سلطان
کے داد کو ہلاک کیا یعنی تیمور کو تو اسکو بھی اسکے برابر میں فن
کیا جیسا کہ شہر آبادیگا۔

پھر رکا اللہ داد پر غصہ ہوتا اور اقصاء
ہذا کی طرف شہر بدر کرنا

جب تیمور نے فار دین سے اسباب بہ ہمراہی اللہ داد
روانہ کیا اور تیمور بغداد کی لینے کی طرف متوجہ ہوا تو اللہ داد
کے بہت سے شرکا اور دشمن اور ہم کفو اور اعدا اور اعدا
دیکھے اور حسد و حسد کی گردن میں غل قتل ہے رغل طوق کو کہتے
ہیں اور دشمنان ہرن کو حاصل معنی یہ ہیں کہ حسد ایک ایسی عا و رستہ
ہے جیسا کہ جب میں بہت سے جو میں ہوں کھلانے کو چھین کر دینا
ہے اسی طرح حسد اور اپنے گنہ والوں کا حسد وہ زخم ہے کہ
کبھی نہیں بہرتا اب دشمنوں کو موقع ملا کہ تیمور سے اللہ داد کی
برائیاں کریں اور اسکی آبروریزی کے مارہ میں گفتگو اللہ داد
کے فائب ہوتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور اسکا گوشت
بغیر نمک کے کھا گئے اور اسکی غیبت کو نقل مجلس بنا لیا تیمور سے
بہت کچھ چلیاں کھائیں اور شام میں جو کچھ کیا تھا اسکا اظہار کیا اور

جو کچھ ملتا تھا روپیہ۔ پیسہ۔ سونا۔ چاندی۔ برتنی۔ انسان کے لیے
اور وہ لوگ تیمور کے دور ہونے کو بہت ہیمنت سمجھتے تھے۔

اللہ و اس لشکر سے نہایت درجہ انداز کرتا تھا تاہم سید
رسالے مبارک اور مکر سے کوئین اور گاہیان کو دواتا اور
جو ملتا اس کو قتل یا قید کرتا تھا اور پٹیا ہانتک کہ غالب کر دیا
اشبارہ کو بعد تیمور کے اور قریب ہے کہ ایک اسکا اور فصل

بطور نمونہ کے یہ بتلانا کہ ہم عمیق دیکھتے
تیمور کتنا گہرا تھا اور اسکا عواص فکر تھا
غوطہ لگا کر کھانتک پہنچتا تھا۔

جب تیمور نخوس بلاد روم میں خیمہ زن ہوا ایک ایچی اللہ داد
کی طرف بھیجا اور فرمان میں امور مجملہ اور مفصلہ لکھ کر حکم دیا کہ فوراً
انتقال کرے اور بعد انتقال کیفیت حال سے اینجانب کو
اطلاع دے۔

تفصیل مضمون فرمان تیموری

ان ممالک کی وضع بیان کرو کہ کیسی ہے۔ اور بطریق وضع
وہاں کے راستے اور سالک بتلاؤ۔ اور وہاں کتنے شہر
اور کتنے مواضع ہیں کہاؤ۔ یا نگر زینون کی کیفیت۔ گرہین

اور ہیئت بتلانی کہ عجیب و غریب تھی اور وہ یہ کہ بتلانی کے
 کاغذ کے جو ٹکڑے ایک مربع شکل کا تختہ بنایا اور اس پر نقشہ کشا
 تمام مکانوں کو دکھایا اور جو کچھ ساکن و متحرک سب بتلانی پر بیان
 سے مراد چاندی سونا مکانات باغات باؤں پھول اور شجرہ سے
 موسیقی نہرین چشمے وغیرہ اور امورات مستفسرہ و تخیرو کو بڑی
 وضاحت سے دکھلایا مشرق مغرب بعد قریب و بیدار و نین
 کا استوار ہونا پہاڑ طول عرض آسمان زمین کو اور زمین سے
 بے شجر یا درخت دار سرسبز پانی کے گھاٹ منازل و میرکانات کا
 نام اور رویہ اور اسکا راستہ اور علامت یہاں تک کہ ظاہر
 کی بتلانی بُرائی اور عالم ظاہرین پوشیدہ امور ظاہر کر دے
 گویا کہ وہ دیکھ رہا ہے یا وہاں کارہنما راستہ بتلانے والا
 ہے۔

تمپور نے تمام سامان حسب طلب اُسکے روانہ کیا یہ سب سچے
 ہوا اور تمپور بلا دھوم دھن گوم رہا ہے۔
 تمپور مکار نے بعد اختتام اہر روم
 اہل تار سے جو غدر اور فریب کیا
 جب مالک روم کا آب خاصہ تمپور کیلئے کہ روت سے صاف ہو گیا

حرب کا موقع، جہاننگ جانب سمرقند میں تیمور کا علم
پہنچتا ہے۔

اور یہ خیال رہے کہ اس موقع پر بلاغت بیان یہ ہے
کہ تفصیل امورات مذکورہ میں بقدر طاققت حشو و طول و
اظتاب سے کام لیا جائے (فن فصاحت بلاغت میں حشو
اور طول عیب ہے اور کلام کو بلاغت سے نکال دیتی ہے
مگر یہ ایسا موقع ہے کہ بیان طول اور وضاحت اگر چہ اس میں
حشو ہو عین فصاحت بلاغت ہے) اور اُس کے بیان میں وہ
طریقہ اختیار کیا جائے کہ دلالت سے زیادہ واضح ہو۔ اور
طریقہ خفی سے اس تحریر میں اجتناب کیا جائے یہاں تک کہ
وہاں کے ٹیلون اور حدود و رسوم و تعریف زمین میں بیان
شیخ اور قیصوم کے چھپانے سے بڑھ جائے (شیخ قیصوم
دو درخت ہیں نہایت کڑوے شیخ کو فارسی میں درمنہ کہتے ہیں
اور قیصوم کو ہندی میں گدنا کہتے ہیں ان کے چاٹنے سے
تھوک بکثرت آتا ہے یہی معنی ہیں اس تشبیہ سے یعنی کثرت
بیان شیخ و قیصوم چاٹنے والے کے تھوک سے بڑھ جائے
اللہ و ادخان نے بامثال حکم اس سلو بی سے صورت

فرض

انسان دنیا میں مطلق العنان نہیں پیدا کیا گیا بلکہ طرح طرح کے تعلقات کے رشتوں میں جکڑا ہوا ہے۔ جس طرح یہ تعلقات مختلف ہیں اسی طرح ان کے برتاؤ میں بھی اختلاف ہے اور ہر ایک کے واسطے ایک خاص لحاظ کی ضرورت ہے۔ اگر یہ لحاظ برقرار نہ رکھا جائے تو قاعدہ عدالت منحرف ہو جائیگا۔ اور دنیا میں بے امنی پریشانی اضطراب پھیل جائیگا۔ انسان کا دل تو بہت چاہتا ہے کہ بندشیں جس قدر کم ہوں بہتر اور ننوں تو بہت ہی بہتر وہ ازادی کو نہایت پسند کرتا ہے اور فرائض اور ذمہ داری کے بار سے گہرا تباہی مگر مشکل یہ ہے کہ قدرت نے اُسے فرائض کی بندشوں میں جکڑا ہے اور بیہودی اور تسکین خاطر ترقی اور امن کا مدار

اور پورا کیا زمانہ نے اپنے افعال سے عجب کو اور اہل روم
 نے گریہ و بکا کو اور لشکر تیموری نے پور کی لوٹ سے اپنی
 حاجت کو اور بہرگنی مغانم سے وادی سیل عرم (سیل عرم ایک
 مشہور وادی ہے) ربیع کے لڑکے کے جوان ہو گئے اور جاڑی
 کے شیخ شیخ خانی اور سلطان سعید غازی شہید ایلدریم بایرین
 داخل رحمت خداے مجید ہوا۔

بایرین تیمور کے ساتھ لوہے کے پنجبرہ میں
 قید تھا۔

تیمور نے یہ قصاص لیا تھا اُسکا کہ جیسے قیصر نے
 شاپور کے ساتھ کیا۔ اور تیمور کا ارادہ تھا کہ اسی طرح
 ماوراء النہر تک ساتھ رکھے مگر شہر آق بین موت نے
 پیچھے کی کپڑی کہو لہی مرغ روح پرواز کر گیا۔

یہ وہی شہر آق ہے جہاں نمیرہ تیمور محمد سلطان
 کا انتقال ہوا۔

تیمور نے کوچ کا قصد کیا اور تمام اسباب کے گٹھے
 بند گئے اسوقت سرداران تبار کو طلب کیا جس میں یہ بات
 سنان رکھی تھی کہ انکو ہلاک کیجئے مگر بظاہر بلا کر کہا کہ اب وقت آگیا
 مولانا، حکم محمد حبیب احمد رستمی

ذاتی تعلقات زیادہ ہوں۔ مثلاً ہمسایہ۔ اوس سے تار۔ شاگرد۔
دوست و اجباب اقرار و ملازم۔ بادشاہ و رعیت۔ ہمہ دارین
اہل ملک وغیرہ۔۔

ہر وقت اور ہر موقع پر یہ جاننا کہ یہ فرض کس کی کیا ہیں اور
وہ کون کون سے امور میں جن پر عمل کرنے سے درد و غم
و معاش و معاویہ کی دستی اور سوسائٹی میں امن و صلح قائم ہو
کہ شخص حسب استعداد کامل اور مدارج علیہ حاصل کرے۔ اس
عقل کا کام ہے اور اس واسطے انسان کو عقل عطا کی گئی ہے۔
اگر انسان اپنے فرض کما خیال نہ کرے تو یہ ہمیشہ چند
رہتہ انسانیت سے گر کر بہائم میں جا ملے گا۔ اور اگر فرض
ہماری مصیبتوں کو کم ہماری سہولتوں کو زیادہ کرتا ہے
مراتب کو اعلیٰ کرتا ہے۔ ہر کام اور ہر موقع پر اپنا فرض
ادا کرنا دشواری نہیں بلکہ انسان کے حق میں عین سہولت
اور راحت ہے کیونکہ دنیا کے تفکرات اور پریشانیوں
سے اسکی بدولت نجات ملتی ہے۔ جب لالچ یا کمزوری
گھیرتی ہے تو ادا کے فرض کا خیال ہی قائم اور مستعمل
رکتا اور ولیر می بہت اور جرأت بخت تا ہے۔ ادا فرض

فرائض اور باہمی تعلقات کو من احسن الوجوہ انجام دینے پر
 مبنی رکھا ہے انسان کا اپنی ذمہ داریوں کو عمدہ طور سے
 انجام دینا ہی ایسی صفت ہے جو اس کو اشرف المخلوقات کے
 معزز خطاب کا مستحق بناتی ہے اور شہرِ نبض اپنی ذمہ داری کو
 جس قدر زیادہ عمدگی سے ادا کرے وہ اسی قدر اور لوگوں کی
 نسبت زیادہ اشرف اور زیادہ عالی رتبہ ہو۔

دنیا میں انسان کے مختلف تعلقات ہیں اور اسی سبب سے
 مختلف قسم کے فرائض سب سے اول تو خدا پر ایمان لانا اور
 اُس کے احکامات ادا کرنا فرض ہے جو دنیاوی اور اخروی
 بہبودی کا سرچشمہ تمام حسنِ اخلاق اور حسنِ معاشرت میں تمدن
 اور حسنِ سیاست کی بنیاد ہے۔ پھر انی ذات کا فرض ہے
 کہ اُسے دنیا میں خوار اور ذلیل نہ کرے بلکہ اُسکی پرداخت کرنی
 اور اپنی عورت کا خیال رکھنا چاہئے۔ ہم انی ذات کے مالک
 نہیں ہیں بلکہ خدا اُسکا مالک ہے۔ پس اُسکی ضمانت یا اُسکی
 عطیہ کو خراب اور رسوا کرنا بد دیانتی یا کفرانِ نعمت ہے۔
 اُسکے بعد ماں باپ۔ بہائی بہن۔ میان بی بی۔ قریب اور
 بعید کے رشتہ دار ہیں اور دیگر انہا سے جنس جیسے ساتھ

وَذَا لَكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

کسی کا قول جو اور بالکل سچ ہے کہ ہم جیسا اپنے تئیں بنانا چاہتے
ہیں رفتہ رفتہ ویسا ہی ہو جاتے ہیں کیونکہ ہر روزہ کو شمشین
وقتوں کو پہل کر لی جاتی ہیں پھر جو کوئی جیسا بولے ویسا ہی چل پڑے۔
خدا کے نیک بندے جو اپنا کام دل لگا کر کئے جاتے ہیں اور
جنگی جیتے ہوئے بہا پاک و صاف یاریات مملو نہیں ہوتی اگر کبھی ناکام بھی
رہتی ہیں تو اس کے دل کو ایک تسکین اور اطمینان نصیب ہوتا ہے۔
کیونکہ وہ کسی غلام کے ملزم نہیں ہیں۔ اور ان کا ضمیر انہیں ملاست
نہیں کرتا۔

پھر یہ جانتے ہو کہ اللہ اور جہل نے آستے سے آستے جہان کی
لغت اور رسم و رواج میں تبدیلیاں حاصل ہیں۔ ورنہ اندر کس است

نچا دو ورتہ ایگ

کا خیال ہمیشہ راستہ رکھتا ہے ناجائز وسائل سے اکتساب
 دولت۔ ٹیپ جاہ و جہولی شہرت زندگی کا نال یا فرض
 انسانیت نہیں بلکہ فرض انسانیت یہ ہے کہ انسان دنیا
 میں اکتساب سعادت اور مفید و بکار آمد کام کرے اور
 یہی خیال زندگی کے راستہ کو صاف کرتا ہے اطاعت
 کرنا اور اپنے حقوق کی حفاظت کرنا مشکوک کی برداشت
 کرنا۔ خطرات کا مقابلہ کرنا محنت پر قائم و مستقل رہنا سکھانا
 و اطمینانی و تلون مزاج کو روکتا ہے۔ اور جو مفید کام ہم کر رہے
 ہیں یا جو ہمیں کرنا چاہئے اُس پر کار بند رکھتا ہے۔ بُرائی سے
 بچنے اور بھلائی کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور حقیقی
 خوشی اور عدم مرتبت کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ صرف اسی سے
 نا اُمیدی دور رہ سکتی ہے اور افسوس و حسرت نہیں اُٹھانی
 پڑتی۔ شرط محبت تو یہ ہے کہ انسان اپنا فرض ہر خطرہ ہر نازک
 حالت حتیٰ کہ نا اُمیدی کے مقابلہ میں بھی نہ چھوڑے۔ اور
 سچ بوجھ تو اگر فرض منصبی اچھی طرح ادا کیا جائے تو خواہ
 ماکامی ہی کیوں نہ ہو مگر وہ ناکامی نہیں خیال کی جاسکتی یہ کیا کم
 ہے کہ اُس نے اپنی ذمہ داری کا بوجھ ٹھیک ٹھیک اُتار دیا۔

دوا کے یرقان

عوام الناس کو قرعہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان میں مبتلا ہو کر سخت اور
پریشانی معاوجوں سے عاجز ہو جاتے ہیں اس لئے نظر اسانی رفاد عام
اخیر کے دوا خانہ یونانی محلہ سیالہ راجہ چندر لال سیکٹھم پاشی
واقع سمت دوہم صفائی اندرون بلدہ مکان نمبر ۱۲۱-۱۲۲ عرصہ روز
سے تیار ہو جاتا ہے سات پوڑی ادویہ قیمت عطا حالی ملتی ہیں بوقت
اخذ ادویہ ترکیب اسکی کھدیاویگی طرفہ یہ کہ پریشانی لکھ نہیں جو چاہو
استعمال کرو صد ہا مریض شفا پا چکے۔

نرو خضاب عمدہ

خضاب عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تیار کیا گیا ہے۔ جسکی گارنٹی سفیدی
بالونکی بالکل جاوگی اور رنگ بالون کا سیاہی رہتا ہے پورا پن نہیں
ہوتا جتنو منظور ہو لیا من اور آزمائش قیمت بالکل کم ہے فی نرو۔ ہر
بوقت اخذ خضاب ترکیب بتلائی جائیگی۔

ملاحظہ فرمائیے

حکیم فتح چند صاحب کیرت عالیجناب راجہ راجایاں جیہ کشن پرشا
ہمارے ہمارے پیشکار و منصرم دارالہمام سرکار عا۔



خداوند شوالہ بادشاہین
 بنالہ دولہ بدوون دل
 ویدہ اصفی
 ۱۰۳۱

اعلیٰ درجہ متاعظام ملک اصفیٰ نواب محبوب علی خان
 کی تقریباً لکھو ہیناک کی تمکنت میں یہ ماہواری رسالہ جبین نظم و نثر کے
 اخلاقی علمی و تہذیبی نظریات مضامین ورج ہونگے اور جسکے بانی بانی
 عالیجناب پیراجا پان ماراجہ کشن پرشاد و بہا المتخلص شہ
 تلمیذ حضرت آصف خان سجانی پیشکار و وزیر فوج اصفیٰ میں
 شہید و مہاجرت تھے یہ زیر نگاہی رائے ہیر الال صاحب متخلص تھلا

محبوب حسین ربابا و علاقہ پیشکار
 شایع ہوا

نوس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوا کرتا تھا
 حقوفی بقیہ اسے میرالال صاحب نشاط محفوظین کا نسخہ
 عالیجناب ہمارا جہ ہمارے نشاط صاحب کو اہلیب زبیر علیا
 فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱۔ امرائے عظام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۲۔ پبلک سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۳۔ باہر والوں سے اسکے علاوہ معمول ڈاک ۔ ۔ ۔

۴۔ جو صاحب سب اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائیں گے انکو

ایک اشرفی پیش کیا جائیگی۔

۵۔ تا پسند مضمون نہ طبع ہو گا نہ واپس۔

مضامین اور قیمت خواستہ دیداری بنام امیرالال صاحب

محبوب پریس حیدرآباد علاقہ قندھار ہندوستان

پیشکار و منصرم دارالمہام

سہ ماہی ہفت روزہ



تھم سلاست، مو یغزار برس
 ہر برس کے ہونے پچاس ہزار

فہرست مضامین و بدیدہ آصفی نمبر ۳۰، جلد ۳

نمبر	نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	دوسلطنین ابو روخلاتین	عالمینا میراج بیگم و وزیر افواج آصفی
۲	۱۲	علم روحانی یا سمرزم	جناب محمد عنایت اللہ خان قضا صوفی
۳	۱۹	اشتہار	x

دو سلطنتیں اور دو خلافتیں

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبدہ آصفی نمبر ۷۷ جلد (۳)،
 اس طرح پھر رہن مشرقی سلطنت علحدہ ہو گئی۔ شاہان مغربی و
 مشرقی ہر ایک ۱۔ اپنے کو حقیقی پادشاہ تصور کرتا تھا۔ شاہان مشرقی اپنی
 سلطنت کے علاوہ دریائے ہیدر یا ننگ کے اُس جانب جزیرہ
 سیلی اور جنوبی اٹلی پر قابض تھے۔ بعد سلطنت چارلس اعظم
 مغربی سلطنت میں بقیہ ملک اٹلی۔ جرمنی۔ گال اور ہسپانیہ
 کا حصہ شامل تھا۔ اس وقت رومن کی دونوں سلطنتوں کو ایک
 خاص قوم یعنی مغربی سلطنت کو جرمن اور مشرقی کو یونانیوں کے ساتھ
 تعلق پیدا ہو گیا کیونکہ شاہان مشرقی کی سلطنت اقلیم یورپ اور
 ایشیا کے اُن حصص میں واقع تھی جہاں کہ زبان یونانی زیادہ تر
 مروج تھی۔ علیٰ ہذا القیاس مغربی سلطنت میں لوگ اکثر جرمنی زبان میں

مشرقی سلطنت سے ملحق کر دی گئی مگر فی الحقیقت سلطنت مذکور
ٹیوٹا تک ریاستوں میں بٹ گئی۔

چوتھی صدی میں قیصران قسطنطنیہ نے تمام ملک انٹی - افریقہ اور
اسپین کے کچھ حصہ کو فتح کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد ایمپیرار ڈس نے
انٹی کا بڑا حصہ پر فتح کر لیا۔

ساتویں صدی میں اول ایران نے روم کو راج کرنے کی اور
پھر روم نے ایران کے برابر کرنے کی دہلی زئی - لہ رہا جب عربوں نے
ایرانی سلطنت کو کامل طور سے مغلوب کر کے ساطت روم کے مشرقی
صوبجات - افریقہ اور کن - سپانیہ اور نیز صوبہ گال کے کچھ حصے فتح
کر لئے۔ اسی اثنا میں قوم فرنیس نے تہائی جرمنی اور کال پر اپنا قبضہ
کر لیا۔ اسکے بعد فرنیس انٹی میں ہلائے گئے اور اُنکے باو شاہ کو
رومہ الکبریٰ نے رومہ الصغریٰ کی مخالفت میں شہنشاہ
روم منتخب کیا حاصل کلام نوین صدی میں بھی دو سلطنتیں ہو گئیں
ایک جرمنی دوسری گرگ (یونانی) لیکن اس وقت یہ سلطنتیں بالکل
مختلف تھیں اسی طرح اسلامی قوت بھی کئی خلافتوں میں منقسم ہو گئی
ترک مشرقی خلافت کو دبا رہے تھے۔

یورپین نیشن کی ابتدا

گفتگو اور لیٹن زبانیں تحریر کرتے تھے جب طرح کہ عیسائی دنیا مشرقی
 و مغربی سلطنتوں میں منقسم ہو گئی بعینہ اسلامی قوت کا بھی یہی انجام
 ہوا شاہزادگان بنی امیہ نے ملک ہسپانیہ میں چند عرصے کے بعد خلیفہ
 کا لقب اختیار کیا بائیں وجہ دو خلافتیں بھی قائم ہو گئیں۔ یہ چار سلطنتیں
 یعنی دو عیسوی اور دو اسلامی، مذہب و دنیا میں شمار کی جاتی تھیں۔
 اسکے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ کل عیسائیوں کا اجتماع ایک طرف اور کل
 اسلامی ریاستوں کا جماؤ دوسری طرف ایک دوسرے کی مخالفت
 میں قائم ہو گیا لیکن چونکہ ان چاروں سلطنتوں سے ہر ایک کا برتاؤ
 دور کی غیر مذہب طاقت سے دوستانہ اور نزدیک کی سلطنت سے
 مخالفانہ تھا چنانچہ مشرقی رومن سلطنت مشرقی خلافت سے برسرِ جنگ
 تھی مگر مغربی خلافت سے اتحاد رکھتی تھی علیٰ ہذا القیاس چارلس اعظم کو
 ہسپانیہ کے عربوں سے جنگ کرنی پڑی مگر خلیفہ بغداد سے اسکا
 برتاؤ دوستانہ تھا۔ ان دو رومن سلطنتوں اور دو خلافتوں کے
 حدود کے باہر مغربی یورپ میں اقوام انگلش اور اسکیٹینیوین مشرقی
 یورپ میں غلام اور دیگر اقوام اور اقلیم ایشیا میں ترک ترقی کر رہے تھے

خلاصہ

گوکہ پانچویں صدی کے اخیر میں مغربی رومن سلطنت برائے نام

(۲) مغربی فرینکس جس سے فرانس کی بنا پڑی۔

(۳) اٹلی۔

(۴) برکینڈی۔

مغربی سلطنت یعنی سلطنت فرانس

نویں صدی تک موجود سلطنت فرانس کی بنیاد نہیں پڑی تھی۔ لیکن سلطنت فرینکس یوں کے لڑکوں میں تقسیم ہونے پر اسکے لڑکے چارلس و می بلینڈ کے حصہ میں تقریباً وہ ملک آیا جو کہ اب فرانس کہلاتا ہے۔ لیکن اسکی وسعت مشرق میں اسقدر نہ تھی جیسی کہ موجودہ فرانس کی ہے۔ اس ریاست کو چارلس کے خاں نام کیرولینجی کی رہے۔ ویسٹ فرینکس کہتے تھے۔ اسی طرح مشرقی و مغربی سلطنتوں کے درمیانی حصہ کو جو کہ دریائے رہائن پر واقع ہے وہ بادشاہ مسے کو تھری حکمرانی کی وجہ سے لوٹرنجیا کہتے تھے چنانچہ آجنگ بھی اسکے کچھ حصہ کو لوٹرنجین یا لورین کہتے ہیں۔ نویں صدی کے اخیر میں مغربی سلطنت کے ڈوکس اور کاؤٹس بادشاہ بن گئے جو کہ بادشاہوں کے برائے نام مطیع اور فرمانبردار تھے انہیں سب سے زیادہ مشہور مغربی فرینشیا کے ڈوکس تھے جنکا دارالخلافہ شہر پیرس تھا۔ یہ بادشاہ ڈوکس آف می فرینج

سلطنت فرنیس اور اُسکے حصے

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ جرمنی کا پادشاہ رومن مغربی سلطنت کا شہنشاہ مقرر کیا گیا جس نے بمقابلہ شاہان سلاف کے زیادہ ملکوں پر حکمرانی کی۔ گو کہ تامی افریقہ اور ملک ہسپانیہ کا بڑا حصہ اور کچھ اٹلی کا مشرقی سلطنت سے ملحق ہو گیا تھا لیکن مغربی سلطنت میں کل ملک جرمنی شامل تھا اور ایسی وسیع سلطنت کو قائم رکھنا صرف چارلس اعظم سے دل و دماغ والے شخص کا کام تھا۔ بعد وفات چارلس اور اُسکے لڑکے مسمی لوئس وی پالیس کہ جس کا عہد سلطنت ۸۴۰ء سے ۸۴۶ء تک شمار کیا جاتا ہے یہ وسیع فرنیس سلطنت اُسکے پوتوں میں تقسیم ہو گئی جن میں سے ایک شہنشاہ اور باقی ماندہ ماتحت حکمران مقرر کئے گئے جو ہمیشہ باہم لڑتے اور ایک دوسرے کی ریاستوں پر قبضہ کرتے رہے۔ انجام کار ۸۴۰ء میں چارلس اعظم کی کل سلطنت کو چارلس وی فیٹ نے فتح کر کے ایک کر دیا لیکن ۸۴۰ء میں اُسکے کل صوبوں نے چارلس وی فیٹ کو معزول کیا اور اپنے علیحدہ علیحدہ پادشاہ منتخب کئے سلطنت فرنیس کی اس تقسیم سے مغربی یورپ کی ریاستوں کی بنا پڑی شروع میں چار ریاستیں قائم ہوئیں۔
۱۔ مشرقی فرنیس جس سے ملک جرمنی کی بنا پڑی۔

لائس۔ وین۔ جنیوا اور آر لینز شامل تھے۔ اس برگینڈی سلطنت میں کسی وقت ایک اور کسی وقت دو بادشاہ ہوئے ہیں ۳۲ سالہ میں جبکہ برگینڈی خود مختار سلطنت نہ رہی تو اس وقت جرمنی کے بادشاہ برگینڈی پر بھی حکمرانی کرنے لگے۔

سلطنت اٹلی

سلطنت روم کے تقسیم کے وقت ملک اٹلی رومن بادشاہ کی خاص سلطنت سمجھی گئی۔ اٹلی کے کئی بادشاہوں کے سریر تان شاہنشاہی کہا گیا لیکن شہ کے بعد انکی طاقت اٹلی کے باہر کچھ نہ تھی حتیٰ کہ فریڈرک اٹلی میں بھی جیسی چاہئے ویسی نہ تھی۔ ایک اٹلی کو عربوں نے اکثر اوقات تاراج کیا۔ نویں صدی کے اخیر میں مشرقی رومن سلطنت کے بادشاہوں کی ریاست جنوبی اٹلی میں بہت بڑھ گئی سلطان کے بعد جزیرہ بادشاہ اٹلی پر بھی حکمرانی کرنے لگا۔

مشرقی سلطنت یعنی سلطنت حبشی

مشرقی فرینکس سلطنت سب سلطنتوں میں افضل و برتر تھی۔ یہاں خاندان کارلنگز نے شہر بلکہ دو عہد تک اور سلطنت کی تقسیم کے بعد مشرقی فرینکس کا اول بادشاہ آرنلف تھا۔ پیرس کا پاشا سسی اوڈو اسکی رعایا سمجھا گیا۔ آرنلف کے لڑکے لیوس کے بعد کانٹر بڈ تخت پر

کہلاتے تھے رشتہء کی تقسیم میں مسمیٰ اوڈو پیرس کا فرمانروا و سلاطین کا بادشاہ منتخب کیا گیا رشتہء سے رشتہء تک سلطنت کسی وقت فرینچ ڈیوک فرمانرواے پیرس کے قبضہ میں رہی اور کسی وقت شاہان کارلنگز فرمانروایان لون کے قبضہ میں رہی لیکن وریائے لایر کے جنوبی حصہ پر دونوں نے بہت کم توجہ کی۔ انجام کار رشتہء میں فرینچ ڈیوک کیپیٹ بادشاہ مقرر کیا گیا۔ اس بادشاہ کے خاندان میں سلطنت آٹھ سو برس قائم رہی غرضکہ اس طرح فرینچ ڈیوک ویسٹ فکس کے بادشاہ بن گئے لہذا شہر پیرس بھی دار الخلافہ قرار پایا چونکہ فرانسیسی پیرس نے اپنی رعیت اور مہسابوں کی زمینیں چھین لی تھیں اسلئے لفظ کو فرینچ لوگوں کے دلوں سے محو ہو گیا اور بجائے اُسکے لفظ فرانس گال کے زیادہ تر حصہ میں مشہور ہو گیا۔

سلطنت برگینڈی

لفظ برگینڈی کے بہت سے معنی ہیں لیکن ابھی تک اسکا اطلاق قدیم ملک برگینڈین پر جو کہ گال کے جنوبی مشرق میں واقع ہے ہوتا ہے۔ نوین صدی کی تقسیم کے مطابق ایک سلطنت وریاوریون سیاون اور کوہ ایلیپس کے درمیان قائم ہوئی جس میں کہ اقلعہ پریڈر تھوئے۔ بریسی والس وغیرہ اور بہت سے مشہور شہر مثلاً مارسیلیئر

اسوقت تک سلطنت روم میں حسب معمول تخت نشینی نہیں تھی بلکہ دوسرے ملکوں کے بادشاہ شہنشاہ مقرر کئے جاتے تھے۔ شہنشاہ کے بعد تو اکثر ایسے شہنشاہ گذرے ہیں کہ جنہیں کل جہور نے تسلیم نہیں کیا چونکہ اسوقت جرمنی فرینکیش ریاستوں میں سب سے قوی اور زبردست تھی شاہان جرمنی نے اٹلی کو اپنی فکر و میں شامل کر لیا۔ شاہ میں اولو اعظم اٹلی میں بلایا گیا اور اٹلی کے بادشاہ ہسی برینگیم نے اسکی اطاعت قبول کی۔ شاہ میں پوپ جان وواژ دہم اور تقریباً کل ایڈینس خبرینگیم کی ہمت پورے طور سے زائل کر دینے کے واسطے پہلے بلایا چنانچہ اسے شاہ میں اس کام کو انجام دیکے روم کا تاج شاہی اپنے سر پر رکھا اسوقت یہ فرار پایا کہ جو شخص جرمنی میں بادشاہ منتخب کیا جائے تو اسے شہر میلان (واقع اٹلی) میں اٹلی کا بادشاہی تاج سر پر رکھنے کا اور شہر روم میں شہنشاہ مقرر کئے جانے کا استحقاق حاصل ہے۔ شہنشاہ اکثر جرمنی میں رہا کرتے تھے مگر اٹلی میں بھی انکی آمد و رفت زیادہ ہی۔ اولو سویم کی تجاویز یہ تھیں کہ شہر روم کو ایک مرتبہ پہر تمام روئے زمین کا حکومت کنندہ شہر بنا دے۔ چونکہ جرمن بادشاہ روم کے بھی شہنشاہ تھے لہذا انہوں نے خطاب شاہ فرینکیش کو ترک کر دیا۔ چنانچہ یہ خطاب (رکیس فرینکورم) مغربی فرینکس سلطنتوں کے واسطے مخصوص ہو گیا لیکن مشرقی فرینکیاں نے اپنا نام

بیٹھا چونکہ یہ کارنگز نہ تھا لہذا تاج خاندان سیکسن میں منتقل ہو گیا
 اس خاندان کا اول بادشاہ ہینری ہوتا جو تخت کے لئے ستر سال
 میں منتخب کیا گیا بعد اُس کے لڑکے اوٹو اعظم کا عہد ۱۱۵۵ء سے ۱۱۷۱ء
 تک رہا اسکی وفات کے بعد اوٹو ثانی اور اوٹو سوم تخت
 ہوئے سب سے آخری بادشاہ اس خاندان کا ہینری ثانی تھا
 جسکی وفات کے ساتھ خاندان سیکسن کا بھی اختتام
 ہو گیا۔ صوبہ لوٹرنیا کی حد ارضی کیوت مشرقی اور کسی وقت مغربی سلطنت
 میں شامل رہی لیکن جبوقت ہیرس کے ڈیوکس شروع ہوئے بادشاہ
 بن بیٹھے تو لوٹرنیا سلطنت جرمنی سے ملحق ہو گیا۔ مشرقی سلطنت کے
 بادشاہوں کو شمالی راستے سے یعنی ٹیٹس سلیڈ پر ایک تہذیبی
 یو ایٹس شمال و مشرق میں جنگ کرنی پڑی لیکن اُنکے ہیرس
 دشمن ٹیوینین تھے چونکہ جنوب مشرق میں رہتے تھے۔ میگیار اور
 ہنگیرین نے بہت سے حملہ جرمنی اور اٹلی پر کئے شاہ ہینری کو اپنے
 بہت جنگ کرنی پڑی اور اخیر میں اوٹو اعظم نے ۱۱۵۵ء میں انہیں
 اپنے ملک سے نکال دیا۔ مشرقی فرینکس سلطنت وسطی یورپ کی خاص
 سلطنت تھی جسکا کہ تمام جہان سے تعلق رہا۔

تجدید سلطنتِ روم

محفوظ رکھا۔ بعدہ دسویں صدی میں ویسٹ سیکس کے بادشاہوں نے قوت حاصل کی۔ رفتہ رفتہ وے ڈینس پر غالب آئے اور تمام انگلستان کو اپنی سلطنت سے ملحق کر کے جزیرہ برطانیہ میں برتری حاصل کی اس طرح انگلستان ایک نئی سلطنت بن گئی۔ لیکن دسویں صدی کے اخیر میں جزیرہ برطانیہ فتح کرنے اور تخت انگلستان پر ڈینس نژاد بادشاہ بٹانیکی غرض سے چڑھ آئے۔ اس بات میں جبکہ نہ سلطانہ عربین تمام انگلستان کا بادشاہ ہوا، انہیں کامیابی حاصل ہوئی۔

کشن پشاؤنٹی

تبدیل نہیں کیا یہ ریاست جرمنی کی بڑی ریاستوں میں تصور کی جاتی تھی۔

سلطنت انگلستان کی روئیدگی

اس غار میں بہت سے یورپین اقوام زمانہ حال کی نیش کی طرح قائم ہونا شروع ہوئیں ان میں یورپ کے شمال اور مشرق میں جرمنی - فرانس - اٹلی اور دوسری سلطنتیں شامل تھیں ان میں ہیٹھونانک اقوام نے جو کہ جزیرہ برطانیہ میں سکونت پزیر ہوئی تھی سلطنت انگلستان کی بنیاد لی ۱۷۰۷ء میں انگریزوں کو دین سچی کی تعلیم آگسٹائن دی تھی جو کہ پوپ گرگری کی طرف سے روانہ کیا گیا تھا آگسٹائن کینیڈی بری کا پہلا آرک بشپ تھا سو برس کے اندر تمام قوم انگریز نے رومنل ورسکاٹ کی تعلیم سے دین سچی اختیار کیا چھٹی اور ساتویں صدی کے درمیان انگریزی ریاستوں میں خصوصاً ناروے اور سوڈا جو کہ شمال میں واقع تھی - مرشین جو کہ وسط میں واقع تھی سیکسن کہ جنوب مشرق میں واقع تھی افسلیت کی نسبت بہت جگہ لڑے اور فنا و برباد رہے سنہ ۸۰۶ء و ۸۰۳ء کے درمیان ایگیبرٹ شاہ ویسٹ سیکسن نے کل انگریزی ریاستوں اور نیز ویس کے حصہ کو اپنا مطیع کیا تو ٹوڑے عرصہ تک دوسری ریاستوں کے فرمانروا قائم رہے مگر اس وقت سے شاہ ویسٹ سیکسن سب کا سردار مانند دین شہنشاہ کے سمجھا جاتا تھا۔ نوین صدی کے نصف حصہ میں ڈینس نے انگلستان پر یورش کی ان میں سے بہتیروں نے مشرقی انگلستان میں بودو باش اختیار کی شاہ انفریڈ نے ویسٹ سیکسن کو ڈینس کے حملوں سے

مبین و ضروری ہے۔ یہ بھی کالین نے ہر شے کی نور کی رنگت کے لحاظ سے مقرر کئے ہیں جب کسی آواز سے کوئی متوکل متوجہ یا متاثر کر لیا جاتا ہو تو اسکو وہ بخور یا غذا دیتے ہیں جو اس عمل کے تابع موکل کو فوی کر دے اور عامل کے روبرو موجود رکھ سکے۔ عمل کا بخشدینا بھی اسکی کبھی بتا دینا ہے۔

(۵) طریق فقر اور صلحا۔ فقیر کے لغوی معنی حاجتمند کے ہیں عوام یہ ایک مانگنے والوں کو فقیر کہتے ہیں مگر یہاں فقر اسے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کر دیتے ہیں صلحا، یعنی نیکو کار لوگ انکا مجاہدہ اور ریاضت اس غرض سے ہوتا ہے کہ بعد مرئی کے دوزخین نہ جائیں اور بہشت میں جگہ پائیں۔ مگر فقر کا گروہ دنیا کے طالب کو عورت اور عقی کی نعمتوں کے طالب کو مخنت بتاتے ہیں انکے نزدیک عروہ جو طالب مولیٰ ہو چنانچہ انکی ریاضت و عبادت اسی لئے ہوتی ہے کہ ہر وقت خدا کا دیدار حاصل رہے یا اسکی ذات سے وصل ہو جائے۔ بہن اس بات سے کچھ غرض نہیں کہ بعض مسلمانوں کو خدا کے دیدار میں کلام ہو یا بعض اسکو روار کیسین اور زندگی میں ناممکن سمجھیں مگر روز قیامت کے دیدار پر یقین لائیں یا وہ مسلمان جو زندگی اور بعد موت خدا کے دیدار کے منکر رہیں اور دلائل پیش کریں کہ مری وہ چیز ہے جو جسم رکشتی ہے اور خدا جسم سے متبرک ہے بہن اور ہمارے ائمہ نے اسکو ایسی باتوں سے کچھ تعلق نہیں ہے اور نہ اس بات کے ثبوت و عدم ثبوت عقلی بات

علم روحانی یا مسمرزم

سلسلہ کے لئے دیکھئے دبذبہ آصفی نمبر ۷، جلد ۳،
 توذیم اصطلاح میں حروف تہجی کو خاکی۔ بادی۔ آبی۔ یا آتشی کہہ کر کے
 یہ معنی ہیں کہ اُن حروف کی زبان سے ادا کر نہیں جو آواز پیدا ہوتی ہے
 وہ سیاری یا سمواتی طبقہ پر خاکی۔ بادی۔ آبی۔ یا آتشی اثر کرتی ہو اور اپنی ہی
 ہمجنس نامی مخلوق کو اسکا اثر محسوس ہوتا ہے یا یہ کہو کہ جس قسم کی آواز ہوتی
 ہو اُسی قسم کی نامی مخلوق اس مخلوق کا ذکر ہم نسیخ ارواح میں کر چکے ہیں۔
 آواز پیدا کنندہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ پس جو لوگ عملیات کی صحیح آواز
 جو عالموں نے کسی خاص موکل کے متوجہ یا تابع کرنے کے لئے مختص کر رکھی
 ہو ادا کر سکتے ہیں وہ ضرور اپنے عمل میں کامیاب ہوتے ہیں۔

فطرت میں ہر رنگ ہر عنصر سے متعلق ہے اور دنیا میں ہر ایک شے سے
 جدا قسم کا رنگ دار نور ہر وقت خارج ہوتا رہتا ہے ہر عملیات میں بخور مینگی

کافی رہے مگر تقویت دل و دماغ کا بھی خیال رکھے کیونکہ دل و دماغ کا شیف
 ہونا بھی مضر ہے علیٰ ہذا القیاس ہر ایک کی بابت ایسی ہی ترکیبیں ہیں مگر مقصد یہ ہے
 کہ رفتہ رفتہ کہانا بولنا بیونا اور آدمیوں سے ملنا کم کر دے تاکہ جنالات خراب
 اور وقت ضائع نہ ہو۔ نگاہ تار یک مکانین جہاں شور و غل نہوا دے کوئی شے بھی
 نہ چاہے زانو بیٹھے آگاہ بن کر دے و ولوں ہاتھ زانوں پر رکھتے دائیں بائیں کا
 اکوٹھاٹ کیا س پر رکھے جو بائیں زانوں کے اندر کی طرف ہی پھرنے لگتا ہے
 مگر شرنے بتائی ہو حضور قلب کے ساتھ اس کے معنی پر غور کر کے بہتہ باز رہے
 پڑھتا رہے جو کوئی خطرہ یا خیال ماسوائے اللہ یا ہو تو مرشد کی صورت کا تصور کر کے
 انگلی دے اسکو دو کروے۔ اپنے ذکر میں خشوع و خضوع کے ساتھ مصروف
 رہے کہ رگ گوشت پوست خون و استخوان وغیرہ میں ذکر کا اثر پایا جائے۔
 اسے صبح پچھرو زور دے تو بزرگان دین کی ارواح سے ملاقات ہونے لگتی ہے
 اشیا کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے اور عجائبات نظر آتے ہیں۔

ذکر یعنی یاد الہی کا فقرائے دین ہی ایک طریقہ نہیں ہے بلکہ حقیقتہً۔ قادر یہ۔ ہر وقت
 اور ہر شے پر یہ وغیرہ میں بہت سے طریقے ہیں اور سبکی غرض یہ ہے کہ ترکیبیں اور
 تصنیف قلب ہو جائے جب ذکر کرنے سے جمیعت خاطر اور اطمینان قلبی حاصل ہو جائے
 تو مراقبہ کرتے ہیں یعنی دوزانو ٹھیکر تمام خطرات دے دور کر کے اور اللہ کے شہنشاہ
 سے جھک کر ایسی آیت کے مضمون پر غور کرتے ہیں جس سے قربت و وحدت یا فنا

دلائل پیش کرنے کی ضرورت ہے۔

اگرچہ فقر کے تمام اعمال حسنہ اور صلیٰ کے جمیع مجاہدات و ریاضات بجز مذکورہ ہوتے ہیں دیگر شغل مثلاً کرامات یا خلق اللہ کا رجوع ہونا وغیرہ جو لازم توفیق نفس کا ہے۔ فقراء سے اتفاق ظاہر ہو جاتا ہے تو اسکو منزل مقصود پر پہنچنے سے خارج سمجھا رہیں سے تو بہ کرتے ہیں اور اسکو نہایت برا جانتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بہت سے تیز رو ذمی ہمت اسی منزل پر رہ جاتے ہیں۔ انکے فکر کی یہاں کچھ ضرورت نہیں ہے جو لوگ اس منزل سے آگے بڑھ جاتے ہیں مگر منزل مذکور پر رہ جاتے ہیں اور اسکا طریقہ تزکیہ نفس اور صرف کا حال اجمالاً بیان کیا جاتا ہے۔ اول تزکیہ نفس و تصفیہ قلب اسکے لئے ضروری ہے کہ کوئی مرشد کامل تلاش کرے تاکہ اسکی تلقین اور توجہ باطنی سے بری عادات یا بعض جسد کینہ بخل، نخوت، اور مکر وغیرہ دور ہو جائے اور اخلاق نیک، برو باری، خاموشی، سخاوت، تواضع، فروتنی، اور رضا وغیرہ پیدا ہو جائیں۔ کم کمانے، کم بولنے اور آدمیوں سے کم ملنے کی عادت اختیار کرے اور ان عادتوں کے پابند ہو نیکی انکے ہاں بہت سی ترکیبیں ہیں مثلاً کم کمانے کے لئے لکھا ہے کہ جب قدر کما تا ہے اسکو ایک سبز گیلی لکڑی سے تول لے پھر روز اسکی برابر تول لکر کما تا رہے تو جب قدر لکڑی کی غمی کم ہوتی جاگی وزن کا کم ہونا جائیگا جب ہ لکڑی خشک ہو جائے تو اسکے ہ وزن دوسری تر لکڑی لے اور اوپر اس کے برابر تول لکر کما تا رہے اور اسطرح اتنا کم کر دے کہ زندگی قائم رکھنے کو

اب انگریزوں کے علم روحانی کو ملاحظہ فرمائے۔ اچکل کے یورپین جینیٹکس
 جو اپنے آپکو بہت مذہب سمجھتے ہیں جو چاہیں کہیں لیکن ایک مدی قبل تک صحت
 نواسی گواہی دیتے ہیں کہ جاوے۔ ٹوٹے۔ فٹر۔ اور جیٹر کا عیسائیوں میں زمانہ قدیم سے
 رواج ہے۔ راہب جنگل اور پیاٹو میں رہتے تھے وہ اس کام کو کرتے تھے قوم صیہی
 آوارہ پرنے والے گروہ آجکال کہلاتے ہیں۔ ہاتھ دغیرہ دیکھ کر ہندوستان کے
 جوتیشوں کی طرح حکم لگاتے ہیں۔ پادری جان بوریٹا لکھتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی
 کی ولادت باسعادت سے قبل مذہب عیسائی میں بہت سے ایسے پادری تھے جو
 مصنوعی اور معجزات کا اظہار کرتے تھے۔ "عہدہ" تک انٹیم ٹین چرٹون کی تحقیقات
 ہوئی تھی مثلاً عہدہ میں انگلستان کے بادشاہ کی بنائی ہوئی کتاب صہیم جنوں کی ہوا
 اور چرٹون کا حال ورائی شناخت دہن کا بیان تحریر تھا با رسوم طبع ہوئی تھی ایسا
 بادشاہ کی تخت نشینی سے ستر ہویں صدی کے آخر تک ۱۹۶۲ شخص جان دو گریے لازم
 میں سخت تکلیفوں سے قتل کئے گئے۔ انٹرنیٹ اب سے دسویں پیشتر تہ عہدہ ایونٹین جا
 جن بہوت دغیرہ کا بہت ہی پرچا تھا۔ حال کے عیسائی قدیم طرز سے جاوے اور ٹوٹے
 کو شاید نہیں مانتے لیکن رومن کیتھولک مذہب والے تو دغیرہ پر اب تک اعتقاد
 رکھتے ہیں۔ اب چند روز سے ہر یورپ کے اکثر آدمیوں کا خیال بہوت دغیرہ کی جوتیش
 کی طرف مائل ہوتا جاتا ہے خصوصاً امریکہ میں نہایت ہی چرچا ہے۔ بعض عالموں کا خیال
 نہایت درست ہے کہ علم مقناطیسی یا روحانی ہند میں سب سے زیادہ زمانہ قدیم سے ہے

کا حال ظاہر ہو شکلاً بنوا الاول ہوا الآخر ہوا الظاہر ہوا الباطن۔ "یا نحن اقرب من جبل اور
 وغیرہ اور اسمیں ایسے محو ہوتے ہیں کہ کچھ دیر تک دنیا و مافیہا سے بھی خبر نہیں رہتی۔
 جب کہ مراقبہ سے دل صاف ہو جاتا ہو تو کسی مقصد کے حاصل کرنے کے لئے ادنیٰ
 توجہ کا قی ہو تو مثلاً کیسا ہی شخص مریض ہو اور مرض شدید ہو خدا کا کوئی نام یا ربانی
 کلام مریض پر دم کرنے یا دم کیا ہو یا بانی پلانے سے دفع ہو جاتا ہو بقیہ بند یہ فقرا
 میں سب امراض کا طریقہ ہے کہ اپنے نفس کو تمام خطرات اور دوسوا سے پاک کر کے
 خیال کرتے ہیں کہ جو مرض مریض میں ہے اس مرض میں ہمارا نفس مبتلا ہے اس خیال
 مریض کا مرض عامل منتقل ہو جاتا ہے ہر اس کو اپنے طور پر دفع کر دیتے ہیں اگرچہ
 یہ حالت فقرا کو بعد از کئی نفس حاصل ہوتی ہے لیکن عام لوگ بھی توجہ قلبی کے ساتھ ایسا
 کریں تو شاید وہ ہی اثر ہو کیونکہ ایک تاریخی واقعہ اسکے موید ہے کہ ایک بار ہایون کو بخارا یا
 تو حکماء نے ہر خد علاج کیا اور کسی دوا سے فائدہ نہ ہوا تو اسکے باپ شاہ بابر نے
 اہل اللہ سے رجوع کیا اور جواب پایا کہ تیرے پاجج عزیز چیز ہو اسکو قربان کر
 اسپر امانے کوہ نور ہر قربان کر نیو کہما لیکن بابر نے کہا الماس تہر کا سخت جگر ہے
 اور ہایون بابر کے جگر کا ٹکڑا ہی اسمیں تو بہت فرق ہے پس بہتر ہے کہ اپنی جان کو
 اپنے جگر پر قربان کروں اور یہ لکھ کر اٹھا اور تین بار ہایون کے گڑھ پر اور کہا اے
 اللہ ہایون کا بوجہ میں نے لیا لیا لیا! یہ لکھ کر بابر بیٹھا تو ہایون کو آرام ہو گیا اور
 بابر بیمار ہوا۔ اور اسی مرض میں مر گیا۔

ناول!

ناول!!

ناول!!!

مطلع خورشید

یہ عظیم السیما ناول عالیجناب ہمارا راجہ کشن پشاد و بہا پشیکار وزیر افرانج آصفی
 المتخلص شاد تلمیذ حضرت آصف خلد اللہ ملکہ عالمین جہا پشاد خورشید راہیکہ
 ایک عالی خاندان شاہزادی کے حسن و عشق کا حال اس خوبی سے قلمبند کیا ہے
 کہ بارک اللہ بہ نہ ڈرت رتن ناتھ صاحب سرشار لکمنوی نے اس کی نظر ثانی
 کی ہے۔ اسکے کل حقوق ہمارا راجہ مدوح نے محمد عبداللہ انصاری بہتم تعمیرات
 و دارو عہ آئینہ خانہ کو بطیب خاطر عطا فرمائے۔ قیمت فی جلد دو روپیہ عالی

المشاعر
 محمد عبداللہ انصاری مکان رائے ہیرالال صاحب شاد
 ساکن کوچہ راجہ مکس لال متونی حیدر آباد دکن۔

اور یہ علم بیان تک رائج تھا کہ عورتیں بھی اس سے واقف تھیں اب تک دوسرے کے سر پر ہاتھ لگایا کر نیچے لانا اور پر اپنے سر پر رکھ کر انگلیاں جٹکا کر کہنا کہ تیری ہلاوت اسکی یادگار ہے۔ یہ علم سینہ بسینہ ہونکی وجہ سے گم ہوتا گیا جسکو مسیح صاحب نے حال میں تحقیقات کر کے ظاہر کیا اور یہ علم بھی یورپ والوں کا ایجاد سمجھا گیا۔

یورپ و امریکہ میں اس علم کے ذریعہ غائب بینی پیشین گوئی عجائبات کا معانیہ کرنا جلسہ عام میں تماشہ کرنا۔ امراض عصبی و قلب وغیرہ میں متعل کرتے ہیں۔ سمرزم کے ذریعہ سے انسان پر ایسا خواب طاری ہو سکتا ہے کہ عمل جراحی اسی طرح جس طرح کلوروفارم سنگٹا کر کرتے ہیں کر سکتے ہیں۔ باقی آئندہ

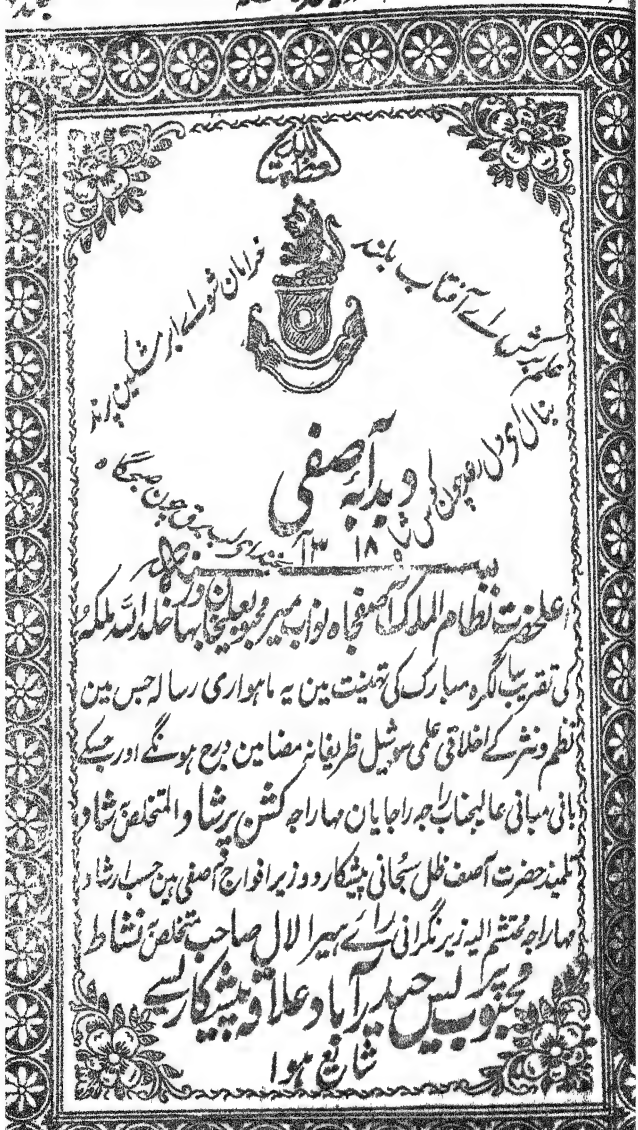
محمد عنایت اللہ خان صوفی۔

استہار

راے ہٹا کر پشاد صاحب شوق مہتمم رسالہ ہذا کی علیحدگی ماہ
شعبان ۱۳۱۸ء سے ہو کر انکی جاے پر راے ہیرالال صاحب
نشاط نائب مہتمم محبوب الکلام کا تقریر ہوا ہے آئندہ سے وہ رسالہ
و بدیہ آصفی کے مہتمم کلماتین گے۔ پس رسالہ و بدیہ آصفی کے متعلق کل
خط و کتابت اس پتہ پر آنا چاہئے۔

بمکان راے ہیرالال صاحب نشاط مہتمم و بدیہ آصفی و نائب مہتمم
محبوب الکلام و رکوچہ راجہ مکسن لال متونی۔

اڈیٹر



نظام الملک

نظام الملک

اعلیٰ حضرت نظام الملک اکبر فیضیہ نواب میر محمد علی شاہ خاں ملکہ
کی تقریباً لکھو مبارک کی تمینت میں یہ ماہواری رسالہ جس میں
نظم و شعر کے اخلاقی علمی سوشل طریقہ مضامین درج ہونگے اور جس کے
بانی مہمانی عالیہ جناب جہد راجا یان مہاراجہ کشن پرشا و المتخلص شاد
اعلیٰ حضرت آصف نعل سجانی پیشکار و وزیر افواج آصفیہ بن حیدر شاہ
مہاراجہ محترم الیہ زیر نگرانی رائے ہیرالال صاحب متخلص نشاط
محمد یونس حیدر آبادی و علاؤ الدین پیشکار
شائع ہوا

نوس

یہ رسالہ ہر مہینے کی چھٹی تاریخ ماہ ہلالی کو شائع ہوگا۔ کل حقوق بحق میرالال صاحب نشاط محفوظ ہیں اسکا منافع عالیجناب ہمارا جہ بہا ور نے نشاط صاحب کو بطیب خاطر عطا فرمایا اور نشاط صاحب نے قیمت سالانہ حسب ذیل قرار دی۔

۱، امرائے عظام سے
۲، پبلک

۳، ماہر والوں سے اسکے علاوہ محصول ڈاک . . .
۴ جو مناسب اعلیٰ مضمون یا ترجمہ روانہ فرمائینگے انکو ایک اشرفی پیش کی جائیگی۔

۵ ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔
۶ اطلاع مضامین اور قیمت درخواست خریداری بنام میرالال صاحب
محبوب پریس علاقہ ہمارا جہ بہا در پیشکار و وزیر افواج

پہونچنی چاہئے



تہذیب و تمدن کا بانی
 ہر مین کے سونے کی چھاتی ہے

فہرست مضامین و بدربہ آصفی نمبر ۸ جلد ۴

نمبر	نمبر	مضامین	نام مصنف
۱	۲	۳	۴
۱	۱	نقیب ویدر	عالمیچاٹھماجمہا دریشیکا رو وزیر افواج مصنفی
۲	۲	استقلال	جناب بیرون پرشاد قابل سکرٹری انجمن تہذیب
۳	۱۹	بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری	جناب لوی محمد حبیب الرحمن صاحب سیکل

بقیہ

سلسلہ کے لیے دیکھئے دبدبہ اصفیٰ نمبر ۷، جلد (۴)،
 گیتوں اور دعاؤں کے گانے کی مختلف طرز اور طریقے ہیں
 اور ان کے نام بھی جدا جدا ہیں۔ اس وید کی رچائیں پہلے
 اہستہ اہستہ پر ہی جاتی ہیں تاکہ کوئی اور نہ سن سکے۔
 بعد ازاں ایک خاص طریقے پر اسی طرح گائی جاتی ہیں۔ اسکو
 ارچکا گانا کہتے ہیں۔ اس گانے میں اور اس گانے میں
 جسکو انرکتا گانا کہتے ہیں فرق ہے اور فرق بین۔
نقشہ۔ وید شریف کی رچاؤ کا آواز بلند گانا خصوصاً
 اون لوگوں کے رد و رجوع و چھ نہیں ہیں منع ہے۔
 وجھ میں۔ برہمن۔ شکتر می۔ اور وایش شامل ہیں۔
 سودر علیہ ہیں۔ منوجی کے وقت میں ہندو ہی ہندو تھے۔

اور اگر نیکی طرز میں تفاوت ہے۔ اہاگنا میں اس تفاوت کی نشان
صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

برہمنوں کے نام سے شام وید کی مختلف شاخوں میں بہت سے
کتا بہن تصنیف ہوئی ہیں۔ ان تصانیف میں سے پہلا کتاب
ماضی اور نیا بنیا ہو گئی ہیں۔ نینے شدا اور شدا۔ اور پچو شدا
پچو شدا اور شدا۔

اس وید کے متعلق جو خاص خاص الپشرا ہیں ان کو
اصطلاح میں چھند و گیا۔ الپشرا کہتے ہیں۔

گیارہواں باب

اتروا وید

سمتھا۔ یعنی مجموعہ دعا و التجا بخدمت جناب پارمی جو
اتروا وید کے متعلق ہیں ان کا ذکر مذکور میں کتابوں میں ہے
جنکو کاٹڈا کے نام سے نامزد کرتے ہیں اور یگاٹڈا اور کاٹڈا
اور سکٹا اور اشعار پر مشتمل ہیں۔

ان اشعاروں کو سنسکرت میں رچ کہتے ہیں۔ اس میں

بجز سودرون کے اور سب کے سامنے وید کے اشلوک پڑھنا جایز تھا۔ اب چونکہ ہندوستان میں مختلف مذاہب کے اقوام آباد ہیں لہذا وید کا بااثر بلند پڑھنا جایز قرار دیا گیا ہے مگر ہندوؤں میں جو نئی روشنی کے لوگ ہیں وہ اس سے اتفاق نہیں کرتے اور ان کی رائے کہ جب وید مقدس کو سمجھنے کا کلام ربانی یعنی برہما جی کا واکھ جو الہام ہے قرار دیا تو اس کا اخفا کیونکر جایز ہو سکتا ہے۔ بہر کیف یہ نئی روشنی اور پرانی روشنی کے منطقی دلائل اور براہین اتنی دلتی ہیں کہ

جنم ہفتادو دولت ہمہ را عذر نہ

چون ندیدند حقیقت در افسانہ زدند

حقیقت حال یوں ہے کہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں مختلف شعبے اور شاخیں ہوں۔ لیکن حکما اور عقلا خدما صفا رخ ماکدہ پر عمل کرتے ہیں اور یوں تو ظاہر ہے کہ

تقریر اختلاف میں کیونکر بیٹھے نہیں

ہندو بیٹھے نہیں کہ مسلمان پر ہے نہیں

خیر آدم بر سر مطلب۔ ارچکا اور گرامیکیا میں جو رہا ہیں دیوتاؤں کے سامنے یا ان کی شان میں گائی جاتی ہیں نہیں بھی

مثلی اور ویدو کے اس ویدین بھی ایک صاف اور
 جبکہ نام چوتھ ہے جس میں تاریخ و اس کے واسطے کہ
 قربانی اور رسوم کے مقررہ اور ان کے حساب سے
 ہوئی چاہئیں۔ ان کے مقررہ اور ان کے حساب سے
 لیا گیا ہے۔

نشا و عجمی

۱۵۔ ۶ شعر ہیں۔ ابواب اسکے ایک سو سے زیادہ ہیں اور گیتی
سات سو ساٹھ سے زیادہ ہیں۔

اتر و ایدین بہت سی دعائیں ایسی ہیں جو دشمن کے
قتل کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ مگر اس سے یہ نہ خیال کرنا
چاہئے کہ یہ قاتل اور مضر جان انسان بھی ہیں۔ موقع محل اسپین
دونوں باتوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بد دعا بھی ہے اور دعا بھی ہے
اسپین بہت سی دعائیں حفاظت جان و مال انسان کی بھی ہیں
اور آئی بلا کی ٹالنے والی دعائیں بھی ہیں۔ اور ویدوں کی طرح
اسپین ایسی کیتیں بھی ہیں جو دیوتاؤں کے لئے مستعمل ہوتی ہیں اور تہی
رسوم اور مہوں وغیرہ کے وقت گائی اور پڑھی جاتی ہیں۔
انیسویں کتاب کے انچا کیسویں دعائیں بہت ہی نادر و عظیم السیم
باتیں ہیں۔ یہ سب پڑھنے کے قابل ہیں اسے مصنف کی ناکر خیالی
اور بلند پروازی طبع رسا کا پورا ثبوت ہوتا ہے۔

گو یا تھا پرہمنا اس وید کے حصہ دوم کے متعلق ہے
مشترک اس کے چھ حصے ہیں اور مختلف رسالے یہ پہلی نمبر کے
ایمانشدر ہا کے متعلق اتر و ایدین ہیں اس وید میں اور بھی کئی
انشدر ہیں۔ انہیں کنیا سب سے زیادہ اشرف ہے۔

ایک ایسا نظارہ ہے کہ خواہ مخواہ ایک قسم کی اسنگ یا کام کرنے کا جوش پیدا کئے بغیر نہیں رہتا۔ جوش یا اسنگ کا پیدا ہونا ہی تھا کہ تمام اعضا اور قوائد میں کام کرنیکی تحریک پیدا ہو جاتی ہے اور یہ تحریک انسان کو اسی امید کے حاصل کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ کسی مقام پر پہنچنے کے لئے اکثر کئی راستے ہو کر تے ہیں اس طرح کامیابی کی منزل تک پہنچنے کیلئے بھی دو راستے ملتے ہیں ایک بدی کا۔ دوسرا نیکی کا۔

بدی کا راستہ گونا گونا گویا سیدھا اور نزدیک معلوم دیتا ہے مگر نہایت خطرناک ہے۔ اس میں بیشمار ٹھک گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں جو کہ مسافروں کو انواع و اقسام کی تکالیف دیتے اور اونکا زاد راہ لوٹ لیجاتے ہیں۔ اور پھر اس راستے میں ایسی خوفناک بول بھلیاں بھی ہیں کہ بٹکا ہوا مسافر اون میں پھنس کر باہر نکلنا اور شدت تکالیف سے تڑپ تڑپ کھان دیدیتا اور آخر کار اپنی تمام امیدیں خاک میں ملا دیتا ہے۔ مگر نیکی کا راستہ اسکے بالکل برعکس ہے یہ راستہ مسافروں کو صحیح و سالم منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے گو کہ یہ دور ہے مگر نہایت صاف اور بخوف ہے۔

دنیا میں جتنے کامیاب لوگ ہو گزرے ہیں وہ عموماً ایسی سڑک کے

استقلال

ایک نہایت چھوٹے کیڑے سے لگا کر ایک بڑے قوی
 تھی تک یا ایک جاہل انسان سے لگا کر ایک فلاسفر تک جتنے
 یرواح دنیا میں ہیں اگر انکی حالت پر ایک بسیط نظر ڈال جائے تو
 معلوم ہو سکتا ہے کہ جتنی حرکتیں ان سے ظہور پذیر ہوتی ہیں یا جتنی
 بد و جہد وہ کرتے ہیں ان سب کا تعلق ایک ایسی خوشی کیساتھ ہے
 جسکو کامیابی کی خوشی یا دوسرے لفظوں میں امید بھی کہا جاسکتا ہے
 امید ایک ایسی شے ہے کہ اگر یہ نہوتی تو سچ مج دنیا کے
 اروپازمین ابتری پیدا ہونے کا ایک عظیم اندیشہ تھا۔

انسان کا دل ایک ایسا آئینہ ہے جو کہ ہر وقت انسان کو
 سید کی خوبصورت پری کیساتھ دوچار کرتا ہے اور بیشک یہ

میں کسی بادشاہ یا دولت مند یا کسی عالم شخص کی زندگی کو فوراً کامیاب زندگی کا خطاب دیدوں بلکہ ہر ایک ایسا شخص جس نے فرائض انسانی کو بطور احسن سمجھ کر اپنے لئے کوئی خاص مقصد قائم کیا ہو اور بشرطیکہ اس کے حاصل کرنے میں دم واپسین تک بلا کسی پس و پیش کے کوشش بھی کرتا رہا ہو عام اس سے کہ وہ اپنی زندگی میں یا اس کے بعد کامیاب بھی ہو یا نہیں میرے خیال میں کامیاب شخص ہے اور اس کی زندگی کامیاب زندگی ہے باقی ایسے تمام اشخاص جنہوں نے اپنے مطلب کے لئے فرائض انسانی کو نظر انداز کر دیا جنکی زندگی امید و بہم کی حالت میں گزری جن لوگوں نے کوئی ایک یا کئی ایک کام شروع کئے اور پھر وہ نہیں ادا ہو رہا بھی چھوڑ دیا تب وہ وہ لوگ بڑے دولت مند ہو گئے مگر اسے ہونے خواہ بادشاہی کیونکہ نہ ہو گئے ہوں مگر انہیں کامیاب اشخاص کا رتبہ نہیں دیا جاسکتا اور یہ کہنا سکتا ہے کہ انکی زندگی کامیاب زندگی تھی۔

یہ تقریر اگرچہ اپنی پورے اہتمام کیساتھ بیان و سچ کیجاتی تو غالباً زیادہ دلچسپ ہوتی مگر مجھے خوف ہے کہ مضمون طویل ہو جائے کیونکہ اب تک میں نے نفس مضمون پر بحث ہی نہیں کی ہے اسلئے اب میں چاہتا ہوں کہ حسب وعدہ و واپسی زندگیوں کا نوٹ آپ کے روبرو پیش کروں جس سے آپ کو اس بات کا اندازہ کرنے میں کس قدر آسانی

مسافر تھے۔ دیتا ہر کے فلاسفروں اور ریفا رمروں نے ہر ایک انسان کو اسی راستے پر چلنے کی ہدایت کی ہے۔ یہی تعلیم تبرک اور مقدس کتابوں میں پائی جاتی ہے اسی مسئلہ پر کائناتیں کا بھی صواب ہے اور ہر ایک شخص اس سے اچھی طرح واقف ہے مگر حیب واقعات پر نظر ڈالی جاتی ہے تو یہ ایک حیرت انگیز سوال پیدا ہوتا ہے کہ باوجود ان تمام خوبیوں کے مسافر لوگ نیکی کی راہ سے کیوں بہت گمراہ ہو جاتے ہیں اور کیوں ہی کے نہایت خطرناک راستے میں آتی ہیں یہاں پر نظر آتی ہے؟ یہ ایک سوال ہے اور بیشک غور طلب سوال ہے جیسا انسانی سوسائٹی کے ہر ایک ممبر کے لئے یہ تعجب و غریب منظر اور راستے درپیش ہیں اور ہر ایک شخص ضرور آفریقا اس مسافت کو طے کر رہا یا کرنے والا ہے مگر یہ سوال کہ یہ قہر مجیدہ ہی رہے گا اور قہر کم از کم ایسی دوزخ کیوں نہیں بن جائے گا یا جسے جن میں ایک ناکام یا بے ہوا اور دوسرے ناکام گمراہوں سے پیشتر کہ تھا بڑا کیا جائے بہتر معلوم ہوتا ہے۔ یہی مسئلہ ہر انسان پر گرا ہے کہ ناکام یا بے ہوا یا ناکام زندگیوں پر از قہر کیا ہے۔

مفسر حضرات! کامیاب زندگی سے میرا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ

اٹھارویں تاریخ ہے اچا ہے تو تھا کہ کچھ اور بھی لکھ ڈالتا کہ ریجنی :۔۔۔
 اوّل ہے۔ مجھے اپنا پڑانا اقرار یا دے ہے اور میرا کالٹھسٹریسٹ :۔۔۔
 ایفاء کی توجہ بھی دلاتا ہے۔ مگر میں اپنی معمولی بہت ہمتی سے یہ کہہ دیتا
 کرتا ہوں کہ :۔۔۔ اسے بیان ! پہلے پورے نشان میں سے اس کا تھوڑا
 کا نتیجہ تو دیکھ بہال او۔ اگر پورے ہی کو اہل ملک نے تھوڑا :۔۔۔
 تو پھر اس در دسری سے آخر حاصل :۔۔۔

اب اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ ایک کامیاب اور نامکام
 زندگی میں کیا فرق ہے ؟ تو میں اس سے سوال کروں گا کہ میں اور
 آسمان میں کیا فرق ہے ؟ ٹیوشن کی زندگی اور میری زندگی میں کیا
 فرق ہے ؟ اگر کہہ :۔۔۔ تو بس یہی فرق ایک کامیاب اور نامکام زندگی
 میں ہے۔ مگر یہ جواب :۔۔۔ ایک تلاش کی تشفی کے لئے کافی نہیں ہو سکتا
 وہ پھر سوال کرتا ہے کہ آخر وہ کونسی شے ہے کہ جس نے ایکنٹ کی کر
 کامیاب اور دوسرے سے نونا کام بنا رکھا ہے ؟ تب میں در :۔۔۔ ایک
 اطمینان کے لہجہ میں جواب دیتا ہوں کہ وہ پائیرہ شے :۔۔۔
 ہے مگر اب دیکھنا یہ رہا کہ آیا استقلال کی تعریف کیا ہے اور کیوں
 انسان کو استقلال کی ضرورت ہے ؟

فلاسفوں کا خیال ہے کہ استقلال اخلاقی زمین کی پہلی سیڑھی ہے

موجائے کہ ایک کامیاب اور ناکام زندگی کی نسبت میں نے
اپنی کیا رائے قائم کی ہے۔

حضرات! آپ میوٹن کے نام سے اچھی طرح واقف ہونگے
اس شخص نے انگلستان میں ایک غیر معمولی عزت اور شہرت
حاصل کی ہے۔ یہ شخص اپنے زمانہ کا فاضل بے بدل تھا اسکی معلومات
اور ایجاد کئے ہوئے مسائل پر تمام یورپ کو ناز ہے اور ہونا ہی
چاہئے کیونکہ درحقیقت یہ شخص انگلستان کا فخر تھا اور اسکی زندگی کو
کامیابی کی ایک عمدہ مثال کہنا چاہئے۔

اب رہی ناکام زندگی۔ مگر اسکے لئے مجھے کسی غیر شخص کے
انتخاب کی ضرورت نہیں جبکہ خود میرا نام ہی اس انتخاب کے لئے
پیشہ زور نہیں ہے کیونکہ میں نے اپنی اس اتنیس سالہ عمر میں دو مرتبہ
انگریزی شہر کی اوراد سے اور اورچہورا اسیطرح ایک مرتبہ پچھرون
سے ایک مرتبہ ہاربا مگر آخر کار اوسے باہی وہی حال ہو جو انگریزی کا
ہوا تھا۔ کچھ دن ہوئے جب میں نے ایک دن محکم ارادہ کر لیا تھا کہ اب
میں اخلاقی ناول لکھونگا اور لکھنا۔ مگر چنانچہ اوسے جوش میں ایک
ناول لکھ بھی ڈالا جو کہ اب چپ چکا ہے مگر اسکے بعد جسکو اب تخمیناً
سارے تین مہینے کا عرصہ گزرا ہوگا کیونکہ آج جنوری سالہ کی

رگ و پے میں کام کرنے کی امنگ یا جوش پیدا کرتی ہے مگر
یہاں یہ بتا دینا بھی خالی از دلچسپی نہوگا کہ خالی امنگ یا جوش
کسی شخص کو منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔
تا وقتیکہ کوشش نیکو ہے اور کوشش محض بیکار ہے جب تک کہ
استقلال اور کامیابی نہ ہو۔ مگر اب میں بھی مضمون ایک ہی ہے۔
شکل میں بیان کر دیا گیا۔

فرض کریجئے کہ ایک شخص ہے جو کسی خاص مقام پر
چاہتا ہے مگر کیا یہ شخص کبھی سفر کر سکتا ہے جب تک کہ اس کے
مزاج میں استقلال کا کافی دخل نہ ہو پائے اور اگر باطنی طور پر
کرنے بھی لگ جائے تو کیا اس کی غیر مستقل مزاجی سے یہ نتیجہ حاصل
کہ وہ منزل مقصود تک برابر سفر کرتا چلا جائیگا؟ ہرگز نہیں بلکہ شاید
ایک شے ہے جو کسی خیال کو عمل اور عمل کو انجام تک پہنچانے کا
رکتی ہے اس لئے منزل کامیابی کے ہر ایک مسافر کو اس مقصود پر توجہ
ایک نہایت ضروری توشکی سخت ضرورت ہے مگر یہاں ایک اور
سوال پیدا ہوگا کہ استقلال کی پاکیزہ صفت سے کس طرح کوئی شخص
متصف ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب میرے خیال میں یہ ہے کہ ہر ایک
شخص کو سب سے پہلے اپنی زندگی کا ایک اصول یا مقصد قائم کر لینا

اور درحقیقت اس میں کچھ شک بھی نہیں کیونکہ اخلاق کی اونچی نشیمن تک پہنچنے کے لئے جس شے کے سبب سے پہلے ضرورت ہوتی ہے وہ محض ایک استقلال ہی ہے۔ اگر بھی بھلا سیڑھی مضبوط نہیں لگائی گئی تو بیشک ایسا ہر ایک شخص خطرناک حالت میں ہے جس نے اس نشیمن تک پہنچنے کا ارادہ ٹٹا ہے۔

استقلال کی تعریف ایک اور طریق سے ہی ہو سکتی ہے یعنی اگر اخلاق کی تمام خوبیوں کو ایک بستی یا شہر تصور کر لیا جائے تو استقلال اس کا شہر بننا ہے۔ قاعدہ ہے کہ ہر ایک ایسا شہر جسکی شہر بنناہ نہ دشمنوں کی دست برد اور حملوں سے ہر وقت محفوظ خیال نہیں کیا جاسکتا۔ اسلئے جس طرح ایک بادشاہ کو باوجود ایک جبار نوجوان اور کافی سامان حرب کے بھی اپنے ملک کی حفاظت کے لئے شہر بنناہ یا سرحدوں کے مضبوطی کی ضرورت ہے اسی طرح ہر ایک ایسے شخص کو جس نے اپنی زندگی کو آرام سے بسر کرنے کیلئے اخلاق کی سبک سوز زمین میں قدم رکھا ہو استقلال کی سخت اور نہایت سخت ضرورت ہے۔ یہ میں پہلے ہی اشارہ کر چکا ہوں کہ انسان سامنے ایک قسم کی لائیٹ (روشنی) موجود ہے جس میں کامیابی کا سبب فوٹو ہمیشہ پیش نظر رہتا ہے اور یہی ایک تحریک ہے جو انسان کے

مگر ایک فلاسفر خواہ وہ لاکھوں ہی برس پہلے اس جہان سے کوچ کر گیا ہو
 آج عزت کیساتھ یاد کیا جاتا ہے بیشک اوسکی زندگی ایک کامیاب
 زندگی تھی اور جہان کہیں آج وہ ہوگا اپنی اس
 کامیابی کی دہن بین خوشی سے مست اور ہولانہ سماتا ہوگا۔
 سچ چچ کامیابی کی خوشی ایسی ہی خوشی ہوتی ہے کہ دنیا میں کوئی
 خوشی اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔

ایک ادنیٰ سی بات ہے کہ نشانہ باز نے گولی چلائی اگر اس
 گولی نے غلط انہیں کی اور برابر نشان پر مٹی ہے تو دیکھئے نشانہ باز
 کیسے خوش نظر آتا ہے۔ یا ایک طالب علم کی طرف دیکھئے کہ صاحب
 ایک پیچیدہ سوال حل کر رہا ہے ایک جاہل آدمی اس بات پر قہقہہ
 لگائیگا کہ طالب علم ایک سوال کا لینے کے بعد کیوں اتنا خوش ہے
 اسے کیا مل گیا ہوگا اسے طرح ایک گنوار آدمی نیوٹن کی سوانح عمری
 سن رہا ہے مگر وہ حیران ہو جاتا ہے کہ کشش ارض کا مسئلہ دریافت
 کر لینے کے بعد نیوٹن کیوں بغلین بجا رہا ہے کیونکہ اوسکے خیال میں تو
 یہ کوئی بات ہی نہیں ہے مگر سچ چچ نشانہ کی حقیقت ایک نشانہ باز
 اور سوال حل کرنے کی کیفیت ایک طالب علم ہی جان سکتا ہے
 اسے طرح نیوٹن کی خوشی کا اندازہ بھی وہی شخص کر سکتا ہے جس نے

چاہئے مگر ان مقصد کے قایم کرنے میں نہایت دور اندیشی اور دور بینی سے کام لیا جائے تاکہ آگے چل کر اوسے اپنے سابقہ خیالات کے بدل لینے پر مجبور یوں کا سامنا نہ ہو۔ اور جب مقصد قایم ہو چکے تو اوسکے حاصل کرنے کے لئے استقلال کیساتھ کوشش کرنی چاہئے یقین ہے اور کامل یقین ہے کہ اس طرح کامیابی کی زندگی حاصل ہو۔

حضرات! اگر غور سے دیکھا جائے تو دراصل ایک کامیاب اور ناکام زندگی میں بس یہی فرق ہے کہ اوس نے اپنومقصد کے حاصل کرنے میں استقلال سے کام لیا اور اوس نے غیر استقلال سے۔ ورنہ انسان یہ بھی تھا اور وہ بھی اس بات کا اندازہ ہم اپنی ہی حالت سے لگا سکتے ہیں کہ جن اشیاء کو ہم روزمرہ دیکھتے اور ایک معمولی لاپرواہی سے اونکی ضرورتوں کو ٹال دیا کرتے ہیں انہیں اشیاء کی تحقیقات میں فلاسفروں کی عمریں ختم ہو گئیں ہیں اور پھر اوسکا فائدہ جو اونکی اپنی ذات یا قوم اور ملک کو پہونچا کسی صراحت کا محتاج نہیں ہے جبکہ ہم خود اپنے آنکھوں سے روزمرہ دیکھتے ہیں۔ ایک بھی کتنی بڑی بات ہے کہ ہمارے نام سے آج ہمارے گھر کے چوہے بھی ٹیک ٹیک واقف نہیں ہیں

وفات پر خون کے آنسو ہوا اگر شک یہ نہ ہو تو اس کے لاش میں
 نہ جلانے دینا اور آخر کار اپنی بیگناہ عورت پر اپنے آقا کے حکم سے زور
 قتل کے لئے ایک نہایت असوسناک وار کرنے کی غرض سے بیدار ہو کر
 ہاتھ اڑھاتا خصوصاً ایک ایسا ملک کے لئے یہ واقعات کوئی معمولی
 واقعات نہیں بلکہ اگر آپ مانتے ہیں کہ یہ واقعات بالکل غیر معمولی ہیں تو
 کیا آپ اس آسمان صداقت کے آفتاب (جہاں ہر شے چلنے والی ہے) کے
 واقعات زندگی سے یہ نتیجہ پیدا کرنا کچھ بھی مشکل رہا کہ وہ خوشی ایسی
 صفت تھی جسکی بدولت اخلاق کی اعلیٰ معراج تک اسکی رسائی ہوئی
 جسکے بدولت وہ اپنی اخلاقی خوبیوں پر قابض رہا جسکے بدولت اسکی
 مشکل سے مشکل وقتوں میں بھی اپنے اخلاق کی حفاظت کی اور جسکی بدولت
 دنیا کے کامیاب شخصوں میں سب سے اونچی جگہ پائی ہو میر عزتیاں میں
 اسکا جو ایسا سے بہترین ہو سکتا کہ وہ پاکیزہ صفت و استقلال تھی
 جب یہ مان لیا گیا کہ استقلال کی بدولت دنیا میں خوشی ہو سکتی ہے
 ہو سکتے ہیں اور استقلال کے طفیل کامیابی کی زندگی ہو سکتی ہے جو
 بیشک ایسا ہر ایک نوجوان جسکے دل میں کامیابی کی لہر اٹھتی ہو
 جسکے دل میں یہ خیال ہو کہ وہ دنیا میں کچھ کرنا چاہتا ہے اور جس کے
 دماغ میں ذرا بھی ترقی کا خیال سمایا ہو۔ نہ صرف یہی بلکہ ایسے

نیوٹن کی طرح اپنی زندگی میں کم از کم ایک دو گھڑی کے لئے بھی غور اور
 فکر کرنے کی تکلیف گوارا کی ہوگی۔ مگر یہ خوشی یا اس قسم کی اور کوئی خوشی
 جسکو ہم کامیابی کی خوشی کہہ سکتے ہیں کس طرح حاصل ہوئی یا ہو سکتی ہے؟
 اسکا جواب لاکھ بار بھی بھی ہوگا کہ ”صرف استقلال کے بدولت“
 بیشک استقلال کے بدولت لوگوں نے غیر معمولی کامیابیاں
 حاصل کی ہیں۔

حضرات! آپ نے مہاراجہ جے شمشیر چندر راجا جی اچودھیا کا نہایت
 دور دورہ واقعہ سنا ہوگا۔ آپ جانتے ہیں کہ اس کشور راستی کے
 شہنشاہ کے نسبت مورخون کا خیال کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ
 یہ غیر معمولی شخص دنیا میں کس عزت کیساتھ دیکھا جاتا رہا ہے اور
 کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ کامیاب راجا اخلاقی دنیا میں کس درجہ کا
 آدمی ہو کر رہا ہے؟ اگر آپ جاننے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں تو
 کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ تمام وہیں دولت راج پاٹ کی ثروتوں کو
 صرف ایک صداقت اور پابندی قول کے لئے بائیں پانوں سے
 ہٹ کر ادینا۔ فقیرانہ جلا وطن ہو جانا۔ آگے چل کر اپنے پیارے بیٹے
 اور فرمان بردار عورت کو ایک غیر شخص کے ہاتھ فروخت کر دینا
 خاقہ پر فاقہ کرنا مگر ایک سایل کو نامراد نہ پہرانا۔ اپنے پیارے بیٹے کی

بقیہ ترجمہ تاریخ تیموری

ملک طاهر برقوق اور ابی احمد کی خبر وفات تیمور کو ملی ہو
 جب وقت تیمور ہند کے تخت پر قابض اور اصرار و دیاہ پھیل
 ہو گیا اور تمام ملک ہند اور اطراف و جوانب پر احاطہ کر چکا۔ بین
 ویت موخون پر فرمان تیموری پہنچے۔ اور ہند کے دشوار گزار
 اور سہل زمینوں میں عساکر تیموری پھیل گئے اور خشکی و تری میں
 رہا یا ہند پر تیمور کے سنا دظاہر ہو گئے اچانک شام کی طرف سے
 ایک سپہ سالار دیکھ کر خوشخبری لایا کہ قاضی برہان الدین احمد سیوہاسی
 اور ملک طاهر کا انتقال ہو گیا۔ یہ سنتے ہی خوشی سے پہولانہ سما یا
 قریب تھا کہ ان کے شہر میں پہنچ جائے۔ تیمور نے اس وقت ہند کے انھیں
 بہت جلد کیا اور تمام عساکر ہند یہ اور مال و اسباب اپنی
 مملکت کو روانہ کیا اور اس جم غفیر اور بہادر لشکر کو ہوا و راہ نصرت کے
 حدود اور قلعوں پر تقسیم کیا اور ہند میں اپنا نائب بے کہلکہ مقرر کیا۔
 اور عجبت تمام سحر قند سے بقصد ملک شام نکلا۔ اور لشکر ہند کے
 چیدہ اشخاص اور افسر اور سربراہ و ردہ رئیس ساتھ لئے تیمور کو
 بوجہ بیت ان گروہ ہائے کثرہ کے نہایت خنک چشم ہو گیا تھا۔
 اوائل سنہ ۸۰۰ میں اس طوفان عظیم کو لیکر جیون سے بجانب
 خراسان اُترا۔ اور اپنے فرزند امیر ان شاہ مملکت تبریز اور

ہر ایک شخص کے دل میں جس نے انسانی جُون میں جنم لیا ہو
 یہ اُٹنگ اور یہ مہاک اُٹنگ پیدا ہونا چاہئے کہ اسے تنہا کی
 سچی محبت کو گوشہ دل میں جگہ دی جائے اور اس کی پیاری تصویر کو
 ایک منٹ کے لئے بھی آنکھوں سے اوجھل نہ کیا جائے اور سارا مہین
 ہم لوگوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنا چاہئے تاکہ ہم صرف
 حشرات الارض کی طرح زندہ نہ کیے دن پورے نہ کریں بلکہ
 انسانوں کی طرح اپنے مقامِ اعلیٰ کے سمجھنے کی کوشش کریں اور
 ان کی تکمیل میں مدد کریں۔ دیکھائیں۔

کمترین بشیرین پر شا قابلِ انجمن تہذیب حیدر آباد دکن

تکلیفین بومین، اب تیمور نے اور سب ظاہر کیا کہ جس میں اس کے ارادہ کے مکر و فریب و پردہ ہوتے اور اس کو اتنا شایع ذریع کیا کہ دل معمور اور کان بہر پور ہو گئے۔

یہ وقت فتح ہند امیران شاہ فرزند تیمور کا واسلہ بنیمرت امیر کہتے ہیں کہ امیران شاہ نے مر اسلہ بنیمرت تیمور بیجا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تیمور کوئی ارادہ نہ کیا تو امیران شاہ نے لکھا کہ آپ بوجہ کبر سن و نفع بدن اس کام کے نہیں رہے کہ امور مملکت کو سنبھالیں اور سیاست و دیباچہ کا پرہیز اور ٹائمن۔ آپ کے مناسب حال یہ ہے کہ متعین اور پرہیز گاروں کی طرح مسجد میں گوشہ نشین ہو کر تادم واپسین عبادت میں مشغول رہیں۔ آپ کے بیٹے پوتے نوواسے اس قدر ہیں کہ امور ریاست لشکر کی ترتیب حفاظت بلاد و ممالک کے انتظام کو بس ہوں۔ یہ ملک اور دیار آپ کے کس کام آئیں گے آپ کوئی دن کے مکان ہیں۔ اگر آپ کو اشیاء اور امور کے پرکھنے کی چشم بصیرت اور انقلاب دہر کی دیکھنے کی آنکھ ہے، تو دنیا کو چھوڑے اور آخرت کے کچھ کام کیجے۔ بالفرض اگر آپ ملک و ممالک ہو گئے اور اقتدارات و ممالقہ اور عادی نے آپ کی طرف رجوع کیا اور فتح و ظفر نے آپ کے مساعدت کی بہانہ آپ ہا مان۔ و فرعون کے

ان شہروں پر فرمانروا مقرر کیا۔ اور سلطان احمد بقصد فرار بغداد کو
واپس آیا۔

سبب حرکت تیمور شاہ

در اصل وجہ ملک شام کی چڑھائی کی قاضی برہان الدین ہوا سن کا
نفل تھا کہ عجمی ایچیون کے ساتھ کیا داو پر مفصلاً گزرا کہ قاضی نے
ایچیون کے افسروں کے سر بقیہ ایچیون کی گردن بین ڈالکر اول تشہیر کیا
اور پھر نصف ملک طاہر کج دست میں اور نصف ایچی ملک ثم کو پاس
بھجوائے تھے، لیکن تیمور نے چاہا کہ اسکو چپا وے حالانکہ بھی
مقصود تھا اور ویر پر وہ یہ آمد و شد ہو۔ مولف کتاب کہتا ہے کہ
ہین نے فوراً یہ شعر کہے

ترجمہ اشعار عربیہ

روشنی مرا نور وں چڑھے	ہم نہیں سکتی چپانے سے کہی
جبکہ تہنوں میں اک عالم کے بسے	ولی ہم سکتی ہے خوشبو شک کی
جبکہ ہو میدان میں ن جنگ کے	ستہر ہو کیونکہ آواز دہل

کیونکہ دور و دراز جگہ کا قصد تھا حسین سامان زاد راہ کی شخص کو
ضرورت اور یہ بھی کہٹکا تھا کہ بلا مثل غزوہ تبوک کسی آفت کا سامنا ہو
غزوہ تبوک میں یہ نوبت پہنچی تھی کہ ایک کچور روز مل نہ سکی اور سخت

ہمیں ہی ہو جاتی ہیں انکے وین عمر کی یہ بھی پنج رہتا ہے جب لہنا امیر نے بنا ہوا
 کھان آپ کھان حضرت نوح علی نبیا وعلیہ السلام عمر کی درباری
 قوم کی سوواری حسن عبادت شکر نعمت۔ کھان آپ اور کھان لقمان
 اور اسکی اپنے بھیکہ نصیحت اور لقمان بن عاد کا واسطہ طول بقا کے
 اگر گس کو پالنا۔ کھان آپ اور کھان داؤد علیہ السلام ہادیہ و وصیت
 ملک احکام خداوندی کا امتثال ذکر و اشغال۔ کھان آپ اور کھان
 سلیمان علیہ السلام اور انکی حکومت جن والس طرح وحش اور دربار
 لہان آپ اور کھان دسی القرنین شرقین کے مالک ہو۔ ہنر مند
 پیچے بین الجبلین سد بنائی عباد و بلاد کے مالک سہنے۔ اور کجا
 پیار تر۔ یہ تھا بلکہ عید انبیا خاتم الرسل خلاصہ اصفیات رحمۃ اللعالمین
 ول نہیں چونکہ حضرت آدم تین الما والین تھے احمد چھٹی چار
 چکر لے کر مشا اور دہا۔ یہ جمع کیے گئے اور مشرقین کے حاضرین
 در نما میں آپ کے۔ یہ بتا رہے ہو گئے اور خزانہ زمین آپ پر
 نکتف ہوئے اور نامہ روہبان آپ پر پیش کئے گئے بن پران
 نس و جن وحش طیر حشرات الارض جسکی تائید اللہ ملک جہاں سے
 رائی اوسکے فتح کا نشان بردار صبا اور دہورتی جابہرہ پر پہنچے
 الب آیا اور قیصر و کسر پفاصلہ مسافت ایک ماہ رعب پڑتا تھا۔

ہم تمام ہو گئے۔ اور ربح مسکون کا خراج اسنا جمع ہوا کہ قارون سے
 بڑھ گئے۔ اور بلاد کے او جاڑنے اور تحزیب دین بخت نصر جیسے
 ہو گئے تو کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ کی سلطنت دنیا میں پسلی اور اپنے
 انتہا درجہ کی خواہشیں پوری کیں۔ اور عمر بھی سب سے زیادہ پائی۔
 اور بڑے بڑے زیرک و تجربہ کار بادشاہ آپ کے خادم بنے جسکا نتیجہ
 یہ کہ قیصر کو قید کیا کسری کو شکست دی تیج اور نجاشی تابع ہوے
 اور سلاطین متوسط تو خدمت گار بن گئے۔ فقور نے ایک ہی جت سرائی میں
 سو نہ کہو لیا۔ خاقان چین کو ہلاک کیا۔ ہرکشاہ کی پکڑ کر کبساو پر شکبائی نو زیلا
 فرعون مصر فرمان بردار ہو خیر الدین شاہ ایران و توران آپ کو سامنے
 سرنگون ہوا اور یہ انجام ہو کہ آپ ہفت اقلیم کے پادشاہ ہوں تو
 انجام آپ کے اوپچے اوپچے محلات کا کمی نہیں اور غائب ہونے کی
 زوال نہیں اور آپ کی زندگی کا اخیر موت نہیں آپ کا آخر مسکن قبر نہیں

ترجمہ شعر

بہت تنگ جیسا ہے جی اس رنگ پر ذکر تیرے بعد میں ہوں خلق کے
 عیش کا دھاگا ہے ایک دن ٹوٹنا عمر کی رسی بند ہی ہے موت سے

ترجمہ شعر دیگر

ایک کرتہ کہا دیکھا اور ایک شہر تیرا پانیکا بس یہی ہے قوت انسانی اگر تم سوچ لو

اللہ نے جسکی امداد فرمائی فتح سے اور مومنین اور انصار سے
 جب کسار سنے نکالا تو متولی نسر وہ تھا جو غار حرا میں آپ کے ساتھ
 دوسرا تھا۔ جب کو خداوند تعالیٰ کی وقت رات میں مسجد حرام سے
 مسجد قسمی لیگیا اور براق پر سوار ہو کر ہفت آسمان کی سیر کی جسکا
 نام مبارک اپنے نام کے شریک کیا جسکی شریعت باہرہ پر عبادت کا
 حکم بندوں کو اے یوم القیامہ بلا تغیر و تبدل فرمایا جسکی وجہ کائنات کو
 خلق کیا جسکے نور سے موجودات کو منور فرمایا جس سے اشرف عالم گزین
 کوئی مخلوق نہیں جسکے لغزشات ماتقدم و ماتاخر معاف جس کا ادنا
 معجزہ تھا کہ ایک ان جوئے سے ایک جم غفیر شکم سے ہو گیا انگشت ہائے
 مبارک سے ادتنا پانی نکلا کہ بت سی جماعتیں سیراب ہو گئیں۔ آپ نے
 شق القمر فرمایا درخت بولانے سے آیا سو سہارا ایمان لایا پتھر نے
 سلام کیا۔ اور کیا آپ کے معجزات کو کوئی حصر کر سکتا ہے ہرگز نہیں
 ۱۰۔ پس ہے آپ کے معجزات سے وہ معجزہ دائمی کہ جب تک فلک کو
 چکر ہے وہ قائم ہے اور جب تک لیل و نہار میں حرکت دوری ہے
 اوسکا قیام ضرور رہے وہ قرآن مجید ہے کہ باطل کی سی طرف سے جسکے پاس
 ہشک نہیں سکتا نازل ہوا اللہ حمید حکیم کی طرف سے۔ یہ تو جناب
 سرور کائنات کے دینی فضائل کا حصہ ہے اور فضائل اخروی

تیز روی کی مگر سن شرعیہ کے لئے ہیں
 اور بادِ جود اس کے آسمان پر سبز شدہ ہو گیا ہے
 فرعون و شداو سے نہیں ہرنہ سکتے اور
 پہاڑ کی چوٹی پر نہ رہ سکتا ہے اور نہ وہ
 ہلکا ہوا نہ ہو گیا ہے اور نہ وہ ہلکا ہوا
 کہ امر و نفی کرنا پڑے اور نہ وہ ہلکا ہوا
 اور شاہِ بحر سے دشمن اور غرور سے

تو کائنات کو چھوڑ کر نہ رہ سکتا ہے
 آسمان اور زمین کے درمیان کو سوئیپ دیکھتے ہیں
 بولتے ہیں کہ جس کا نام کو کرنا ہے اور کسی
 کہ اب سلطنت و حکومت کے قابل نہیں ہیں
 جو لائق اسکے ہوں اگر اس کے ہمارے لئے
 رسول اور مومنین سے دوستی کیجئے۔ ورنہ آپ
 کہ بادشاہ بن بیٹھے فنا کرنے کو اب ضرور ہے
 اور آپ کے اختیارات چھین لوں اور آپ کو
 پانومین بیریان پناہ دون۔ یہ نط اس میں
 اور ایسی عبارت تھی کہ جسے فقری بمقابلہ باپ کے جرم تھے جب تیہ

بھردی کے ساتھ اور آپکو بس میں پیرو کو خلفا، راشدین، خضر، عیسا
حضرت ابابکر صدیق اور عمر بن الخطاب کہ دونوں مثل آفتاب تھے
اور اس طرح اور خلفاء عادل اور ملوک کامل اور سادہ طین قائم رہے
جنہوں نے تمام سلطنت اپنے ہاتھ میں بنیاد بنی و غنیمت حقوق خداوندی کی
رعایت اور ظلم و ستم سے بندگان خدا کی حفاظت اور شہر دنیا کی گہائی کی
ہولائی کی بنیاد بنی و الدین اور ہوا، انھما پر بڑی سرگرمی سے چلنے
پہرے رہے وہ چل بسے اور ان کے آثار اب تک باقی ہیں۔

وہ مر گئے اور ان کا زمانہ ان کی خبروں سے زندہ ہے یعنی تہمتی
اولین کی اور وہی راستی باقی ہے پچھون میں کیونکہ وہ جیسا سنتے تھے
دیکھا نہیں کرتے تھے۔

حاصل شعر عربی

اس طرح جی کہ تیرا ذکر خیر	بعد مرے کے بھی ہے باقی
گوشت اور پوست کچھ نہیں رہتا	بات رہ جاتی ہے فقط ساقی

آپ نے اگرچہ سلطنت کی اور عدل کیا مگر کیا معنی عدل نہیں کیا
حق سے عدل کیا رعیت کی حفاظت کی مگر اس طرح کہ اس کے مال
اور رعیت اور جاڑ دے۔ حمایت میں یہ سرگرمی کی کہ اس کے دلون اور
پسپون میں آگ لگادی۔ اور بنیادین و الدین مگر قواعد رفتن کی

اور قطب موصلی کے فن دوستی میں تھیں۔

استاد عبد القادر مراغی سے بہت مباحثے ہوئے۔

امیران شاہ قطب موصلی پر فریاد کیا اور اس کی وجہ سے

سعیت کو غنیمت گننا تھا۔ اور تیمور کی یہ بات سنی کہ

سرکار اور نہ نشاط و طرب سے دلہنشی۔

کہا کہ قطب نے امیران شاہ کی شہنشاہی کو

احمد بن شیخ اولیس کو خراب کیا اور ظرافت کر دیا۔

پہر تیمور نے اربع الاولیٰ میں قتل کر دیا۔

اقامت کی جانوروں کو آرام دیا اور آفریں جان سے

مفسدون اور باغیوں کو قتل کیا اور امیران شاہ سے

کیونکہ بیٹا تھا اور دونوں میں ایسے امور تھے کہ

اونکی تاویل الہی جانتا ہے۔

یہ ہر وزیرِ شہنہ دویم جاوی الاخر اسی شکر سے

سوجہ ہوا اور تغلیس کو کیا۔ اور ہلاک کر ج کا قصہ کیا اور جو قصہ

اور برج فتح کیا مسما کر دیا اور اونکو محفوظ کیا اور ایسے

جو دشوار گزار ہیں منتقل کیا اور ہلاک کر جو ملا اسکو تہ تیغ کیا

اون میں بعض روسا بعض سربراہ آدہ تھے۔ پھر فنا کی باگ

واقف ہوا اسند عنایت بجانب تبریز بڑایا۔

امیران شاہ کے پاس بد معاش اور مفسد و ننگا گروہ تھا اونہیں
 میں سے قطب موصلی کہ جو نو اور ات زمانہ سے ہے اور علم موثقی میں
 استوار کیا ہے۔ جب بانسری بجانے کو اوٹھتا ہے اہل کمال کو
 چوپنگ لگا کر نیا لڑی ہے یہ وقت نے سونہ سے لگاتا ہے تو اسحق
 برہنہ بیٹے خود اپنے سر سے ہوجا سکتے ہیں راحق نامی اور مشہور
 مظهر شہرہ کا قاتی تھا اور اگر گنگنا یا تو عشاق طبع ہوشان جاؤنگا کو
 ہوں وہاں سے ہیں۔ ہر ذی روح کی روح ہر جان والی اور کی سانس سے
 جیتی ہے کہ اپنی درد انگیز اور اس کے میر سے سوز کو کم کرتا بانسری
 بیان انگشت اشارہ کرتی ہے کہ سیر و چشم پہر جب قطب صلی بانسری کو
 چڑھتا ہے تو قلوب مجروح کو شفا دیتا ہے اور دلہائے ریش کا دلاوا
 ہوتا ہے۔ چوب بانسری اچھی راگ کے دہن میں ناجیتی ہوئی تن جالی ہو
 چنگ اور سکے ہیں۔ لے کو فطوع و فطوع کی حالت میں جھک جاتا ہے
 بانسری ہونہ کہو لیتی ہے کہ دون کے کانوں تک پنجن ہچائی تو
 بہر کان لگا کر گروں جھکا دیتا ہے اور ادب کی اوکلیان گوشمالی
 دیتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ تمام نقشے راگ راگینوں اور بہار جا وغیرہ کے
 بانسری کے جس سوراخ سے چاہتا تھا نکالتا تھا۔

سیواس تک اضطرب اور بل چل پڑی۔ مصر و شام میں کیا کیا

تتعال۔ مے اور سیواس میں فتنہ ہو رہا تھا۔

انکے ہوت کیا کیا۔ یہاں فریب کیا کیا۔

یہاں پر شیخ ابی الفتح غیاثی رہتے تھے۔

وہ ان کے شمار میں چھ مہدے کے تھے۔

اور ان کے ہر سوار سے دو سوار تھے۔

قمانچی ہر باغ میں پڑتے تھے۔

سیواس اور اس کے مضافات میں پڑتے تھے۔

چھ مہدے۔ ابی الدین کے قتل کا سبب یہ تھا کہ

اور عثمان خراپو کہ این جو کہ کشون کا۔ وار دارا نے مرہ۔

سید مرتضیٰ پر بیان کرینگے۔

ابو الدین سلطان سید مرہ کا۔

سوائے کفر و کفر کے یہاں تھا۔

مصر پر آئندہ اور قہر بواختہ تھا۔

علم کا طالب اور تحصیل علم میں سرگرم تھا۔

اور علم ظاہری و باطنی حاصل کیا۔

اور نکات مخفیہ جو سید سید اساتذہ کو ملتے ہیں حاصل کئے۔

ہندو کی جانب پھیری اور باغیوں کو براہینختہ کیا تو سلطان احمد اس
 کو قتل اور لشکر لے لیا تھا سے بچ کر ۲۸ رجب کو قمریوسف کی پاس گیا
 جب تیسرے کو یہ خبر ملی تو اپنے زور و شور کو کم کیا اور اس طرح
 اپنے مقابل کو اتنی زبان و ناب کہ سفر میں آرمیل کی ورائی و مقابلین سے
 درگزار اور قصد کو اندھرا و دھرم کو پیرا اور یہ شعر پڑھتا تھا۔

ترجمہ شعر

مری جان تم ہو نہ لیس نہ شیریں | اوسہرا و راوہہ کو بوجہ یونہی

پہر سلطان احمد اور قمریوسف بندر زبین خیال
 بغداد میں آئے کہ تیمور بد دگرچہ میں ٹہرے گا مگر جب یہ ثابت ہوا
 کہ تیمور نے وہاں سے کوچ کیا اور یہ امر اس کے نزدیک پہلے سے
 محقق تھا کہ تیمور جب کسی کام پر کہتا ہوتا ہے پھر لیٹتا نہیں فوراً
 دونوں کے رزق و دم کو اوڑھ گئے اور اپنے سراندر بیجا چوراکم
 اٹھاتے تھے۔ پھر جب یہ دونوں چیران جہانذیرہ بروستان ترکمانی
 کی طرف متوجہ ہوئے تو تیمور نے تیغ کو میان کیا اور ظلم سے
 باز رہا اور موسم گرما و بہار گزار دیا۔

سلطان سیواس شام کے بعد شرور و فساد کی تلوار کا کچنا
 یہ وہ زمانہ ہے کہ لوگوں کے کام خراب اور بلا و مصرو شام میں

دوائے یرقان

عوام الناس کو مژدہ ہو کہ اکثر لوگ مرض یرقان میں مبتلا ہو کر سخت اور پرہیزی معالجوں سے عاجز ہو جاتے ہیں اسلئے نظر آسانی رفاه عام انقر کے دوا خانہ یونانی محلہ پیلہ راجہ چندر لال سیکنڈہ باشی واقع سٹیم صفائی اندرون بلدہ مکان نمبر ۲۲ عرصہ دراز سے تیار ہوتی ہے سات پوڑی ادویہ قیمت (دعیم) عالی کو ہدی میں بوقت اخذ ادویہ ترکیب ادسی کدی جائیگی طرفہ یہ ہے کہ پرہیز بالکل نہیں جو چاہو استعمال کر دصد ہا مریض شفا پا چکے۔

نرد خضاب عمدہ

خضاب نرد اور اسے درجہ کا تیار کیا گیا ہے جسکے لگانے سے سفیدی بالوں کی باطل ہو جاتی اور رنگ بالوں کا سیاہ ہی رہتا ہے پورے بدن میں ہوتا جنکو نند۔ دیکھائیں اور آزمائیں قیمت بالکل کم ہے فی نرد ۱۰۰ روپے بوقت اخذ خضاب ترکیب بتلائی جاوے گی۔

المشہور

حکیم فتح چند صمدی صاحب جاگیرات عالیجناب راجہ راجایان راجہ کشن پرشاد بہادر وزیر افواج سرگرم

ہ لڑکا طبیعت کا فہین اور ہوشیار شب بیدار جفاکش تھا۔
 تھوڑی سی بدمعین بہت کچھ حاصل کر لیا۔ اتفاقاً ایک روز مصرین جا رہا تھا
 ایک فقیر شکستہ حال سر راہ بیٹھا ہوا نظر آیا اسنی سیتقد راوسکی مدد کی
 کہ جس سے فقیر کی شکستہ حالی کا جبر نقصان ہو اور رفع حاجت ہو جائے
 اس فقیر نے ان لفظوں سے اس کو آواز دی کہ جو کشف باطنی سے
 معلوم ہو (مثلاً اسکا نام اور اسکے باپ کا نام لیا) اور کچھ
 پتہ پتا بتائی اور کھانا کھو تو یہاں کیوں پڑا ہے جا تو بادشاہ روم تھے
 یہ سن کر اسکا قلب خوشی سے ٹپک گیا اور فوراً سامان سفر مہیا کیا اور
 قطع تعلقات شروع کئے اور غلاموں کی معیت میں وہاں سے کوچ کیا
 جب سب اس پہنچا اسکا باپ اور رزسا شہر بیت خوش ہوئے۔ اب
 برہان الدین نے پڑھنا پڑھانا اور امرا و وزراء سے ملنا شروع کیا۔
 یہ ہوئے ان جوان عالی ہمت سخی مزاج نیک طبیعت پسندیدہ
 خصماں تھا۔ اسکی تقریر شستہ تقریر پرست۔ علماء نے کلام کی تحقیر
 اور فساد کے مقالات میں تہقیر اور اسکا شعار تھا بہت کچھ تصنیفات
 عام مقبول اور لطائف منقول میں ہیں۔ شعر نہایت دقیق لکھتا تھا اور
 شعر کو انعام دیتا تھا۔ اور طریقے عمائد کے اختیار کرتا اور مشغلہ شیرکاران
 مشغول رہتا تھا۔ دربار شاہی میں ضربا شہتا اور ظلم اور ارنی پر ہاتھ رکھتا تھا۔
 محمد حبیب الرحمن بیدل



حکومت



حکومت پنجاب

وزارت تعلیم

صوبہ

پنجاب

پتہ

۱۸ شاہ ۱۳

اعلیٰ حضرت نظام الملک صفی الفواجت محبہ علی خان غلام
کی تقریباً لکھو بیک کی تہنیت میں یہ ماہواری سالہ جبین
نظم و نشر کے اخلاقی علمی طریقیہ مضامین مرجع ہو گئے اور
بانی میانی عالیجناب جہ راجایان کما جہش شاہ و بہا اتخاص
تلمیذ حضرت آصف ظل سبحانی آپیکار و وزیر افواج آصفی ہیں
نما مجتہد الدین نگرانی رائے ہیرالال صاحب شاطر
محبوب حسین رائے علاؤ شیکار
شائع ہوا

بہتیم وید

باب چھوان باب

ویدیا اور علم فہم

سلسلہ کے لئے دیکھئے ویدیا آرمینی نمبر ۲، جلد ۲ (۴)
اس رسالہ مختصر کے سبب سے بزرگتر و ستر کتر باب کا ہم ذکر مذکور
کرتے ہیں۔ حوالہ یہ ہیں کہ مذہب وید کے اصول کیا ہیں۔ اور وید کے
ارشادوں نے کنبہ چون سچان کی نسبت کیا اسے قائم کی ہے۔ کیا توحید
ہی یا شرک پر۔ یا بت پرستی۔ یا بت ہی بڑا اہم مسئلہ ہے جس سے
وید کے طالب العلم کو پہلا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

قبل اسکے کہ ہم مذہب اصول وید کی بحث کریں۔ بہتر یہ ہے کہ ان
تینوں امور کے قول شارح کا بیان قلمبند کریں۔ توحید کے معنی کہ ایک
وحدہ لاشریک لہ کی پشش کریں۔ ماسوائے اللہ سے اجتناب و احتراز کریں

حق تعالیٰ جتنا اول اول پیدا نہیں ہو سکتا۔ یعنی وہ جناب باری جسکی قوت کل قوانین قدرت سے افضل و اشرف ہے۔ جب کبھی کوئی فرقہ یا قوم پہلے پہل قائم ہوتی ہے تو اولاً قوانین قدرت پر نظر پڑتی ہے۔ اور ان قوانین قدرت پر جس پر انکی روزمرہ کی زندگی کے دار و مدار کیلئے استحصا رہوتا ہے۔ جسکے بغیر ایک قدم چل نہیں سکتے۔ لیکن گو وہ قوانین انکی زندگی کے لئے لازم و ملزوم ہیں مگر وہ سمجھ سکتے ہیں اور نہ وہ دیکھ سکتے ہیں۔

یعنی وقون کا پل بند جاتا ہے جس سے وہ عبور نہیں کر سکتے الا بذریعہ قوانین قدرت۔ اس بات سے پہلے پہل مختلف قوانین قدرت کو لوگوں نے پوچھنا شروع کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ آفتاب درخشان شمس روزگار سے تمام عالم کو فقیر ہوا۔ امیر کا گھر نور افشان و نورانی کرتا ہے اور صبر و زراعت و جادوہ نمونین چمکتا رہتا ہے۔ کہہ ارض میں کسی کی نجات نہیں کہ اسکو ایک دم ہی اُسکے فرض منصبی سے روک سکیں فقط

کشن پر شاہ عفی عنہ

مومن کے یعنی کہ پرستش ایک خدا کی کرے اور کسی دیوتا کا قائل نہ ہو
 اور بت پرستی کے یعنی کہ ان دونوں کے برخلاف بہت سے خداؤں کی
 پرستش کرے۔ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) بادی النظر میں جن لوگوں نے
 وید کو پڑھا ہے اور بالاعتقاد نہیں دیکھا ہے اُنکو یہ خیال ہوگا کہ وید
 جاننے والے رشی بہت سے خداؤں کی پرستش کرتے تھے۔ اور بہت سے
 خداؤں کو مانتے تھے۔ رگ وید میں بہت سے قدرتی امور کا تذکرہ ہے
 اور اسکے بہت سے رچائیں ہیں۔ پروفیسر میکسمیلور نے قوانین قدرت
 کی پرستش کا نام مذہب مطابق علم رکھا ہے۔ قوانین قدرت
 قوتوں کی پرستش کے سبب سے اکثر لوگوں کو دھوکا ہوتا ہے جو رشی
 پابند علم وید تھے وہ بہت سے دیوتاؤں کی پرستش کرتے تھے۔
 اگر چشم بینا سے دیکھا جائے اور دل وانا سے غور کیا جائے تو شل آئینہ
 صاف روشن ہو جائے کہ رگ وید کے جو رچائیں ہیں اُنکے مطابق لوگ
 مجسم تو مید سے کام لیتے تھے اُنکے کئی خدا نہیں تھے بلکہ محض ایک خدا
 مختلف قوتیں جنکی پرستش کی جاتی تھی اُنکو مختلف جزو بناب باری
 سمجھتے تھے۔ حق تعالیٰ کی ذات کا پہچانا اول اول صرف خدا ہی کے
 ماننے سے نہیں ہو سکتا بلکہ خدا کی ذات میں کچھ انسانی صفات کا خیال
 ہونا چاہئے۔ اور ذی فلسفہ ایک خدا کا خیال بحیثیت جناب باری

آزادی دلا دی گو ان بے لوثانہ کوششوں نے غلامی کو ایک برکت
 دنیا سے مفقود کر دیا مگر طبع انسانی سے بالکل ایسا کہ قیام وقوع نہیں ہو سکتا
 انسان کو غلامی سے نکالنے کا خیال محض بوجہ توسیع تعلیم و آزادی پیدا ہوا
 مگر افسوس کہ ہندوستان میں تعلیم اسکے خلاف کیسے قدر اثر رکھ رہی ہے
 ہندوستان کے باشندوں کا آزادی طلب اور تعلیم یافتہ گروہ جسے
 اسکے کہ آزادی سے زندگی بسر کرنے کو عمدہ سمجھے دن بدن تعلیم ہی سے
 سبب غلامی نہیں تو غلامی کے قریب قریب ہم نام شے ملازمہ ہے
 کی طرف متوجہ ہوتا جاتا ہے۔ اگر کسی قدر وسعت نظری کیا تو خود کو یاد آئے
 شاید کسی عاقل کو یہ کہنے سے انکار نہ ہوگا کہ ملازمت بھی ایک طرح کی
 غلامی ہے ملکی خیر خواہ اور مصلحان قوم نے تعلیم کی طرف خاص توجہ
 رجوع کیا ہے مگر ہندوستان سے اس نقلی غلامی کے نکالنے کے لئے
 انسان کی طبیعت سے اس مادہ کے دور کرنے کی طرف بالکل توجہ
 نہیں کی اور اگر کی ہی ہے تو وہ اس قدر غیر کافی ہے کہ ہندوستانی
 آبادی میں معدوم کھے جانے کی مستحق ہے۔

یورپ کے معراج ترقی پر آنے اور ایشیائے قعر سرت میں
 گر جانے کے اصل سبب کو خیال کیا جائے تو اس کا دار و مدار
 صرف اسی اصلی و نقلی غلامی پر نظر آئے گا تعلیم نے یورپ میں

تجارت

ابطال غلامی کے لئے جو دنیا میں سر توڑ کوششیں کی گئیں اور کی جا رہی ہیں مگر ان پر غور کیا جائے تو صاف یہی طور سے ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ صرف بقائے نسل الثانی کے لئے کی گئیں اور کجارجی ہیں جمادات و نباتات و حیوانات کا محکوم ہونا انکی طبعی ناقابلیت کا سبب قرار دیا جاسکتا ہے مگر غلامی کے لئے نہ کہیں مذہبی حیثیت سے کوئی وجہ دریافت ہو سکتی ہے نہ عقلاً گوئی یہی ثبوت دیا جاسکتا ہے اسلام نے جو آزادی کا بہت بڑا حامی ہے اس مسئلہ پر خاص توجہ کی ہے اور گو فقہاء کچھ ہی کہیں مگر حضرت رسالت مآب اور خلفائین خصوصیت کیا تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریق عمل اسکی کافی مثال دے جاسکتا ہے۔ انگلستان اور امریکہ کی باہمی جنگ محض اسی اصول کے ابطال کے لئے شروع ہوا تھا جس میں ہم جنہوںکی آزادی دلانے کے لئے اکثر دن نے روح کو بھی تن سے

آفتاب خلفاء اربعہ میں کوئی ایسا نظر نہیں آتا جس نے اپنے غلامتہ پہلے اپنی زندگی تجارت پر بسر کی ہو آسمان فقہ کے چادر امام ابو حنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ جگر ہلاک سے امام المسلمین کا سچا خطاب ملا ہے اسی تجارت سے زندگی بسر کرتے گذرتے ہیں اور بغداد کی قاضی القضاۃ کے عہدے کو خیر باد کہہ دیا ہے ایک امام صاحب کیا جہان تاریخی ورق اٹھاتے ہیں وہاں مقدس اور حیدر عالموں کا گروہ اسی تجارت میں مصروف نظر آتا ہے اور اسلام سے پہلے بھی عرب کے زمانہ جاہلیت کا حال پڑھنے سے تجارت کے مسلمانوں کا نسلی پیشہ ہونے کا کافی ثبوت ملتا ہے جس سے ہمارے دل میں ایک خاص جذب پیدا ہو گیا ہے۔

ہندوستان کے آئے دن کے قحط اور افلاس پر پورے غور کے ساتھ نظر نہیں کی گئی ورنہ صاف ظاہر ہو جاتا کہ اسکا اصلی سبب ہندوستانی تجارت کا تنزل ہے جس کے ثبوت میں صرف درآمد و برآمد مال تجارت ہی پر غور کرنے سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ یورپ سے ہندوستان کو اس قدر مال آتا ہے جس کے نصف کے برابر بھی یورپ کو نہیں جاتا جب دن بدن اس طرح ہندوستان کا پیسہ یورپ کو کچا چلا جائیگا تو مانی ہوئی بات

صرف اصلی غلامی ہی کو معدوم نہیں کر دیا بلکہ عام میں ایک خاص خیال اس نقلی غلامی سے بچنے کا بھی پیدا کر دیا ہے اسی کا سبب ہے کہ تمام ملک میں وسعت ملازمت کے موافق ملازمت طلب انسان نظر آتے ہیں اور بقیہ اپنی زندگی محض آزادانہ بسر کرتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں نقلی غلامی سے آزاد ہو گئے ہیں۔

حکیم علی الاطلاق نے اس کارخانہ دنیا میں مشین کی طرح ہر انسانی زورہ کو ایک ایک خاص کام کے لئے پیدا کیا ہے جیسے ایک چوڑا سا جبر ملازمت کا جی ہے مگر علاوہ ازیں مشین میں جس قدر پُرزے نظر آتے ہیں وہ ان نقلی غلامی سے باکیں آزاد ہیں منجملہ اون آزاد پُرزوں کے ایک زبردست پرزہ تجارت بھی ہے جو ہمارے اس مضمون کا۔ سبکدوش ہے اور مذہبی ذریعہ سے اس کا تقدس ظاہر کرنے کے لئے ہم کو اس سے زیادہ کہنا ضرور ہو گا کہ یہ وہی شے ہے جو خدا کے سپہ دین اسلام کے شائع ہونے کا پہلا ذریعہ ہوئی ہے اور خدا کے بچے رسول کے مبارک ہاتھوں سے مسلمانوں میں جسکی ابتدا ہوئی مسلمانوں کے پچھلے حالات پر غور کیا جائے اور دیکھا جائے تو جس قدر مقدس علما کا گروہ نظر آتا ہے اون میں سب سے زیادہ اسی کو اپنا ذریعہ روزی قرار دے ہوئے ملتے ہیں اور اسلام کے

ہمارا اعتراض بھی نہیں مگر فی الوقت جبکہ کسی قدر تعلیم کا رواج عام مسلمانوں میں ہو چلا ہے اور کابچوں سے مسلمان بھی مثل ہندو بھائیوں کے گوشتی کم درجہ پر ہی سی ڈگریاں لیکر نکل رہے ہیں اسکا عام رجحان ہونا چاہئے تھا مگر افسوس کہ مسلمانوں میں خدا کی مار کی طرح ایک عام خبیث پیدا ہو گیا ہے اور وہ ملازمت کو شرافت اور تجارت کو رذالت خیال کرنے لگے ہیں تجارت کو رذالت خیال کرنے کا اصل سبب کچھ تو رسومات کا شامل مذہب ہو جانا ہے اور کچھ مسند اقتدار سے مسلمانوں کا ایک سخت علیحدہ ہو جانا اگر ان خیالات کی مسلمانوں کے دل میں جا نہ تو تصاف ظاہر ہو جائے کہ ملازمت جسکو ہمیں نقلی غلامی سے تعبیر کیا ہے اصل میں بمقابلہ تجارت ذلیل کہلانے کی مستحق ٹھہرتی ہے اور تجارت کی شرافت مسلم ہو جاتی ہے بات یہ ہے کہ جن حقوق کے اتلاف کی وجہ اور انسانی آزادی کے چند ٹکوں پر فروخت ہونے کے باعث غلامی بری مکی جاتی ہے وہی حالت ملازمت میں بھی معاوضہ تنخواہ ہر انسان کو اختیار کرنی پڑتی ہے اور خود مختاری اور آزادی کو جس طرح غلام ابتدائی چند دام اور انتظام خورد و نوش کے معاوضہ میں خیر باد کہہ دیتا ہے اسی طرح ملازم بھی اپنی خود مختاری کو بیٹتا ہے۔

مصلحون اور رفارمر دن کے کاغذی گھوڑوں کے گیسقدر

کہ فی الوقت جو ہندوستان کی مالی حالت ہے اس سے بھی زیادہ
مازک حالت میں ہیکو ہندوستان کے متول کو دیکھنا پڑے گا جس کا
نتیجہ قحط ہے۔

برطانیہ کلان کے ہندوستانی فتوحات کا پیش خمیر صرف یہی
تجارت تھی جس نے سلطنت انگلشیہ کا قدم ہندوستان میں اس طرح
جمادیا کہ آخر ہندوستان کی حکومت اس کے گود میں آ پڑی سلطنت
برطانیہ کے ذی وقعت مانے جانے کا سبب صرف یہی نہیں ہے
کہ اس کی فوجی بحری طاقت کو آج کل دول پر فوقیت حاصل ہے بلکہ
اس سے زیادہ اس کے تجارتی تعلقات اس کو ممتاز بنائے ہوئے ہیں
جو کل یورپ سے زیادہ اس کو فائدہ پہونچا رہے ہیں ہندوستان کی
اسلامی سلطنت کے زوال نے مسلمانوں کے ہاتھ سے ہر چیز کو
چٹا لیا اور تجارت کی کساد بازاری نے دولت بھی اس کے ہاتھ سے
چھین لی اگر ہندوستان کی آبادی کے ہر گروہ کے مالی متول کا
اندازہ لگایا جائے تو صاف یہی کہنا ہوگا کہ مسلمان انہیں سب سے
زیادہ ذلیل ہیں اس کا اصلی سبب اور کچھ نہیں صرف ایک تجارت کی نظر سے
اون کا تعاضل ہے جس نے بے تعلیم رکھنے کے علاوہ اون کو سرخرو بھی
نہ ہونے دیا خیر جس وقت تک وہ تعلیم میں سربر آوردہ نہ تھے اس وقت پر

یورپ۔ کی ترقی کی صورتِ تعلیم ہی حصہ دے رہا ہے۔ بلکہ ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آزاد دنیا ہی یورپ کو عروج ترقی پر بچھونچانے کا باعث بنی ہے اور سچی آزادی اگر پوچھی جائے تو یہی ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کا تابع نہ رہے اور فکرِ معاش میں نہ کوئی آزاد راہ اختیار کرے جس سے ثابت ہو گیا کہ اگر دنیا میں کوئی شریف پیشہ ہے تو وہ تجارت ہے اور یورپ کی برابر برابر نصف ترقی اسی کے باعث ہوئی ہے۔

پس اے مسلمانوں کے مصلحو اور رفقا و تجارت کی تائید کے لئے اوجھ کھڑے ہو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ تم یورپ کی تجارت میں تقلید کرو بلکہ تمہارا کتنا یہ ہے کہ جب تم ائمہ اربعہ کی تقلید کو نہ رہا نہ رض سمجھتے ہو تو دنیاوی حیثیت سے بھی اپنے سچے اور برحق نبی کی ابتدائی تجارت کی تقلید کرو۔

اور خلفا اور ائمہ اربعہ کی ریس پر مادہ ہو تا تم کو بھی وہی آزادی کا منفہ مل سکے جو آج یورپ کو

تعلیم کی طرف عام رجحان تو کرا دیا مگر افسوس کہ ایک قیصر سے دوسرے قید میں گرفتار ہونے کے سوا اور کچھ نہ ہوا اگر تعلیم عام ہوئی اور اس وقت کی طرح جلاہون اور پیشہ ورفرقون کی طبیعت میں شوق علم کیساتھ شوق ملازمت بھی باقی رہا تو غور کیا جاسکتا ہے کہ کمان تک مسلمانوں کو کامیابی ہوگی اور کمان تک گورنمنٹ توسیع ملازمت کر سکیگی آج تعلیم سے زیادہ ہمارے مصلحان قوم کا فرض ہونا چاہئے کہ عام زیر تعلیم مسلمانوں کی طبیعت سے اس خیال کی بیج کنی اور تجارت کی تشویق کے لئے کوئی خاص اسکیم نکالیں تا تعلیم سے جس طرح جہالت دور کی جاتی ہے یہ خط بھی دور ہو جائے۔

اس قوم کی ناگفتہ بہ حالت پر جب قدر ر دیا جائے کم ہے جو تقلید کو اپنا فرض سمجھتی ہے اور تقلید بھی نہیں کر سکتی ہندوؤں کی مسلمانوں میں تقلید کا عام جوش ہے مگر غور کیا جائے تو یہاں یورپ کی صرف اسی قدر تقلید ہو رہی ہے کہ کوٹ چلون پن لیا گیا ہے کرسیاں اور میز بچھا کر کمانا کہا یا جا رہا ہے اور اون باتوں کی تقلید چوڑی گئی ہے جن سے آج یورپ مالا مال اور مصراع ترقی پر کیا ہوا مانا جا رہا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ

بقیہ ترجمہ ہمارے پچھلے نمبر

اتفاقاً سلطان کا انتقال ہوا اور بچہ سفیر پہنچا: وزیر اس نے بچے کو
تحت پر بیٹھایا۔ امراء اور وزراء دین سر پر آوردن غنیمتیں مناسبت
فریدون۔ ابن المومند۔ حاجی کلای۔ حاجی ابراہیم وغیرہ
اور سب میں بڑے قاضی برہان الدین کے والد بزرگوار تھے
باتفاق رائے تمام وزارت سلطنت کو طے کرتے تھے جب قاضی
برہان الدین کے باپ مر گئے تو برہان الدین ان کے قائم مقام ہوا
اور بوجہ علم اپنے باپ اور اقربان سے سبقت لیگیا۔

پھر قاضی برہان الدین کا باپ مر گیا تو برہان الدین لو کا قائم مقام
ہوا اور علم اور حسن سیاست کی وجہ سے باپ اور اپنے ہمسامعین
پر فوقیت لیگیا۔

پھر اس اقلیم کے ولایتیں ابن مومند اور حاجی کلای اور حاجی ابراہیم
تقسیم کی گئیں اور سلطان محمد کے پاس فریدون غنیمت برہان الدین احمد
پھر سلطان محمد لاؤلف فوت ہوا اور بھی تینوں علی سبیل الاشتراک
فرماندہ رہے۔ اور یہ نوادرات زمانہ سے ہے کہ دو سو کسین ایک
خاوند بدلی جلی رہیں۔ یہ تو یہ اگر زمین و آسمان میں چند خدا ہوتے تو
یہ نظام عالم فاسد ہو جاتا۔ سو درویش ایک یورپے میں لپٹ کر
بسر کریں اور دوداد شاہ ایک بڑی سی بڑی اقلیم میں لڑ مرین۔

تمہارے اسلاف سے ملا ہے وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

خاکسٹل
ابوالحامد مرزا احمد اندیکٹر

کرتے کی جوئین۔ اور ہم کہو کا حسد وہ زخم ہے کہ بہتر انہیں۔
اون بن ایک شیخ نجیب تھا قلعہ تو قات کافرمانہ
اسیہ کا نائب۔

حب برہان الدین مستقل فرمان روا ہو گیا تو اپنا لقب سلطان
اور یہ وہ زمانہ ہے کہ سلطان علاء الدین مانک قمران پر مستولی ہوگا
تب سلطان برہان الدین نے کہا کہ حکم کو کتب تواریخ اور اہل سیر کا
بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے گرد کے ممالک ہمارے مقلو
اور ہماری ارث ہیں۔

پھر سلطان برہان الدین نے متعلقات سلطنت پر قبضہ کر
شروع کیا۔ اور جو سرکشی کرتا تھا اس پر لوٹ ڈالتا تھا چنانچہ شیخ
نجیب سے قلعہ تو قات زبردستی لیا اور شیخ نجیب کو طوعاً کرہاً ساتھ رکھا
اور تیار دوم آلا اور وہ بڑا مجمع تھا اور عثمان قرایلوک نے وعدہ کیا
کہ آپکی تابعداری میں چلین گے اور آپکی رضا مندی کے مجلس میں
قید رہیں گے اب قرایلوک داخل خدام اور شریک زمرہ ترکمانانہ
و مصاحبین تھا۔ اور وہ معہ اپنے ہمراہیوں کے صفات بیواسیز
جاڑے گرمی پہرتا تھا۔

قرایلوک عثمان کا چرخ ترقی سلطان برہان الدین اور

برہان الدین نے یہ چاہا کہ مستقل بادشاہت کرنی چاہئے۔ اپنے
دونوں ہمدون کے لئے دام فریب پیدا کئے کیونکہ مملکت عقیقہ ہے
(جسکی تیغ اوسکا ملک نہ بہائی نہ بیٹا نہ چچا نہ باپ) اور اپنے طالع
مستقیم کو تدبیر کے رصد خانہ سے دیکھتا رہا ہر ایک مرتبہ ستاروں کو
دیکھ کر حضرت ابراہیم کی طرح کہا، میں عقیقہ ہوں جب یہ خبر ملی تو دونوں
شریکوں نے عیادت کو عبادت سمجھ کر نیکی کا قصد کیا اور برہان الدین نے
تقریبی کارا وہ کیا۔ برہان الدین نے عداوت کی حالانکہ وہ دونوں
عیادت کو آئے۔ اور اسنے کچھ مراعات نہی۔ یہ دونوں اوسوقت
عیادت کو پہنچے کہ برہان الدین نے کمین گاہ میں چند آدمی ہتھیار بند
لگا رکھے تھے اونہوں نے دام میں پھانسا کر دونوں کو قتل کیا۔
اب سلطنت احمدیہ کی توحید شرک سے پاک ہو گئی اور اکیلا
بادشاہ برہان الدین دین سلطنت کی اشاعت و اضافت کا برہان و
حجت بن گیا مگر شرکانے دشمنی کی اور بادشاہوں کے صوبہ داروں میں
جو ہم لفو تھے یا مخالف تھے اونہوں نے سرکشی کی اور اعداء و حساد کی
وہ آتش دشمنی جو کانون دل میں مستتر تھی بھڑک اٹھی۔ وہ کہتے تھے کہ
اس رتبہ کو نہ اوسکا باپ پہچانے واد اور ہم سب کے سب سیوا سی ہیں
یہ ہم پر بادشاہت کرے۔ یہ ریاست کا حسد ایسا ہوتا ہے جیسو قیدی کو

گزر احوال انکے قاضی ابو العباس یعنی سلطان برہان الدین و برہان
 افغانی تاکر کچھ پردہ انکی اور بل ملاقات و حصول اجازت چنگیز اس وقت
 آتش غضب سلطانی مشعل ہوئی قریب تھا کہ اپنے غصہ میں آسپ
 پھٹ پڑے۔ اور کہا کہ اوس کشتے کو یہ خیال ہوا کہ شیر ذکی گوی میں
 داخل ہوا اور میرے ہوتے اور ہر کو قدم بڑھائے۔ پہراں ساتھ کے
 لوگوں کو تیاری کا حکم دیا اور حملہ آوری کا قصد کیا۔ یہ غضب و طیش کی
 حرکت تھی کہ لشکر سے سبقت کی۔ بعض ہمارہیوں نے عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت
 اگر لشکر کے آنے تک ایک ساعت تاہل فرمائیں تو مناسب اور قرین
 مصلحت ہے۔ ہر چند اقبال سلطانی اور دبیر شاہی کافی ہے مگر تاہم
 قرایلوک ترکمانی آفت کا پرکالہ مکار شخص ہے۔ سلطان نے کچھ اس طرف
 توجہ کی اور برابر قرایلوک کا بیچا دباے چلا گیا جب ظلمت شب بڑھ گئی
 قرایلوک نے اپنے ہمارہیوں سے حملہ کیا اور فوراً سلطان کو اس طرح گرفتار کیا
 کہ لشکر کو خبر بھی نہ ہوئی امراتر تتر اور لشکر ادھر ادھر ہو گیا۔

قرایلوک کا اپنی اس رائے مصیب سے کہ سلطان کو چھوڑ دیجو
 اور تجدید عہد کیجیے بوجہ بدینتی شیخ نجیب کے پھر جانا اور سلطان
 قتل کرنا

جب قرایلوک نے سلطان کو گرفتار کیا تو یہ ارادہ بنا کہ تجدید عہد کیجیے

صرصر عداوت سے جب کو وقت نافرمانی چھپا رکھا تھا بھانا
 اور پوقت برگشتگی زمانہ برہان الدین اوس پر قبضہ کرنا
 قرایلوک اور سلطان برہان الدین میں رنجش ہوئی اور نوبت
 لڑائی کی پہنچی نیزہ بازی اور تیغ زنی نے تمام عہد اور فساداریاں توڑ دیں
 اور جو کچھ نذرانہ وغیرہ قرایلوک دیتا تھا روک لیا اور دشوار اور
 سخت موقعوں میں معاہدے تر کماؤں۔ کیے قلعہ بند ہو گیا۔

سلطان پرواہ نہ کرتا تھا کیونکہ قرایلوک کی ساتھ بہت تھوڑی سی
 جمعیت تھی۔ اور اوسنے یہ شروع کیا کہ کبھی اسیہ جاتا تھا کبھی
 ازرنجان۔ سیواس کے قریب ایک بردستان تھا جس کا منظر
 خوش آئند مٹی ستھری پانی ہلکا ہوا الطیف گویا کہ خلد نے اوسکے
 باغیچوں کے شانوں پر دیباے سبز کا خلعت ڈالا اور فروس نے
 اوس کے درختوں میں نر کوثر کے چشمے باری کئے اوسکے باغات
 ریاض جنت کے نمونے تھے اوسکی پیشانی کی رفعت سے نظریں
 مرغوب تھیں اور اہل بصیرت کے لئے وہ نر ہنگاہ تھا۔

ترجمہ شعر مولف

لے کے پھول بہنیں ہاں نخل بند نے | پیالے عقیق کے ہیں کہ عنبر سے بہرے
 قرایلوک نے بقصد بردستان مذکور کوچ کیا اور سیواس سے

اوسکی گرفتاری سخت دشوار مجبوسم ہوا اپنے باپ کی اوتیری پاپ کی کہ اوسکے ساتھ
 بھلائی مفید نہوگی۔ تو اپنا ہی حال دیکھ لے معاذ اللہ کیا وہ تجھ پر رحم
 یا درگزر کرتا ہے تو بہ تو بہ یہ محال ہے۔ یہ اتفاقی بات ہے کہ وہ تیرے
 قابو میں آ گیا ہر وقت زمانہ انسانی مقصد براری نہیں کرتا۔ دہر چند
 اکثر بین ہیں کہ جن میں سے اکثر گلوگیر غم رسان دیکھ اس فرصت کو ہاتھ سے
 مت دے ورنہ آفت میں گرفتار ہوگا۔ اور جب پانوپسگلیا نہر امت
 بے سود ہے۔ جو کہتا ہوں اوسکو سوچ اور دلائل معقول سے تنبہ کر
 اور اپنی قدر و منزلت کو باقی رکھ اوسکے قتل سے اور اپنی عزت ابر کو
 بچا اوسکی آبروریزی سے۔ اور یاد کر لے امیر امور قابوس و شکیر۔
 ہمیشہ یہ شیخ مجدی سلطان کے قتل کی رائے دیتا رہا اور اوسکے حسن و منافع
 جتاتا رہا۔ آپ ایسا ہی کیجے جیسا کہ بطام امیر کر دے قرایوسف کیساتھ
 کیا جب سلطان محمد کو اوس نے حراست میں لیا تھا۔ آخر الامر قرایلوک
 اپنی رائے سے پہر گیا اور فوراً سلطان کو بلا مہلت قتل کیا اللہ اوپر
 رحم فرمائے۔

قرایوسف نے سلطان احمد بن شیخ اویس کو تیار بخ دہسم
 شہر رجب ۸۱۷ قتل کیا یہ قصہ مشہور ہے۔ سلطان احمد رحمۃ اللہ
 جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا عالم فاضل محقق تقریر شستہ تحریر برجستہ

اور شجرہ خلاف کواد کہاڑ کے پتیک دیجئے اور بنیاد صداقت کو مضبوط کر کے سلطان کو اپنے مکان کو ہیج دیجئے اور یہ بتلائے کہ میں آپ کا ولی خیر خواہ ہوں آپ کسی کے کہنے سے پر میرے حقین خیال نفرائیں اچانک شیخ نجیب متولی قلعہ تو قات جسکو سلطان نے محاصرہ کیا اور آمد و جد کے تمام راستہ بند کر دئے پر مغلوب کر کے قلعہ لیا اور اسکو زبردستی اپنے ساتھ رکھا اوس نے اسوقت کو غنیمت سمجھا اور جب قدر ولین عداوت مستتر تھی اسکو ظاہر کیا اور قریلوک کی خدمت میں حاضر ہو کر موقف عبیدین کثرا ہوا اور کہا کہ خداوند تعالیٰ تیری عقل کے عالم کو لغزش سے محفوظ اور رہنمائی فرمے گوگر ہی سے مامون رکھے اور رائے مصیب کو کوئی آفت نہ پہنچے اور فکر جمیل پر کوئی عیب نہ لگائے یہ اللہ کی قدرت ہے کہ دشمن تیرے قبضہ میں آگیا پر یہ تامل اور ڈھیل کس لئے مولف تاریخ کتا ہے۔

ترجمہ شعر

نین ہر دم ہر الا ایک ساعت وہ بھی جاتی ہے	ابکس میں آدمی عاقل نیوایہ کہ نامدم ہو
اگر تو اوس پر شفقت کرے گا تو ہرگز تجھ پر شفقت نہ کیجاںگی اور اگر تو	
اسکو نظر مرحمت سے دیکھے گا تو اللہ تجھ کو نین دیکھے گا۔ کیونکہ وہ کم عقل	
آدمی ہے انواع و اقسام کے فریب و مکر سے آراستہ و پیراستہ	

دیکھا اور یہ چاہا کہ میرے نزدیک ہو پر سلطان احمد سے طلب کیا سلطان احمد نے یہ نچا ہا کہ اپنے ندیم کو علیہ کرے۔ پھر قاضی کے رعب سے یہ خوف کیا کہ مبادا عبد العزیز ہاگ جائے تو اسکو نظر بند رکھا اور اس کے ہر موقع پر خفیہ پولیس نگہبانی کو چوڑی دی۔ قاضی نے خفیہ طور سے آدمی بھیجا اسکو پوشیدہ طور پر بولا یا اور بہت کچھ دیا اور وعدہ کیا اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ سلطان احمد اور سلطان برہان الدین میں ایسا فرق تھا جیسے بحر شیرین اور کھاری اور صبح و شام میں عبد العزیز نے دعوت قاضی کو قبول کیا اور وعدہ مکھنے کا کیا بعض اہل قافلہ سے۔

ایک وقت کہ گرمی کی دوپہر تھی اور سلطان احمد محل میں آرام گزین تھا عبد العزیز وجہ کے کنارہ پر آیا اور کپڑے رکھ کر کچھ زمین کو چلا جس سے نشان قدم پیدا ہوئے پر غوطہ لگا کر تیرتا ہوا دوسری جگہ پر آمروہ اور اپنے رفیقوں سے ملا اور ادن میں اس طرح چپ گیا جیسے موش دشتی اپنی بل میں چپ جاتا ہے۔ سلطان نے طلب کیا تو لوگوں نے نہایت سرگرمی سے وہو نہا تب وجہ پر کپڑے اور کچھ زمین نشان قدم لے اور سوقت یقین ہو گیا کہ وجہ میں ڈوب گیا۔ اسلئے سلطان نے زیادہ تفتیش کی نہ کسی پر سخت گیری فرمائی۔

پھر چند روز کے بعد بغداد کا ڈوبا ہوا مقام سیواس میں پہنچے

باوجود رعب و داب کے میل جول کا آدمی تھا رفیق الکلام اور شاعر
ظریف عقلمند سخی حملہ آور نہایت بزرگ۔ دنیا کا لوسٹنہ والا اور بچہ نش
کرنیوالا ہزاروں روپیہ دیکر پرواہ نہ کرتا تھا۔ علماء سے محبت بھی است
فقیروں سے ہم پالہ۔ چنانچہ پیر جمہرات جمعہ کا دن مخصوص تھا علماء حفاظ
کیلئے کوئی اور امر اور غیرہ سے اس روز باریاب نہیں ہوتا تھا۔ اور
قبل زمانہ وفات تمام ذمہ داریوں سے دست کش ہو کر تائب
الی اللہ ہو گیا تھا۔

سلطان کے بہت رسالہ تصنیف ہیں اون میں سے تیرچھ ہیں
حاشیہ تلوح۔ اور اوسکا مصاحب عبدالعزیز بغدادی تھا جامع فضائل
نواورات زمانہ سے نظم و شعر عربی فارسی میں یکتاے زمان اس کو
سلطان احمد بن شیخ ادیس سے بغداد میں چورایا تھا یہ عبدالعزیز تمام
نماکار میں اور اہل فضل و عقل میں سربر آورده تھا اور قاضی کی عادی
کہ علما کی پرورش کرتا تھا اور ہر سمت سے ادباء و شعراء کو بلاتا تھا اسلئے
اہل علم و فضل ہر طرف سے اس قدر آتے تھے کہ مقام قاضی کو عجب حجاج تھا تو
لعبہ اضیاف تو ضرور تھا۔

کیفیت عبدالعزیز کے چہرہ آنے کی
جب اوصاف عبدالعزیز کے سننے تو نہایت محبت کی نظر سے

ہنچ مار کر نیچے گرا اور جان بحق ہوا اور مثل صاحب صوح کے
جوڑ جوڑ جدا ہوا۔

بعد قتل کرنے قمریلوک کے سلطان برہان الدین کو جو
فساد دینا و دین میں پہلے

جب سلطان برہان الدین قتل ہوا تو اسکی اولاد میں ریاست کے
قابل کوئی نہ تھا کہ احکام سلطنت کا نفاذ اور سیاست سے کام لے تب
قمریلوک سیواس گیا اور لوگوں کو اپنی سلطنت اور اپنے بادشاہ ہونے
کی طرف بولا مگر کسی نے قبول نہ کیا بلکہ برا بھلا کہا اور گالیان دین تو
قمریلوک نے محاصرہ کیا اور تنگ گیری اور عناد شروع کیا لاچار ہو کر
اہل سیواس نے تار سے مدد چاہی اور نبون نے مدد دی اور ایک
طائفہ تار کا آکر لڑا مگر قمریلوک نے شکست دی تو وہ لوگ ہٹ گئے
اور اپنے طائفوں سے مدد لیکر دوبارہ حملہ کیا اور چھوٹے بڑے پل پڑے
اور بہرہ دیا برابر اور پست زمینوں کو اب اونکی لڑائی قمریلوک کے
بس کی نہ تھی کیونکہ ہر طرف سے حملہ کیا مگر کار آمد نہوا تب تیمور کی طرف
متوجہ ہوا اور اسوقت تیمور کا لشکر آفریچان میں تھا اور ہاتھوں کو تیمور کے
بوسہ دے کر خواہش کی کہ امیر سیواس کا قصد کرے تو بتہر ہے اور برابر
اونگلہ تار ہالاچار تیمور نے قبول کیا جیسا کہ برصیصا نے کہنا شیطان کا نام

قاضی برہان الدین کے پاس، وہرالتوقاضی نے اوسکو بخشش اور عطیات کے دریاؤں میں غرق کیا۔ اور اپنے کرم و فضل کا سراپا مرحمت فرمایا اب عبدالعزیز قاضی کے پاس بڑے پائے کا اور منظم و کثرت شخص ہو گیا۔ اور قاضی برہان الدین کے لئے ایک تالیف لکھی جسکی کثیر ہر کا طریقہ عمدہ اور محققانہ تھا اور اوسمیں ابتدا سے قریب وفات تک کے سوانح عمری قاضی کی لکھے جس میں واقعات جنگ و حرب و صف آرائی کے وقائع تفصیلاً دکھائے۔ تحریر میں کنایات ظریفانہ اور استعارات لطیف لغت فصیح فقرے بلیغ اشارات پاکیزہ عبارات و قیقہ قرآن رتبے ہوئے یہ تاریخ چار جلدوں میں لکھی ہے اوس شخص کا بیان ہے جس نے اوس تاریخ کے بحر میں غوطہ لگایا اور اوس کے ورہے بنائے مستفید ہوا اس شخص نے تاریخ عبتی بمین الدولہ سلطان محمود بن سبکتگین کی بھی دیکھی تھی وہ کتاب ہے کہ یہ تاریخ تاریخ عبتی سے خوش اسلوب ہے اور اسکے بیانات کا سمندر گراؤ نہ گہرا ہے اور فرے میں زیادہ شیریں ہے میں دونوں کو جوہر کوہ دستی نہ کیہ سکا۔ پھر عبدالعزیز بعد انتقال قاضی برہان الدین قاسم بن علی بن زور ہمیشہ شدت و سختی میں رہا اور میخانہ علم و اہم کا و اہم الخیر بنو انکیا دیا جسکے کہ ایک روز باوہ علم نے اسقدر سہارا کیا کہ بالانسان کی جیسے

و ذخائر و حریم کو لیکر غلاموں اور غلام اور پولیس کے سپرد کیا۔ اور اموال و بار برداری کی اشیاء لیکر واپس ہوا۔ اور محاصرہ استنبول کی فکر کی۔

فصل

اب قزاقوں اور طہرتن نے تیمور کے سوتے ہوئے فتنہ کو جگایا۔ سہرچہ کہ زمانہ سکون تیمور پہی حرکت سے خالی نہیں۔ یہاں تک کہ تیمور ادھر متوجہ ہوا اور فساد تیموری بلاد و عباد میں پھیل گیا۔ پہرہ لوگ ازرنجان پہنچے اور وہاں سے قلعہ ماروین پر چڑھائی کی اور ملک طہرتن کو فرائی کی کیونکہ اول مرتبہ تیمور کی اذاعت کا پہل پا چکا تھا اور تیمور اس کے چوڑے پرنا دم ہوا تھا جیسے قریب ہے کہ قیامت کو نامدم ہونا جب مذمت بیکار ہے اور حسرت بیفائدہ۔ یہ واقعہ ہر شہر کا اور مخالفت ہمساکر شامیہ اور مصریہ کی ہر چاعت میں پیرا ہو گئی۔ اور انہیں قتل و غارت کے مثل آبادی سب کے ہوا۔ قوم سب کا قصہ قتل و غارت کے سورہ سب میں مذکور ہے۔ اور ہر ایک کی رائے دوسرے سے مخالف کوئی پورپ کوئی بچم کوئی اور تر کوئی دکن اور امور رعایا کو مہل چوڑو دیا اور مصائب کی افتاد سے غافل ہو گیا۔

مجسم بصورتہ انسانی ہو کر برصیصا کے صومعہ میں آیا تھا۔
 اہل سیواس کا باہم مشورہ کرنا کہ کس کو زمام سلطنت دیجئے
 اور کس کی اطاعت کیجئے

پھر عام اہل سیواس اور روساء اور ذوی العقول نے باہم یہ
 شور کیا کہ کسی تابعداری کیجئے اور اپنے شہر اور بلاد کسی سپرد میں
 دیجئے سلطان مصر یا ابن قزمان۔ یا سلطان غازی۔ یا یزید بن عثمان
 یا بر اتفاق رائے ہوا کہ یلدریم بایزید مرحوم چنانچہ قاصد روانہ کیا اور
 شعر بڑھا اور مدد چاہی۔

ترجمہ شعر

یہ دیکھنے نیک طینت اہل عالم میں بہت	بارے ہنسے ساری خلقت میں کیا تاج کو پسند
-------------------------------------	---

سلطان بایزید فوراً متوجہ ہوا اور لشکر کے بیڑے روانہ کئے
 برقواعد مرتب کئے اور رکن بنائے اور اپنے بیڑے بیٹھے امیر
 لیمان کو والی بنایا اور اسکی مصاحبت میں چار شخص امراء کبار سے
 حین کئے یعقوب بن اور ابنس۔ حمزہ بن بھار۔ قوج علی۔ مصطفیٰ
 اود۔ اور خواطر اعیان کو اود ہر متوجہ کیا اور ازرنجان کی طرف متوجہ
 را۔ اور طہرتن حاکم ازرنجان باگا اور تیمور کی طرف جانے کا قصد کیا
 سہر ابن عثمان نے ازرنجان پر قبضہ کیا اور طہرتن کے اموال

اور پیر امیر سلطان اسوقت استنبول کو محاصرہ کئے ہوئے تھے
اسلئے مدد سے رکا اور فاصلہ بھی زیادہ تھا امیر سلطان اسلئے
تب اپنے لشکر سے کچھ کچھ ویر لوگ جمع کئے شہر سید اس کو مضبوط
قلعہ کی رخنہ بندی کی اور مستور قتل ہوا اور سربراہ اور وہ امرا
قلعون پر تقسیم کیا۔

اور ہر تیمور نے اپنے لشکر سے جاسوس مقرر کئے تاکہ
گمانات کی تحقیق ہو جائے۔

امیر سلطان نے جب لشکر تیموری کا رنگ دیکھا۔ بہاگ
باپ کے پاس جانے کا قصد کیا اور امرا سے یہ عہد لیا کہ جب تک
میں لشکر اور سامان بچوں تم شہر کی حفاظت کرنا ان امرا سے
بجز اسکے کچھ بن نہ آیا کہ تیمور سے موافقت کریں اور رفاقت امیر کو
چھوڑ دیں۔ امیر سلطان اپنی جان بچا کر بساں حمارکان کھڑی ہوئے
وہ دبائے گئے پادشاہ کا اور تیمور اپنے لشکر بشمار کو لیکر تیار
اور ذی الحجہ سنہ ۸۷۱ ہوا اور جبوقت قدم منخوسر
شہر میں رکھا کہا کہ میں اٹھارہ روز میں شہر سیواس کو فتح کرونگا چنانچہ
اوسکے محاصرہ میں وہ قیامت برپا کی کہ بعد شہر و فساد اٹھارہ روز
جمعرات کے دن ۵ محرم سنہ ۸۷۱ کو مقابلین سے یہ حلف کر کے

ترجمہ شمس

جو کہ ہو بیگناہ اعدا سے اور اونچے مکر سے
یہ ہے اک سو یا ہوا پیچھے ہے جسکے ہوشیار

ترجمہ شمس

چور کا ہر گز نہیں ہے رہنمائے مال زر
پاسنان کی نیند سے بڑھ کر کوئی اچھا نشین

پہر ہوشم ملک امراء شام نے سربر آوردہ امر اور دوسا کو
قتل کیا۔ یہ واقعہ ہے رمضان سنہ ۸۰۲ کا اور مفصل کیفیت اسکی
کتب تواریخ میں مسطور ہے۔

ترجمہ شمس

جب گوی سے شیر پس پا ہو گئے
وہ غالب کے لئے امن نبی

تیمور غدار کی سیواس اور اس کے قریب جوار کے دیار پر

چٹائی

پہر تیمور سیواس کی طرف متوجہ ہوا دبا نکا فرما نروا امیر سلیمان
بن بایزید بن مراد بن اورخان بن عثمان تھا۔

امیر سلطان نے باپ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور امداد چاہی

ہ اذکی خونریزی کی بجائیںگی اور عہود کی ذمہ داری آبرو کی حفاظت
اہل عصمت کی نگرانی بخوبی ہوگی فتح کیا۔

جب جنگ سے فراغت ہوئی اور لڑنے والے قابو میں
آگئے اور سب کو بکریوں کی طرح ایک رسی میں باندھا اور زمین میں
ایک کتا کھودا کر سب کو زندہ اس میں ڈال دیا جیسا کہ قلیب بدرین
بعد سردار کائنات روسا و مشرکین ڈال دئے گئے تھے۔ اور انکی
نقداد جو زندہ درگور کئے گئے تین ہزار۔ پہر تیمور نے سمند
خار تگری کی باگ چوڑ دی اور ساتھ میں قید اور اوجاڑنے کا
حکم دیا۔

یہ شہر نہایت ظریف اچھے موقع پر واقع تھا عمارتیں مضبوط
مکان استوار اسکے آثار اور شاہد کی خیر و برکت مشہور و معروف
پانی خوشگوار ہوا موافق رہنے والے ذی عزت و حشم تو قیر
و احتشام کے مددگار تکلف و احترام کے خوگر۔ شام۔ آذربایجان
روم سے ڈانڈا میٹا ملا ہوا تھا اور ابوسین گد چلو تے ہیں اور
اہل سیواس تتر بتر اسکے مراسم کے نقوش تک مٹ گئے
اور تمام مکان چبت کے بل گر پڑے۔

اوس بلائے ناگھانی کا شام کے طرف متوجہ ہوں
محمد حبیب الرحمن بیدار